

<https://primeurdunovels.com/>

"اپنوں کا درد بہت بڑا ہوتا ہے جسے اپنے کندھوں

پر اٹھا پانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں

ہوتی۔۔!!"

شنا سفیان خان

# میں تیری جاگ



ایڈیٹر شنا سفیان

SANA SUFYAN

Instagram: Sana sufyan official

تیری چاہ میں  
مصنفہ: ثنا سفیان خان  
مکمل ناول



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(شروع کرتی ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔)

☆☆☆☆☆

بے وفا تیرا معصوم چہرہ،

دل لگانے کے قابل نہیں ہے۔

خوبصورت بہت ہے وہ لیکن،

بھول جانے کے قابل نہیں ہے۔

وہ جو برآمدے کے ستون کے ساتھ کمر ٹکائے کھڑی تھی، جب تیسری مرتبہ اس نے یہی گانا گنگنایا تو سامنے والے کمرے میں براجمان امی کی آواز اس کے کان کے پردوں سے ٹکرائی تو زبان جیسے تالو سے چپک گئی۔۔۔!

"منہا۔۔۔!!"

"ارے او منہا۔۔۔! یا اللہ میں اس لڑکی کا کیا کروں جس نے کچھ نہ سننے کی قسم اٹھا رکھی ہے۔ یہ جہاں جائے گی ناں ہمارا نام ہی روشن کرے گی۔۔۔!!" اس بار ان کی آواز میں غصے کے ساتھ ساتھ واضح جھنجھلاہٹ بھی تھی۔۔۔

"منہا۔۔۔!!" اب کی بار انہوں نے غصہ سے پکارا تھا۔۔۔

"آئی امی۔۔۔!" وہ فوراً کچن میں حاضر ہوئی تھی، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اب اس کے بعد بات آواز سے شروع ہو کر چپل کی ہوائی فائرنگ پر ختم ہوگی۔۔۔

## خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](https://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

"یہ لو پکڑو اور روپی کے گھر دے کر آؤ اور جلدی واپس آنا، تمہارے ابو آنے والے ہونگے۔!!" رانا بیگم نے اس کے ہاتھ میں شاپر پکڑاتے ہوئے ہدایت بھی دی تو منہا شاپر تھامے باہر آگئی۔ وہ اپنے خیالوں میں اپنے گھر کے حالات پر غور و فکر کرتے ہوئے چل رہی تھی۔ روپی کا گھر اسی کالونی میں تھوڑا آگے تھا، اسی لئے وہ پیدل ہی اس کے گھر کی طرف نکل آئی تھی۔ وہ اپنے آپ میں گم ہو کر چل رہی تھی کہ سامنے سے آتی کار کو نہ دیکھ سکی اور ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

"اففف۔۔! مسٹر آپ کو دکھائی نہیں دیتا کیا۔؟ یا سڑک کو اپنی جاگیر سمجھ کر گاڑی دوڑا رہے تھے۔؟" وہ ہوش سنبھالتے ہی اس پر چڑھ دوڑی تھی جیسے ساری غلطی اسکی ہو۔

"نہیں۔۔! اللہ کی مہربانی سے دو آنکھیں رکھتا ہوں اور شکر کرو کہ میرے بروقت بریک لگانے کی وجہ سے تم بچ گئی ہو ورنہ تم نے تو خود کو اوپر پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی تھی۔!!"

اگر یہ غلطی کر کے گولا بارود پھینک رہی تھی تو ادھر سے بھی بھرپور ہوائی فائرنگ کی گئی تھی۔۔ دونوں میں سے کوئی بھی کم نہیں تھا۔

"شکر کس بات کا کروں۔۔؟ اپنے بچ جانے کا یا آپ کی بکواس کا۔؟ ایک تو مجھے اتنا لیٹ کرا دیا اور اوپر سے لیکچر بھی دینے لگ گئے ہیں۔ یا اللہ میری امی کی چیلوں سے کون بچائے گا مجھے۔؟ کار کیا مل گئی ہے؛ لوگ سڑک کو اپنی جاگیر ہی سمجھنے لگے ہیں، ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو غلطی بھی کرتے ہیں اور سوری بھی نہیں بولتے۔!!" اس نے غصے میں بڑبڑاتے ہوئے قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ فوراً رک جانا پڑا؛ کیونکہ وہ کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل کر سامنے آ کر کھڑا ہوا تھا۔



منہا نے حیران ہو کر چہرہ اوپر اٹھایا تو جیسے مہوت رہ گئی۔

بے حد وجیہ، اونچا قد، کسرتی جسم، بلیک پیٹ اور بلیک ہی شرٹ پہنے، پیروں میں بلیک ہی جوتے پہنے، وہ کوئی شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔

لیکن اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی دیکھ کر منہا کے چہرے پر ایک پل کے لئے خوف کا سایہ لہرایا تھا، لیکن وہ یونہی ڈھیٹ بنی کھڑی تھی۔

"کیا کہا تم نے کہ میں نے بکواس کی ہے تم سے۔۔؟ اب بتاؤ مجھے کہ ان سارے لفظوں میں کون سا لفظ تمہیں بکواس لگا اور کیا کہہ رہی تھی تم کہ یہ سڑک میری جاگیر ہے۔۔؟" اس کا چہرہ غصے کی شدت سے لال ہوا تھا، جیسے اس کی بات اسے بہت ناگوار گزری ہو۔

وہ ابھی اسے کچھ اور سناتا کہ تبھی اس کا موبائل بجاتا تھا، اس نے جیسے ہی فون نکال کر دیکھا اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا، وہ فوراً گاڑی کا دروازہ کھول کر اس میں بیٹھا اور گاڑی زن سے بھگالے گیا۔ مصیبت کے ٹلنے پر منہا کا رکا ہوا سانس بحال ہوا اور خوف سے زرد پڑتا چہرہ اپنے اصلی رنگ پر آیا تھا۔

"یا اللہ یہ کیسا انسان تھا ایک چھوٹی سی تو بات تھی، مجھے غصہ آگیا تو کہہ دیا؛ یہ نہیں کہ سن کے چلا جائے، اتنا کھڑوس انسان تو میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا ہے۔۔!!" وہ بھی بڑبڑاتے ہوئے روبرو کے گھر کی طرف چل دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

علی ہاؤس میں صبح کے وقت سبھی لوگ اپنے اپنے کام میں بڑی تھے۔ اس گھر کے مکین میں سب سے بڑے احسن علی تھے، وہ گھر کے سربراہ بھی تھے، اور ان کی پیاری سی بیگم عالیہ اور ایک ہی بیٹا تھا جازب علی۔۔!

28 سالہ جازب علی بے حد خوبصورت اور وجیہہ تھا، اپنے والدین کا بہت فرما بردار بیٹا تھا، لیکن ایک ایسا ٹاپک تھا؛ جس پر وہ بات کرنے کے بجائے ان کی سنتا ہی نہیں تھا اسی لیے وہ بہت پریشان رہتی تھیں۔۔

گھر میں نوکروں کی فوج ہونے کے باوجود بھی عالیہ بیگم بہت خالی اور اکیلا پن محسوس کرتی تھیں، اس لئے وہ چاہتی تھیں کہ اپنے لاڈلے کی شادی کر دیں اور اس کی بیوی آجائے تو گھر میں کچھ رونق ہو جائے۔۔

سبھی لوگ ناشتے کی ٹیبل پر ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ تبھی عالیہ بیگم نے وہی ایک ٹاپک چھیڑا، جس سے ان کا لاڈلا ہمیشہ بھاگتا تھا۔۔

"جازب تم آج مجھے بتا ہی دو کہ تم کب تک شادی کرو گے، ورنہ پھر میں نے لڑکی پسند کر لی ناں تو زبردستی شادی بھی کر دینی ہے۔!!" ان کی بات سن کر وہ بے اختیار ہنسنے لگا تھا۔

"ماما آپ اپنے ہی بیٹے پر ظلم کر رہی ہیں اور گھر میں اتنا بڑا کراؤ۔؟ یہ تو ٹھیک نہیں ہے؛ اور آپ کا مسئلہ بھی تو کافی سنگین ہے، اچھا چلیں اس پر بھی کچھ سوچتے ہیں۔!!" جازب نے مسکراتے ہوئے انہیں تسلی دی۔۔

جاذب کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر ان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ در آئی تھی لیکن وہ اپنی مسکراہٹ کو روک کر چہرے کو سخت بنا رہی تھیں، کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ ایسے ہی وہ پھر آج نکل جائے گا، بنا جواب دیے ہی۔۔

"تم اپنی تسلی اپنے پاس رکھو اور مجھے جواب دو۔!!" انہوں نے روب سے کہا۔۔

"پاپا آپ اپنی بیگم کو سمجھالیں، دیکھیے ناں میرے پیچھے پڑی ہوئی ہیں، کیا آپ بھی چاہتے ہیں کہ میں آپ کی طرح رسیوں سے باندھ دیا جاؤں۔۔؟"

جاذب ہلکا سا جھک کر اپنے پاپا سے مزاقیہ انداز میں اپنی ماں کی شکایت لگا رہا تھا۔۔

"بیٹا جی یہ اپنی ماما کو سنا کر تو دکھاؤ پھر ذرا دیکھنا، دو دن تک کھانا پینا بند ہو جائے گا اور میں تو روم بدر ہی ہو جاؤں گا۔!!" انہوں نے بھی ہلکی آواز میں اس سے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔

"یہ دونوں باپ بیٹے کیا کھسر پھسر کر رہے ہیں، ذرا مجھے بھی تو پتہ چلے، میں بھی ہنس لوں۔!!" وہ ان دونوں لوگوں کو آپس میں بات کرتے دیکھ کر بیچ میں بولی تھیں۔۔

"نہیں بیگم یہ آپ کے جاننے والی بات نہیں ہے، یہ ہم باپ بیٹے باہر کی بات آپس میں کر رہے ہیں۔!!" انہوں نے ایک آنکھ دبا کر جاذب کی طرف چہرہ موڑ کر ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔

انہوں نے غصے سے ان دونوں کو گھور کر وہاں سے واک آٹ کر گئی تھیں لیکن اپنی بات کہنا نہیں بھولیں کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ ابھی اس وقت ان کی دال گلنے والی نہیں ہے۔۔



"شام کی فلائٹ سے شازمہ آ رہی ہے۔ وہ تو یاد ہے ناں تمہیں؛ تمہارے ماموں کی اکلوتی بیٹی ہے جو یہی سے رہ کر پڑھنے آ رہی ہے، دو سال کے لئے۔ تو ذرا تم اسے ایئر پورٹ سے لینے چلے جانا۔!!" وہ جاتے جاتے بھی اپنا فرمان جاری کر گئی تھیں۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ شہر کا سب سے بڑا شاپنگ مال تھا جہاں زین نے لا کر گاڑی روکی تھی۔۔

زین سالک اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھا اور جازب علی کا بچپن کا دوست، دونوں ہمیشہ ساتھ رہے تھے۔۔ ساتھ یونیورسٹی میں پڑھے، پھر اس کے بعد وہی سے الگ ہوئے تو زین جازب کے بزنس کو ہی سنبھالنے لگا تھا۔۔

کئی ہفتوں بعد دونوں نے آج اکٹھے ساتھ لنچ کیا تھا اور اب شاپنگ مال میں دونوں کھڑے تھے کیونکہ زین کو شاپنگ کا کریز تھا؛ تو اس لئے وہ اسے بھی شاپنگ کرنے کی غرض سے اپنے ہمراہ لے آیا تھا۔۔

زین تو جس طرف کپڑے ٹنگے ہوئے تھے، اس طرف جا کر دیکھنے لگا تھا اور جازب کچھ لمحے تک تو یونہی کھڑا رہا پھر وہ ایک طرف ریک میں لگے جوتوں کے پاس آگیا اور وہی لگے شوز کو دیکھنے لگا۔ منہا بھی آج تنہا ہی شاپنگ مال آئی تھی، اسے کچھ کچن کا ضروری سامان لینا تھا اور اپنے لیے سینڈل بھی لینی تھی، بہت دیکھنے کے بعد دیکھتے دیکھتے اس نے اپنے لئے بہت محنت سے کچھ پسند کر لیا تھا، وہ چند قدم آگے بڑھی تھی جب اس کی نظر ایک بلیک کلر کے سینڈل پر پڑی جو کہ مردانہ سینڈل تھی

لیکن وہ بہت خوبصورت تھی، اتنی خوبصورت کی اس نے کبھی بھی اتنی پیاری سینڈل نہیں دیکھی ہوئی تھی، پر وہ آٹھ نمبر کی سینڈلز تھی۔۔!

"یا اللہ اتنی بڑی سینڈل ہے یہ تو ابو کو آئے گی ہی نہیں لیکن اتنی پیاری ہے کہ میں اسے چھوڑ بھی نہیں سکتی اور مجھے تو یہ بالکل نہیں ہوگی ویسے بھی یہ مردانہ سینڈل ہے۔ کیا کروں۔۔؟ کوئی ایسا ہے بھی نہیں جس کے لئے میں یہ لوں لیکن میں یہ لوں گی تو ضرور۔۔!!" وہ من ہی من میں بڑبڑاتے ہوئے بے اختیار اپنے ہاتھ بڑھا گئی۔۔

جاذب کو ایک بلیک سینڈل پسند آئی تھی، جسے لینے کے لیے اس نے جیسے ہی ہاتھ آگے بڑھایا ویسے ہی کسی لڑکی کا ہاتھ بھی اس سینڈل کی طرف بڑھا تھا۔ ایک سینڈل خود اس کے ہاتھوں میں تھی اور دوسری اس لڑکی کے ہاتھ میں، اس نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا تھا، نظریں چار ہوئیں تھیں۔ وہی اس دن والی لڑکی تھی۔ اسے دیکھ کر اس نے فوراً اپنی نظریں پھیریں تھیں۔۔

بلیک کلر کا کاٹن کا سوٹ پہنے، اچھے سے سر پر اسکارف لئے بہت عام سی لڑکی تھی۔۔ چھوٹی سی ناک، بڑی بڑی آنکھیں، خوبصورت کٹیلے ہونٹ، لیکن رنگ نہ زیادہ گورا تھا اور نہ ہی زیادہ سانولا تھا۔۔ بلکہ سنہرا رنگ تھا اس لڑکی کا۔۔!! عام سی لڑکی پھر بھی بہت خاص لگ رہی تھی، کچھ تو تھا اس میں جو اسے خاص بنا رہا تھا، شاید آنکھوں کی چمک تھی۔۔

وہاں کھڑا سیلزمین بھی حیران ہوا تھا، کیونکہ وہ سینڈل کی ایک ہی پیس تھا جو بہت یونیک ماڈل تھا، جس کی ایک سینڈل اس لڑکی کے ہاتھ میں تھی اور ایک سینڈل اس لڑکے کے ہاتھ میں، وہ حیران ہو کر ان کے قریب آیا تھا۔۔

"یہ سینڈل میں لونگی، کیونکہ میں نے اسے پسند کیا ہے۔!!" منہا نے اسے نظر انداز کر کے اپنی بات کہی تھی؛ اسے اپنے سامنے دیکھ کر وہ بھی حیران ہوئی تھی اور تھوڑا خوفزدہ بھی؛ اس دن والے انسان کو سامنے دیکھ کر بھی وہ خود کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی۔ وہ ڈر کو اپنے چہرے پر لانا نہیں چاہتی تھی۔۔

سیلز مین نے منہا کی بات پر جاذب کا سنجیدہ چہرہ دیکھا، جو بالکل سپاٹ تھا۔۔

"میم سب سے پہلے سینڈل کو سر نے اٹھایا تھا۔!!"

سیلز مین نے اپنی بات رکھنی چاہی اور ان دونوں کے بیچ کے جھگڑے کو بھی ختم کرنا چاہا۔۔

"یہ میں نے پہلے دیکھا ہے تو ایسے تو اسے میں ہی لوں گی۔!!" اس کے چہرے کی سختی کو دیکھ کر اس نے اپنے ڈر کو چھپا کر منہ ٹیڑھا کر کے کہا تھا۔۔

جاذب ان دونوں کی بحث کو انکسور کر کے چاروں طرف نظر دوڑا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے سیلز مین کو بلا کر ایک ہی سینڈل کا پیسہ دے کر اسے پیک کر لے کر چلا گیا۔۔

اس کی دیکھا دیکھی منہا نے بھی غصے سے ایک سینڈل کا دام دے کر وہاں سے لے کر چلی

گئی۔!!" سیلز مین ان دونوں کے انداز سے ابھی تک حیران پریشان کھڑا تھا، پھر کچھ دیر بعد اس نے کندھے جھٹک کر اپنا کام کرنے لگا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆



جاذب وہاں سے زین کے پاس گیا تو وہ بھی پیمٹ کر کے اب نکل ہی رہا تھا۔ اس نے جاذب کو نکلتے دیکھا تو پھر خود بھی وہاں سے ساتھ ہی نکل گیا۔۔ دونوں ساتھ ہی آکر گاڑی میں بیٹھے تھے، اس نے جاذب کو ایک چھوٹا سا شاپر لیے دیکھا تو اس سے پوچھنے لگا۔

"یہ تم نے کیا لیا ہے۔۔؟" زین کے سوال پر جازب نے شاپر اس کی طرف بڑھا دیا۔۔ اس نے شاپر کھولا تو اس میں صرف ایک ہی سینڈل تھی۔۔

"یہ تو ایک ہی پیر کی ہے۔۔!" وہ حیران ہوا تھا۔۔

"ہاں تو۔۔؟" جازب بلکل پرسکون تھا۔۔

"مطلب تم نے جان کر ایک پیر کی لی ہے۔۔؟ لیکن ایسا کیوں کیا تم نے۔۔؟ تم ٹھیک تو ہو۔۔؟" زین نے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کا ٹمپرچر محسوس کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس کے چہرے کا بغور جائزہ لیا۔۔

"اچھا تم اس طرح گھور کر مجھ معصوم کو ڈراؤ تو مت، اگر مجھے کچھ بتانا چاہتے ہو تو میں ہمیشہ حاضر

ہوں۔!!"جاذب کو اپنی طرف گھورتا یا کر اس نے معصومیت کے سارے رکارڈ توڑے تھے۔۔

اس کی اس معصوم ادا پر جازب کے چہرے پر ایک پل کے لئے مسکراہٹ آ کر معدوم ہوئی تھی، اس نے زین کی طرف دیکھا پھر آج کی روداد کے ساتھ ساتھ اس دن کی ملاقات کا بھی حال سنایا تھا۔

"ہاہاہاہاہا۔!!" زین کے منہ سے ایک جاندار قہقہہ برآمد ہوا تھا، لیکن جاذب کا غصّہ سے بھرپور چہرہ دیکھ کر اس نے اپنی ہنسی کو بھرپور روکنے کی کوشش کی تھی، لیکن وہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔

اس کو ہنستا دیکھ کر جاذب کو غصہ آیا۔

"تم ہنسنا بند کر رہے ہو یا میں تمہارے دانت توڑوں۔؟" جاذب نے اس کی طرف گھور کر اسے وارننگ دی تھی۔

اس کے غصے پر اس نے فوراً اپنے ہونٹوں پر چھوٹے بچوں کی طرح انگلی رکھی تھی لیکن زین کی ہنسی ابھی بھی پوری طرح رکی نہیں تھی۔

"تم اتنا غصہ کیوں ہو رہے ہو۔؟ میں تو حیران ہوں کہ کوئی لڑکی تجھے چپ رہنے پر مجبور بھی کر سکتی ہے۔ بڑی ہی جیدار لڑکی تھی؛ اگر کبھی تجھے وہ ملے تو مجھے بھی بتانا، مجھے اس سے آٹوگراف لینا ہے۔!!"

زین نے جاذب کا دل جلانے کی بھرپور کوشش کی تھی۔

"جیدار لڑکی۔! ہمہمممم۔۔ اسے جی دار نہیں منہ پھٹ کہتے ہیں اور اگر تمہیں آٹوگراف لینا ہے تو میں اس کا ایڈریس پتا کر کے بتا دیتا ہوں، جا کر لے لینا۔!!"

جاذب نے ایک مکا جڑا تھا اس کے کندھے پر۔

"ہائے رب۔! میں مر گیا ظالم، میرا کندھا ٹوٹ گیا۔!!" زین کی جھوٹی آہ و پکار جاری تھی۔ جسے جاذب نظر انداز کرتے ہوئے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اور پھر دونوں ساتھ ساتھ اپنے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

منہا گھر پہنچ کر اپنی امی کو سلام کرتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ فریش ہونے کے بعد اس نے اپنا خریدا ہوا سامان الماری میں رکھنا شروع کیا۔۔ جب اس کی نظر سینڈل پر پڑی جو اس کے پاس صرف ایک ہی پیر کی تھی۔۔

سینڈل اتنی پیاری تھی اور ایک ہی اس کے پاس تھی، اس لئے اسے دوبارہ اس کھڑوس انسان پر تپ چڑھی تھی۔۔

"ہائے او ربا۔۔! ایسا کھڑوس انسان جس کے پلے پڑے گاناں وہ بے چاری سر پکڑ کے روئے گی، کیونکہ وہ کھڑوس تو اس کی بات ہی نہیں سنے گا اور جب غصے سے اس کی طرف دیکھے گا ناں تو اس کی بیوی بیچاری تو اس کا غصہ دیکھ کر دیوار سے چپک جائے گی؛ لیکن نہیں، ہائے رب کرے کہ اس کو اتنی ٹیڑھی لڑکی ملے کہ بس یہ کھڑوس پریشان ہی رہے، کتنا مزا آئے گا۔۔!!" وہ تصور میں ہی اس کو پریشان دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔ جب وہ اپنی باتوں پر غور کرتی ہے تو اسے بھی پریشانی ہوتی ہے۔۔

"یہ میں کیا اوٹ پٹانگ سوچ رہی ہوں، وہ بھی خاص طور سے کسی غیر محرم کے بارے میں؛ یہ بہت گناہ ہے۔ نہیں مجھے نہیں سوچنا چاہیے، جو ہوا اس پر مٹی ڈالو، وہ سامنے آئے اور چلے گئے۔ وہ اپنے گھر میں اپنے گھر۔۔!!" اس نے اپنا سر جھٹکا، اس بات کو بھولنے کی کوشش کی اور اپنی امی کے پاس چلی گئی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆



"امی ہفتے کے آخر میں اسکول میں میرا رزلٹ آ رہا ہے اس کے بعد نیو ایڈیشن شروع ہو جانا ہے، امی مجھے ایڈیشن ملے گا نا۔۔؟" روشنی نے امید سے اپنی امی کی طرف دیکھا تھا کیونکہ اسے پڑھنے کا بہت شوق تھا لیکن گھر کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کو ڈر تھا کہ کہیں اس کی پڑھائی بیچ میں ہی نہ رہ جائے۔۔

"بیٹا ہر مشکل وقت میں اللہ سے دعا کرتے ہیں اور ناامید کبھی نہیں ہوتے۔ اللہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ (اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔۔)۔ (سورۃ آل عمران 160)"

وہ بڑے ہی سکون سے اپنی چھوٹی بیٹی کو سمجھا رہی تھیں کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ زندگی کا اتار چڑھاؤ کبھی کبھی انسان کو بہت نیچے تک لے جاتا ہے لیکن پھر بھی ہمیں امید کا دامن کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے اور ہمیشہ دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔۔

"امی آج میں جا رہی ہوں، دو تین سکولوں میں انٹرویو دینا ہے، ہو سکتا ہے کہیں جاب لگ جائے، کوئی بھی چھوٹی یا بڑی اور ٹیوشن کے پیسے بھی ہونگے تو اس کو ملا کے ہم چھوٹی کی فیس دے لیں گے اور جو کپڑے کی سلائی سے ملیں گے اس سے گھر کا خرچہ اٹھالیں گے۔ آپ پریشان نہ ہوں انشاء اللہ سب کچھ اچھے سے ہو جائے گا۔!!" آمنہ ان کی بڑی بیٹی تھی جو کہ گریجویشن مکمل کر کے اب آگے کی پڑھائی بھی جاری رکھنا چاہتی تھی، لیکن گھر کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ ابھی کے لئے جاب انٹرویو دینے چلی گئی تھی کیونکہ روشنی کا بھی ایڈیشن کروانا تھا۔ اسے پڑھنے کا بہت شوق تھا، گھر میں کوئی اور فرد نہ ہونے کی وجہ سے سب کچھ انہیں ہی دیکھنا پڑتا تھا۔۔



ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے دارالحکومت شہر لکھنؤ۔۔ جسے نوابوں کا شہر کہا جاتا ہے۔ ہندوستان کی سب سے زیادہ آبادی والے صوبہ اتر پردیش کا ایک ضلع، شہر اور دارالحکومت بھی ہے۔ لکھنؤ اردو کا قدیم گہوارہ ہے۔۔ لکھنؤ شہر اپنی نزاکت، تہذیب و تمدن کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔۔ یہ شہر دسہری آم کے باغات اور چکن کی کڑھائی کے کام کے لئے بھی کافی مشہور ہے۔ شہر کے درمیان میں گومتی ندی بہتی ہے جو لکھنؤ کی ثقافت کا بھی ایک حصہ ہے۔۔

آج شہر کے اعلیٰ افسران کی میٹنگ بلائی گئی تھی، شہر میں کرائم بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے عوام بہت پریشان تھی۔۔

"سر آج ایک ہی تھانے میں چار کیسز درج کیے گئے ہیں، جس میں لڑکیاں کالج تو گئی تھیں لیکن گھر واپسی سے پہلے ہی انہیں کڈنیپ کر لیا گیا۔ سر بچیوں کے ماں باپ بہت زیادہ پریشان ہیں۔۔!!" میٹنگ میں شریک ایک افسر نے تازہ ترین درج رپورٹ سب کے سامنے رکھتے ہوئے مطلع کیا۔ کیونکہ یہ بہت ہی بڑا مسئلہ تھا، خصوصاً لڑکیوں کے ماں باپ کے لیے۔۔

"اس کیس کو ہینڈل کرنے کے لئے ایک ٹیم بنائی جائے گی، جو بہت ایمانداری کے ساتھ کام کریگی اور ہمارا مشن ہو گا کہ ہمیں اپنے شہر سے ہی نہیں بلکہ اپنے وطن سے بھی ایسے گندے لوگوں کو، جو اتنا گھناؤنا فعل سرانجام دیتے ہوئے بھی کھولے عام گھوم رہے ہیں، انکا وجود ہم اس دنیا سے مٹا دیں گے۔۔!!" ایک بڑے افسر نے عظم سے کہتے ہیں ساتھ بیٹھے سبھی افسران پر نظر ڈالی۔۔

"یس سر۔۔!!" سب نے ہم آواز ہو کر کہتے ہوئے دل سے عہد لیا کہ اپنے وطن سے ایسے برے لوگوں کو مٹانا ہے۔۔

ٹیم سلیکٹ ہو گئی تھی اور وہ اپنا کام بہت محنت کے ساتھ کر رہی تھی۔ ان دو مہینوں میں انہوں نے بہت ساری انفارمیشن اکٹھی / جمع کر لی تھی۔۔

لیکن ابھی پوری طرح پتہ نہیں لگ پا رہا تھا۔ لیکن جب وطن کے محافظ ٹھان لیں تو کوئی انہیں روک نہیں سکتا۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"اسلام و علیکم امی۔۔!!"

آمنہ نے گھر میں قدم رکھتے ہی فوراً اپنی امی کو سلام کیا تھا۔۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔۔ بیٹا کپڑے بدل لو اور آؤ کھانا کھا لو۔۔!!" انہوں نے خوش دلی سے جواب دیتے ہوئے سلائی مشین سے سر اٹھا کر اسے ایک نظر دیکھا تھا۔۔

"آتی ہوں امی۔۔!!" وہ فوراً اپنے روم کی طرف لپکی تھی۔۔ انکا بہت ہی چھوٹا سا گھر تھا اور وہ بھی کرائے پر تھا، گھر میں صرف دو ہی کمرے تھے، ایک آمنہ کا روم تھا اور دوسرے میں اسکی امی اور روشنی رہتی تھیں۔ گھر میں ایک چھوٹا سا کیچن تھا اور گھر کے بچوں بیچ ایک چھوٹا سا ہال تھا، جس میں پلاسٹک کی کرسیاں اور ایک ٹیبل سیٹ کر کے مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔۔

رشتے دار تو کوئی تھے نہیں اور باہر سے بھی کوئی آتا جاتا نہیں تھا تو اس لئے انہیں مشکل بھی کم ہی ہوتی تھی۔۔



کچن میں ہی فرش پر ایک چٹائی بچھا کر روشنی اور اسکی امی نے کھانا نکال کر رکھا تھا۔

"امی کھانے میں کیا ہے۔۔؟" آمنہ نے کچن میں آتے ہوئے اپنی امی سے پوچھا تھا۔

"بیٹا صرف دال اور چاول تھے تو وہی بنا دیئے، اچار ہے نا اسی سے کھا لینگے۔ بیٹا ہمیں تو اللہ کا شکر ادا

کرنا چاہیے کہ ہمارے پاس کھانے کو ہے کچھ، کسی کسی کو تو بھوکا ہی سونا پڑتا ہے۔ اللہ نے ہمیں ابھی

بہت دیا ہے؛ الحمد للہ۔۔ ہمیں ہر حال میں اپنے رب کا شکر ادا کرنا چاہیے۔۔!!" وہ ہمیشہ اپنی دونوں

بچیوں کو صبر اور شکر کا سبق سکھایا کرتی تھیں۔۔ دونوں اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ان کی بات سن

رہی تھیں، پھر بسم اللہ پڑھتے ہوئے کھانا شروع کیا تھا۔

"آپی آپ کو جاب ملی۔۔؟" روشنی کھانا کھانے کے بعد آمنہ سے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں۔۔! ایک اسکول میں مل گئی ہے۔۔!!" آمنہ نے بتانے کے ساتھ روشنی کا چہرہ دیکھا جو بہت زیادہ

خوشی کی وجہ سے چمک رہا تھا۔

"آپی میرا ایڈمیشن اب ہو جائے گا ناں۔۔؟" وہ بہت امید سے اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر پوچھ رہی

تھی۔

"ہاں انشاء اللہ ضرور ہو گا۔۔!!" آمنہ اپنی چھوٹی بہن کی امید کیسے توڑ دیتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

منہا صبح اٹھ کر جیسے ہی کھانے کی ٹیبل پر آئی اسے کچھ غیر معمولی لگا۔

"امی ابو کیا کوئی پریشانی ہے۔۔؟ کچھ پریشان کر رہا ہے۔۔؟ آپ لوگ تو مجھے کچھ بتاتے ہی نہیں، سب کچھ چھپاتے رہتے ہیں؛ اب میں بڑی ہو گئی ہوں۔۔!!" اس نے منہ بگاڑ کر اپنے والدین کی معلومات میں اضافہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

"ہاں میری جان۔۔! ہم جانتے ہیں کہ ہماری بیٹی اب گریجویشن کے فائنل میں پہنچ گئی ہے اور سمجھدار بھی ہو گئی ہے لیکن کوئی بات نہیں ہے تم پریشان نہ ہو۔۔!!" منہا کے ابو نے اس کے گالوں کو کھینچ کر اسے تسلی دی تھی۔۔

پھر خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا اور اس کے بعد منہا ڈرائیور کے ساتھ اپنے کالج کے لئے نکل گئی۔۔

"آپ نے اسے کیوں نہیں بتایا۔۔؟ ہماری صرف ایک ہی بیٹی ہے اور ہمارے حالات کا اسے پتہ ہونا چاہیے، آگے چل کر کہیں اسے کوئی پریشانی نہ اٹھانی پڑ جائے خدا نخواستہ۔۔!!" وہ پریشان ہوئی تھیں۔۔

"پتا نہیں کیسے یہ سب کیا ہو گیا۔۔؟ میرے بزنس میں پے در پے اتنے گھاٹے کیسے ہونے لگے۔۔؟ لیکن میں پوری کوشش کر رہا ہوں کہ جن کے پیسے مجھ پر قرض ہیں میں ان کے ادا کر دوں، تم پریشان نہ ہو، انشا اللہ ہو جائے گا سب ٹھیک۔۔!!" انہوں نے تسلی دی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اپنا لیکچر لینے کے بعد منہا باہر نکل رہی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی کالونی کی دوست روبی بھی تھی۔ وہ باہر نکل کر کھڑی ہوئی تھی اور ادھر ادھر نظر دوڑائی تھیں کیونکہ ابھی اس کی گاڑی نہیں آئی تھی۔

"یار وہ سامنے دیکھو بوڑھے بابا ہیں، چلو انہیں کچھ دے کے آتے ہیں؛ میری امی کہتی ہیں ایسے لوگوں کو ضرور دینا چاہیے۔!!" روبی منہا سے کہنے کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر روڈ کر اس کر گئی تھی۔

قریب جانے کے بعد منہا کی نظر جیسے ہی ان بوڑھے بابا پر پڑی پہلے تو وہ کچھ دیر حیران پریشان کھڑی رہ گئی، اس کے بعد وہ تجسس کے مارے ان کے آگے آنکھیں پھیلا کر بیٹھ گئی۔

بوڑھے بابا اپنے سے ڈبل چوڑا کرتا اور پاجامہ پہنے ہوئے تھے، جن پر جگہ جگہ نیل اور مٹی کے دھبے لگے ہوئے تھے، بڑے بڑے بال جو کہ آپس میں الجھے ہوئے تھے، بڑھی ہوئی داڑھی اور مونچھیں جیسے بہت مہینوں سے انہیں کٹوایا نہ گیا ہو، چہرے پر دھول اور مٹی لگی ہوئی تھی، جیسے انہیں کئی سالوں سے دھویا نہ گیا ہو۔ لیکن جو چیز منہا کو حیران اور ساکت کر گئی تھی وہ کچھ اور ہی تھی۔

"بابا اگر آپ بددعا نہ دیں تو میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔؟" منہا اس بابا کے آگے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی تھی، اور بڑے دھیان سے جیسے ان میں کچھ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی۔



"آپ کا چہرہ اور آپ کا انداز دیکھ کے تو لگ رہا ہے کہ آپ بہت زیادہ بوڑھے ہیں اور سچ میں کوئی بابا ہیں لیکن مجھے ایک بات سمجھ نہیں آرہی ہے۔۔؟ آپ کے ہاتھ اور پیر اتنے جوان کیسے نظر آرہے ہیں۔۔؟ ہاتھ پیر پر ایک بھی شکن نہیں ہے اور ان پر ایسی چمک ہے جیسے لگ رہا ہے کہ آپ ابھی پالر جوائن کر کے آئے ہوں اور رنگت اتنی صاف کی اگر ہم جیسی سنہرے رنگ کہ لڑکیاں چار ہفتوں تک فیئر نیس کریم لگائیں تب بھی ایسی رنگت نہیں آئے گی، آخر یہ ماجرا کیا ہے۔۔؟ مجھے یہی سمجھ میں نہیں آرہا ہے، یا ہو سکتا ہے کہ آپ بابا ہی نہ ہوں کیونکہ میں آپ کو ایسے ہی تین دن سے دیکھ رہی ہوں، آپ کسی سے پیسے بھی نہیں لیتے، بس یہیں بیٹھ کر ہم سب کی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔۔!!" منہا اس بابا کو تجسس بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی، جیسے ان میں کچھ ڈھونڈ رہی ہو اور بابا اپنی نظریں جھکائے کچھ پڑھنے میں مصروف تھے۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔۔؟ پاگل تو نہیں ہو گئی۔۔؟ بابا لوگ کو ایسے نہیں بولتے۔۔!!" روبی اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے وہاں سے زبردستی لے جا رہی تھی۔

"ارے رک جاؤ، مجھے چھوڑ دو میں نے آج اس بابا کا پردہ نہ فاش کر دیا تو میرا نام منہا نہیں، وہ تمہیں بابا کہاں سے لگے۔۔؟ ارے وہ کوئی بابا نہیں کوئی ڈھونگی بابا لگ رہے۔۔!!" منہا اپنا ہاتھ اس سے چھڑوانے کی بھرپور کوشش میں مصروف تھی۔

"ایک تو یہ تمہارا تجسس۔۔ میں اس سے بہت پریشان ہوں، تم اکثر یہ کام کرتی ہو۔۔!!" روبی اس سے پریشان لگ رہی تھی۔

منہا تو اس بابا کو سنانے کے بعد اتنے سکون سے راستے پر چل رہی تھی جیسے کتنا اچھا اور نیک کام سرانجام دیا ہو۔۔ اور روپی غصے سے بڑبڑاتے ہوئے اس کے ساتھ کھڑی گاڑی کا انتظار کر رہی تھی۔۔

میں محبت ہوں

مجھے پیار کر کے تو دیکھ

میں تم سے عشق

نہ کرنے لگوں تو کہنا

میں پھول ہوں

مجھے چھو کر تو دیکھ

نہ مہکنے لگوں تو کہنا

میں ستارہ ہوں

مجھے چھو کر تو دیکھ

نہ چمکنے لگوں تو کہنا۔۔ (بقلم ثنا سفیان خان)

☆☆☆☆☆☆☆☆

آمنہ اسکول سے واپس آ کر اپنی امی کے پاس ابھی بیٹھی ہوئی تھی کہ اسے اپنی امی کا چہرہ کچھ پریشان سا لگا، حالانکہ وہ بہت صابر خاتون تھیں اور کبھی پریشان نہیں ہوتی تھیں۔ ہر چیز پر اللہ کا شکر ادا کیا کرتی تھیں۔۔

"امی کیا ہوا۔؟ کوئی پریشانی ہے کیا۔۔؟ کوئی آیا تھا کیا۔۔؟" آمنہ نے اپنی امی کا محبت سے ہاتھ پکڑ کر پوچھا تھا۔۔

"ہاں بیٹا آج مکان مالک آیا تھا، اسے اپنے چار مہینے کا کرایہ چاہیے۔۔!!" وہ کچھ پریشان لگیں۔۔

"امی صرف یہی بات ہے یا پھر کوئی اور بھی بات آپ کو پریشان کر رہی ہے۔۔؟" آمنہ سمجھ تو گئی تھی لیکن اپنی امی کے منہ سے سننا چاہ رہی تھی۔۔

"بیٹا وہ۔۔ وہ مکان مالک آیا تھا اور وہ اپنے چار ماہ کا کرایہ مانگ رہا تھا اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ تمہارے لیے اپنا رشتہ دے رہا ہے۔۔!!" وہ سر جھکائے کچھ لمحے خاموش رہی تھیں۔ آمنہ ششدر سی اپنی امی کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔

"امی وہ اپنی عمر نہیں دیکھ رہا اور اس کی نظر اتنی گندی ہے کہ میں کیا کہوں۔ امی ہمیں کرایہ کسی بھی طرح ادا کر کے یہاں سے یہ جگہ چھوڑ کے کہیں اور چلے جانا چاہیے۔۔!!" آمنہ کا چہرہ پریشانی لیے ہوئے تھا۔۔

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو، ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔۔ کچھ نہ کچھ تو ہمیں اس مسئلے کا حل سوچنا ہی ہو گا۔ اچھا بیٹا وہ جو دکان والے نظیر چاچا ہیں ناں وہ شہر میں کوئی گھر کرائے پر بتا رہے ہیں۔ میں چھپ چھپا کر وہاں جا کر دیکھ آتی ہوں، پھر ہم نے جو کچھ پیسے رکھے ہیں وہ اور اپنی انگوٹھی بیچ کر جو پیسہ ملے گا اس کا کرایہ دے کر چھپ چھپا کر یہاں سے چلے جائیں گے، بیٹا اسے پتا نہ چلنے پائے وہ بہت برا انسان ہے۔۔!!" انہوں نے مسئلے کا حل نکالا۔۔



"یا اللہ تو میری بیٹیوں کے نصیب اچھے کر دے، انہیں خوشیاں دے رب۔۔ انہیں تمام بری نظر سے بچا، تمام برے لوگوں سے بچا اللہ۔۔! انہیں ہر برائی سے بچا، نیکی کے راستے پر چلا میرے مولا اور ان کی زندگی میں ایک اچھا ہمسفر دینا میرے رب۔۔!! انہوں نے ہاتھ اٹھا کر رب کی بارگاہ میں دعا کی تھی، اپنی بچیوں کے لئے م۔۔ کیونکہ ماؤں کی اپنے بچوں کے حق میں کی گئی دعا بہت جلدی قبول ہوتی ہے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اس وقت اپنے مشن کے تحت کلب میں آیا ہوا تھا۔ کلب کی تیز نیلی، لال، پہلی روشنیوں اور بے ہنگم لاؤڈ میوزک کے سنگ ناچتے گاتے لڑکے اور لڑکیوں سے بے نیاز بنا ہوا ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ وہ اپنے سامنے بیٹھے شخص کو غور سے دیکھ رہا تھا جو کچھ لڑکیوں کے ساتھ بے ہودہ حرکتوں میں سرعام مصروف تھا۔ وہ اس وقت اپنا گیٹ اپ بدلے ہوئے کہیں سے بھی ایک افسر نہیں لگ رہا تھا۔ اسے سامنے بیٹھے ایم جے کی حرکتوں کو دیکھ کر شدید قسم کا غصہ آیا تھا۔

"سب سمجھ آ رہا ہے ایم جے کہ یہ لڑکیوں والا گیم تم کھیل رہے ہو، تم لڑکیوں کو باہر بھیجتے ہو ناں، تمہارا ضمیر مرچکا ہے، تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔۔ تم دیکھنا میں تجھے ایسی جگہ ماروں گا جہاں تجھے پانی بھی نصیب نہیں ہو گا۔!!" اس نے اپنے سامنے رکھے گلاس کو ہاتھ مار کر زمین بوس کر چکا تھا اور دوبارہ اپنے سامنے موجود شخص کو دیکھ رہا تھا؛ اب وہ بالکل پرسکون تھا جیسے ابھی کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔

وہ شخص اب سیڑھیاں چڑھتا جھولتا مدہوشی میں اوپر جا رہا تھا۔۔



ایم جے۔۔ سیاست کی دنیا کا بادشاہ تھا۔ کسی کے لیے الیکشن میں اسے ہرانا کافی مشکل تھا، اگر پولیس کی ایک بہت بڑی تعداد اسے پروٹیکٹ کر رہی تھی اور اپنی ڈیوٹی نبھا رہی تھی۔۔ تو ایک پولیس کی ٹیم اس کے پیچھے بھی پڑی ہوئی تھی، اس کی حرکت پر نظر رکھی جا رہی تھی کیونکہ انہیں شک ہی نہیں پورا یقین تھا کہ لڑکیوں کی اسمگلنگ میں پورا ہاتھ اس کا تھا۔۔ لیکن پولیس ایسے ہی اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی تھی کیونکہ وہ دنیا کے سامنے ایک بہت اچھا سیاستدان تھا، اس لئے پوری ٹیم ہی اس کیس کی جڑ تک پہنچنا چاہ رہی تھی۔۔

لیکن ایسے لوگوں کی پہنچ کافی اوپر تک ہوتی ہے کہ ایک ایماندار پولیس آفیسر کو اس تک پہنچ اسے خود ہی مشکل میں ڈال دیتا ہے۔۔

ان محافظوں میں بھی کچھ لوگ اپنا ضمیر بیچ دیتے ہیں اور ایسے سیاستدانوں کے تلوے چاٹتے ہیں، جنکا ضمیر بک چکا ہوتا ہے، یہ سیاستدان بظاہر عوام کی نوکر کے طور پر ہوتے ہیں لیکن کرتے بہت برا ہیں۔۔



وہ اس وقت خود کے لئے ہوئے فلیٹ پر اپنے ڈرائنگ روم میں تھا۔ اس کے ساتھ اس کی ٹیم کے دو بندے اور بھی تھے، وہ لوگ ایم جے کی فائل ڈسکس کر رہے تھے۔۔

تین کمروں پر مشتمل یہ فلیٹ تھا جہاں ایک بیڈ روم، ایک ڈرائنگ روم اور ایک اسٹڈی روم تھا اور چھوٹے سے لاونج کے کونر پر اوپن کیچن تھا۔۔

"ظفر آج اسد جو پرانی کیس فائل نکال کر لایا ہے تم اسے پوائنٹ آؤٹ کرو گے اور جو کیس بند ہو گئے ہیں انہیں ری اوپن بھی کرو گے۔!!"

وہ اپنے ساتھی پولیس آفیسر کو ہدایت دے رہا تھا۔

"اوکے سر۔!!" انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

لکھنؤ شہر میں صبح کے وقت بہت زیادہ چہل پہل ہوتی ہے۔ جیسے اس وقت شہر ہی نہیں جاگ رہا ہو بلکہ ساری دنیا ہی ان کے ساتھ ساتھ مشغول ہو۔

لیکن ان کے چھوٹے سے گھر میں کوئی چہل پہل نہیں تھی۔ آمنہ نے صبح اٹھ کر فٹائٹ ناشتہ تیار کیا اور سب نے ایک ساتھ مل کر کھایا۔

"آمنہ بیٹا آج تم چھٹی لے لو اور روشنی کے ساتھ گھر میں ہی رہنا اور کوئی بھی آئے دروازہ نہ کھولنا بیٹا، میں نظیر چاچا کے ساتھ جا رہی ہوں گھر دیکھنے کے لئے۔!!" وہ سر پر اپنی چادر لپیٹ کر باہر نکلنے کے لیے تیار تھیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنی بچیوں کو ہدایت بھی دے رہی تھیں۔

"امی لیکن آج گھر میں کوئی راشن نہیں ہے اور آپ کو گھر آتے آتے شام ہو جائے گی، تو رات کا کھانا کیسے بنے گا۔؟ کچھ ہے بھی تو نہیں گھر میں۔!!" وہ پریشان ہوئی تھی۔

"یہ میرے پاس کچھ پیسے ہیں انہیں رکھو، تم نے جو پچھلی مرتبہ ٹیوشن کے پیسے مجھے دیے تھے ناں یہ انہی میں سے بچا کے رکھے ہوئے تھے، چھوٹی کو لے کر تم نظیر چاچا کی دکان پر چلی جانا بیٹا اور وہاں



سے راشن لے کر آ جانا اور دھیان سے جانا دھیان سے آنا۔!!" انہوں نے آمنہ کو کچھ پیسے پکڑائے تھے اور اسے ساتھ ہی ہدایت بھی دے رہی تھیں۔۔

"ٹھیک ہے امی دوپہر تک ہم اور چھوٹی دونوں جا کر سامان لے آئیں گے، آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ خیر سے جائیں اور خیر سے آئیں۔!!"

آمنہ انہیں دروازے تک چھوڑنے گئی تھی اور ان کی پریشانی کا سوچ کر انہیں تسلی دی تھی اور ان کے جانے کے بعد دروازہ بند کر کے فوراً اندر پلٹ آئی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

جون کی چلچلاتی گرمی اور دھوپ میں اپنی چھوٹی بہن کا ہاتھ پکڑے اور دوسرے ہاتھ میں راشن کا سامان پکڑے آمنہ پیدل ہی اب اپنے گھر جا رہی تھی۔۔

اپنے گھر کی گلی کا موڑ مڑتے ہی اسے رک جانا پڑا تھا کیونکہ سامنے ہی اس کے گھر کا مالک مکان اسے عجیب سی نظروں سے دیکھتے ہوئے راستہ روکے کھڑا تھا۔۔

"میرا راستہ چھوڑیں۔!!" اپنی بہن روشنی کا ہاتھ زور سے بھینچتے ہوئے وہ اس وقت نظر جھکائے اس سے راستہ مانگ رہی تھی۔۔

"راستہ چھوڑنے کے لئے تمہارے راستے میں آکر کھڑا نہیں ہوا ہوں، یہ راستہ اب مجھ تک ہی آتا ہے۔۔ اور تمہاری ماں سے ہزار دفعہ کہہ چکا ہوں لیکن لگتا ہے کہ اس بڑھی کو کچھ سمجھ نہیں آتا، اگر جس دن میرا دماغ خراب ہو گیا ناں تو میں وہ کر جاؤں گا جو کسی نے سوچا نہیں ہوگا۔!!" وہ بدزبانی کرتا ہوا اس کے قریب آگیا تھا۔۔

آمنہ اسے اپنے قریب آتے دیکھ کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری ماں کے بارے میں ایسے الفاظ نکالتے ہوئے، میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔ تم نے سمجھ کیا رکھا ہے کہ اگر ہم برداشت کر رہے ہیں، صبر کر رہے ہیں تو تم کچھ بھی کرو گے۔!!" اس کا چہرہ غصے کی شدت سے لال ہوا تھا۔

"واہ بڑی اچھی لڑکی ہو تم تو، تمہیں آپ سے تم پر آنے میں بالکل ہی ٹائم نہیں لگتا، اچھا ہے۔ اچھا ہے۔!!" وہ عجیب سے انداز میں اس سے گفتگو کر رہا تھا۔

"منہوس۔۔ ذلیل انسان ابھی تک میں صبر کر رہی تھی، برداشت کر رہی تھی۔ اپنی حد دیکھ رہی تھی کہ کب تک میں صبر کر سکتی ہوں لیکن اب بہت ہو گیا تم نے مجھے کچھ کہا ہوتا تو کچھ لمحے تک میں برداشت کر لیتی لیکن تم نے میری ماں کو کہا ہے اور کوئی میری ماں کو کہے میں یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتی اور تم۔۔ تمہاری عزت کوئی کیا کرے گا، تمہارے اندر مینرز نام کی بھی کوئی چیز نہیں ہے، عزت بھی اسی انسان کے حصے میں آتی ہے جو عزت کے لائق ہوتا ہے۔!!" آمنہ نے اسے بے دریغ سنائی تھی۔

"آپی چھوڑیں گھر چلیں، ایسے لوگوں کو تو جواب بھی نہیں دینا چاہیے۔!!" روشنی اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوئی تھی اور دروازہ فوراً بند کیا تھا۔

"آپی کاش کہ کوئی ہمارا بھی اپنا ہوتا جو ہمیں ایسے برے لوگوں سے بچاتا، ہماری حفاظت کرتا۔؟" روشنی کچن میں سامان سیٹ کرواتے ہوئے اپنے دل کی بات اس سے کر رہی تھی، اسے ہمیشہ ہی یہ چیز چھتی تھی کہ کاش کوئی اپنا بھی ہوتا۔؟

"آپی میں ہمیشہ نماز میں یہ دعا کرتی ہوں کہ آپ کو کوئی شہزادے جیسا ہمسفر ملے، جو آپ کو بہت زیادہ عزت دے اور بہت زیادہ پروٹیکٹ بھی کرے اور دیکھیے گا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔!!" روشنی نے دعا کے انداز میں ہاتھ اٹھا کر اپنے چہرے پر پھیر کر آمین کہا تھا۔

"نہیں چھوٹی سارے مرد ایک جیسے ہوتے ہیں، دیکھا تھا ناں تم نے آج اس کی ہمت کتنی بڑھ گئی ہے، میں نے سوچا ہوا ہے کہ مجھے شادی نہیں کرنی ہے۔۔ میں امی اور تمہارے ساتھ رہوں گی، تمہیں ایک اچھا سا انسان بناؤں گی پڑھا لکھا کر اور خود بھی پڑھو گی انشاء اللہ۔!!" اسے مرد ذات سے نفرت سی ہو گئی تھی، وہ سب کو ایک ہی ترازو میں تول رہی تھی، حالانکہ سارے مرد ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم ماما۔!!"

تھکا تھکا سا جازب جیسے ہی گھر میں داخل ہوا تو اس کی نظر لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی اپنی ماما پر گئی تھی، فوراً انہیں سلام کیا اور انہیں کے ساتھ ہی لگ کر بیٹھ گیا۔۔۔  
 "وعلیکم السلام بیٹا جانی۔!!"

وہ اس کا جواب دے کر فوراً پانی لانے کے لئے اٹھ گئی تھیں۔۔

"ماما آپ ناراض ہیں کیا۔؟ کیا ہوا ہے۔۔؟ کوئی بات ہے۔۔؟" جازب کی نظر جیسے ہی ان کے چہرے پر پڑی تو اسے صبح کی بات یاد آئی۔۔ وہ سمجھ تو گیا تھا لیکن پھر بھی اسے پوچھنا ہی زیادہ بہتر لگا۔



"صبح تم سے کہا تھا ناں کہ ایئرپورٹ چلے جانا شازمہ کو لینے کے لیے۔۔ تم میری بات تو کوئی سنتے ہی نہیں ہو۔۔؟" انہوں نے اس سے شکوہ کیا تھا۔۔

"سوری ماما۔۔ آئی ایم ریٹلی سوری میں بالکل بھول گیا تھا، کام کی وجہ سے میرے دماغ سے نکل گیا تھا۔۔!!" اس نے فوراً ان کا ہاتھ پکڑ کر دل سے معافی مانگی تھی کیونکہ وہ بھول گیا تھا کام کی وجہ سے۔۔

"کوئی بات نہیں میری جان۔۔ میں جانتی ہوں کہ تم کام کی وجہ سے بہت ساری چیزیں بھول جاتے ہو، کوئی بات نہیں ہے وہ آچکی ہے، ڈرائیور چلا گیا تھا لینے کے لئے۔ اب وہ آرام کر رہی ہے۔!!" انہوں نے اسے تسلی دی تھی کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو کبھی پریشان نہیں دیکھ سکتی تھی اور نہ ہی اداس، نہ ہی شرمندہ۔۔

"ماما ایک بات کہوں آپ سے۔۔؟ مجھے اپنے آگے پیچھے مکھیوں کی طرح گھومتی ہوئی لڑکیاں بالکل بھی پسند نہیں ہیں، مجھے بہت بری لگتی ہے ایسی لڑکیاں۔ اور یہ چار سال پہلے ہی جب آئی تھی تو اس نے میرا جینا حرام کر دیا تھا۔!!" وہ اپنی ماما سے کہتا ہوا غصے سے اپنے ہونٹوں کو بھینچ گیا تھا۔۔

"یہ بات تو مجھے بھی معلوم ہے بیٹا۔۔ لیکن کیا کروں بھائی صاحب نے کہہ دیا تھا تو میں منع کیسے کر دیتی کہ میں اسے اپنے گھر نہیں رکھوں گی اور اگر اس شہر میں آکر اسے ہاسٹل میں رہ کر پڑھنا تھا تو پھر ہمارے یہاں رہنے کا کیا فائدہ، چلو جانے دو؛ تم اسے اگنور کر دیا کرنا اور میں بھی اسے دیکھ لیا کروں گی۔!!"

وہ اسے سمجھا رہی تھیں۔۔

"اچھا چلو جاؤ کپڑے چینج کر کے آؤ میں تمہارے لیے کھانا نکال رہی ہوں، ایک تو تم اتنی رات کو واپس آتے ہو، مستقبل میں تمہاری بیوی نے لڑائی تو اسی بات پر شروع کرنی ہے پہلے۔!!" وہ مسکراتے ہوئے اسے ڈانٹ بھی رہی تھیں اور ڈرا بھی رہی تھیں۔

ان کی بات سن کر اس کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی، جسے روکنے کے لئے اس نے اپنے ہونٹوں کو دانتوں کے نیچے دبایا تھا۔

"اما آپ میرے انتظار میں پریشان نہ ہوا کریں بلکہ سو جایا کریں، میں جب آیا کروں گا تو کھانا کھالیا کروں گا، مجھے اچھا نہیں لگتا آپ میری وجہ سے دیر رات تک جاگتی رہتی ہیں۔!!" وہ سیڑھیوں تک جاتے جاتے مڑا تھا۔

"نہیں میری جان بچوں کے کام کے لئے ماں کبھی پریشان نہیں ہوتی ہے، مجھے اچھا لگتا ہے تمہارا انتظار کر کے اور کوئی بات نہیں، جاؤ تم کپڑے چینج کر کے آؤ میں تمہارے لئے کھانا نکال رہی ہوں۔!!" وہ ان کی بات سنتے، اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے فوراً اپنے روم میں گم ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

شام کا وقت تھا گاڑیاں سیلاب کی طرح روڈ پر بہہ رہی تھیں۔ زین بھی اس وقت اپنے آفس سے نکل رہا تھا۔ وہ اپنی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جب اس کی نظر سائیڈ والے روڈ پر پڑی تھی، جہاں ایک بوڑھی خاتون ہاتھ میں کچھ تھوڑا سامان لیے روڈ کے کنارے کھڑی تھیں، ایسا لگ رہا تھا جیسے رکشے کا انتظار کر رہی ہوں جب ایک کار بہت تیزی کے ساتھ ان کے قریب آتی اسے نظر آئی۔

زین نے فوری بریک پر پاؤں رکھا تھا جس سے ہر طرف ٹائروں کے چرچرانے کی آواز گونجی تھی۔ وہ اپنی گاڑی سے تیزی سے نکل کر روڈ کر اس کرتے ہوئے ان خاتون تک پہنچا تھا اور اس نے جیسے ہی ان کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف کرنا چاہا تھا تبھی وہ گاڑی ان کے ہاتھوں کو ٹکڑے مارتے ہوئے نکل گئی تھی، ان کے ہاتھوں سے سارا سامان زمین میں گر چکا تھا اور ان کے ہاتھ میں چوٹ لگی تھی۔

"آئی آپ ٹھیک تو ہے نا۔؟ چوٹ تو نہیں لگی آپ کو، کہیں درد تو نہیں ہو رہا ہے۔؟" زین ان کے ہاتھ اور کندھوں کو جھاڑتے ہوئے بہت محبت کے ساتھ پوچھ رہا تھا۔

اس کے پوچھنے پر انہوں نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا بہت ہی خوبصورت، خوب رو جوان اپنی نظریں جھکائے بہت ہی محبت کے ساتھ ان سے پوچھ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر پتہ نہیں کیوں انہیں اپنا ماضی یاد آیا تھا، کچھ لمحے تک تو ویسے ہی وہ سن کھڑی رہ گئی تھیں۔

"آئی میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ کو کہیں چوٹ تو نہیں لگی ہے۔؟" اس نے انہیں گم سم سا اپنی طرف دیکھتا پا کر پھر سے وہی سوال پوچھا تھا۔

"نہیں بیٹا زیادہ چوٹ تو نہیں لگی ہے بس ہاتھ ہلکا ہلکا درد کر رہا ہے، میں تو ایک سائیڈ پر کھڑی تھی معلوم نہیں یہ گاڑی والے کو کیا ہوا تھا اللہ رحم کرے اس پر۔!!" اب وہ زین کے سہارے دھیرے دھیرے چلتے ہوئے روڈ کے کنارے کھڑی ہوئی تھیں۔

"آئی آپ کا ہاتھ سو جا ہوا لگ رہا ہے، چلیں میں ہاسپٹل میں آپ کا چیک اپ کروا دیتا ہوں۔!!" وہ ان کے ہاتھ سے سامان لے کر، انہیں ہاسپٹل جانے کے لیے فورس کر رہا تھا۔



"نہیں بیٹا شام ہو رہی ہے، گھر پہنچنا ضروری ہے۔ میں دوا لے لوں گی ادھر سے ہی۔!!" انہیں اچھا نہیں لگ رہا تھا مقابل کو اپنے لیے پریشان کرنا، اس لیے وہ منع کر رہی تھیں۔

زین نے ان کی بات پر کان نہ دھرتے ہوئے انہیں زبردستی ہاسپٹل لے کر گیا تھا اور جب چیک اپ کروایا تو پتہ چلا کہ ہاتھ میں تھوڑا سا فریکچر ہو گیا تھا، ڈاکٹر نے پٹی کر کے دوا بھی دے دی تھی اور ایک ہفتے بعد پھر دکھانے کے لئے کہا تھا۔

میڈیکل اسٹور سے ان کی دوا لینے کے بعد زین نے انہیں گاڑی میں لا کر ان کو بیٹھایا تھا۔

"آئی رات بہت ہو گئی ہے میں آپ کو گھر چھوڑ دیتا ہوں۔!!" انہوں نے اس بچے کو دیکھا تھا جو بہت اچھی فیملی سے لگ رہا تھا، اتنا سلجھا ہوا تھا۔

"بیٹا میرا گھر یہاں سے کافی دور ہے تو تمہیں پریشانی ہوگی۔!!" انہوں نے منع کرنا چاہا تھا۔

"نہیں آئی میں آپ کو تنہا نہیں جانے دوں گا، میں خود آپ کو چھوڑ آؤں گا۔ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔!!" وہ سمجھ گئی تھی کہ اب وہ مانے گا نہیں۔ اسی لئے اسے ایڈریس سمجھا کر اس سے ہلکی پھلکی باتیں کر رہی تھیں۔

"سوری بیٹا میں نے اب تک آپ کا نام نہیں پوچھا، آپ کا نام کیا ہے۔؟" انہوں نے محبت سے پوچھا۔

"آئی میرا نام زین سالک ہے۔!!" وہ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے ان کے سوالوں کے جواب دے رہا تھا۔

"ماشاء اللہ بہت پیارا نام ہے بیٹا اور کچھ بتاؤ اپنے بارے میں۔؟" انہوں نے فوراً دوسرا سوال پوچھا۔

"آئی میں اپنے والدین کے ساتھ اسی شہر میں رہتا ہوں، ہمارا گاڑیوں کا شوروم ہے جو کئی شہروں میں پھیلا ہوا ہے ماشاء اللہ۔۔ میں وہی سب دیکھتا ہوں۔۔!!" اس نے اپنے بارے میں تفصیل سے انہیں بتایا تھا۔۔

"ماشاء اللہ۔۔ ماشاء اللہ۔۔! اللہ تمہیں کامیاب کرے بیٹا اور ترقی دے، ہمیشہ خوش رہو، اللہ تمہیں ڈھیر ساری کامیا بیاں عطا فرمائے آمین۔۔!!" انہوں نے ڈھیر ساری اسے دعائیں دیں تھیں۔۔۔

"آئی آپ کے گھر میں کون کون ہے۔۔؟" اس نے بھی ان سے پوچھا تھا۔۔۔

"بیٹا میں ہوں۔۔ میری ایک بیٹی ہے بڑی جو ایک اسکول میں پڑھاتی ہے اور ایک چھوٹی بیٹی ہے جس نے ابھی دسویں کا امتحان دیا ہے۔۔!!" ان کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ان سے بہت ساری باتیں کرنے لگا تھا، پتا نہیں کیوں زین کو ان سے عجیب سی انسیت سی ہو گئی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

آج دوسرا دن تھا منہا نے پھر اس کالج کے آگے بیٹھنے والے بابا کو اپنی نظروں سے ڈھونڈا تھا اور ان کے قریب پہنچ گئی۔۔ ساتھ میں اس کی دوست روبی آج بھی تھی۔۔

"بابا جی دن بھر یونہی بیٹھے ہی ناں رہتے ہیں، کم سے کم میرے لیے دعا ہی کر دیا کریں کبھی۔۔!!" وہ سامنے بیٹھے فقیر کو پھر سے دیکھ رہی تھی۔۔

"لڑکی تجھے دعا کی نہیں، دوا کی ضرورت ہے۔ تیری زبان صابن لگے کپڑے کی طرح پھسلتی ہے۔۔!!"

بابا نے کافی سنجیدگی سے اپنی بات طنزیہ انداز میں سنائی۔۔

"ہہہہ۔۔!!" بابا کی بات سن کر روبی اور منہا کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔۔

منہا نے دھیان سے اس بابا کی طرف دیکھا۔ جو آج بھی اسے پہلے دن والے حلیے میں ہی نظر آرہے تھے، سفید رنگ کا چولا پہنے، ہاتھوں میں ڈھیروں مالائیں لئے ایک ایک دانے پر کچھ پڑھ رہے تھے اور اسی طرح گلے میں ڈھیروں مالائیں لٹکائے ہوئے تھے۔ سامنے دو تین جھولی پڑی ہوئی تھی۔ ہفتے بھر سے اس کے کالج سے باہر صبح اور شام ان کی واپسی تک موجود رہتے تھے۔ ان کے چہرے پر عجیب سی کشش تھی، میلے کچیلے حلیے والے بابا جن کے کپڑوں پر بھی نیل اور دھبے کے نشانات ہوتے تھے۔ لیکن نا جانے ان میں ایسی کیا خاص بات تھی جو منہا کو اتنا اڑیکٹ کرتی تھی۔

روبی اس کی اس عجیب و غریب حرکت سے ہمیشہ عاجز آ جاتی تھی۔ منہا نیچے زمین میں گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس عجیب سے دیکھنے والے فقیر سے آج پھر مخاطب ہوئی تھی۔

"فقیر بابا آپ ان بڑی بڑی موٹی موٹی موتیوں پر کیا پڑھتے رہتے ہیں۔؟ استغفار پڑھیں جتنے بھی گناہ ہوں گے وہ سب اللہ معاف کر دیں گے۔ ویسے کچھ پڑھتے بھی ہیں یا کسی کو گالیاں ہی بکتے رہتے ہیں۔؟" اس نے عجیب سے سوالات ان سے شروع کر دیئے تھے۔

"بھاگ جا لڑکی، مجھ سے دور ہٹ جا۔ ورنہ فنا ہو جائے گی ابھی۔!!" وہ فقیر منہا کو اپنے قریب بیٹھے دیکھ کر اس پر سختی سے چلایا تھا، جیسے اگر وہ مزید اس کے سامنے بیٹھی رہ گئی تو فقیر کا کچھ بہت برا ہو جائے گا۔

"لو ایسے کیسے بھاگ جاؤں اور دور ہٹ جاؤں، جب میری گاڑی آئے گی تبھی ناں جاؤں گی۔ جب تک نہیں آتی تو میں یہیں ہوں اور فنا کیسے ہو جاؤں گی۔ آپ کو زمین چیرنے کا بھی ڈنگ آتا ہے کیا، جو میں فنا ہو جاؤں گی۔؟" اس نے اس فقیر بابا کی بات کو جیسے ہوا میں اڑایا تھا۔

"مجھے یہ بتا دو بس فقیر بابا آپ کیوں بیٹھے ہیں۔۔؟ بس آتے جاتے لوگوں کو آپ گھورتے رہتے ہیں۔ ایسا کیوں۔۔؟" منہا تو جیسے لگتا تھا ان کا انٹرویو لے کے چھوڑے گی۔۔

"یار منہا بس کرو کسی فقیر بابا کو ایسے پریشان نہیں کرتے ہیں۔۔!!" روبی اس کو ٹوک رہی تھی۔۔

"باباجی اس دن بھی کہا تھا اور آج پھر کہہ رہی ہوں، آپ مجھے ڈھونگی، مشکوک اور عجیب لگتے ہیں۔۔!!" اس کی بات سن کر نہ صرف بابا کا بلکہ روبی کا بھی منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔۔

"اور ہاں آپ کیا کہہ رہے تھے کہ میری زبان صابن لگے کپڑے کی طرح چلتی ہے ناں تو آپ کی زبان کون سا کینچی سے کم چلتی ہے، آپ کی زبان تو لگتا ہے کہ صابن ہی نہیں صابن، سرف، سوڈا سمیت پھسل رہی ہے اور جتنی بد دعائیں آپ دے رہے ہیں اتنی تو کوئی فقیر بابا نہیں دیتے کسی کو۔ اسی سے مجھے شک ہونے لگتا ہے کبھی کبھی۔۔!!" وہ ایسی ہی تھی ڈر نام کی چیز سے ناواقف تھی وہ اور ڈرنا تو وہ جیسے کسی سے جانتی ہی نہیں تھی اور جو محسوس کرتی تھی وہ سامنے ہی منہ پر کہہ دیتی تھی، چاہے کسی کو کتنا بھی برا کیوں نہ لگے۔۔۔

"بھاگ جاؤ لڑکی۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے، کبھی سامنے مت آنا ورنہ بہت برا ہوگا۔۔!!" بابا نے کافی غصہ سے اس کے اوپر موتیوں کی مالا پھینکی تھی۔۔۔

روبی اسے فوراً گھسیٹ کر دوسرے سائیڈ لے کر آئی تھی۔۔۔

"تجھے کیا ملتا ہے یار بابا کو پریشان کر کے وہ کچھ کہتے بھی تو نہیں ہیں کسی کو۔۔!!" وہ ڈپٹ رہی تھی۔۔

"یار پہلے یہ بابا ناں مجھے بہت عجیب لگے تھے لیکن اب مجھے کافی تجسس میں ڈال رہے ہیں۔۔!!" اس کی بات سن کر روبی کو اس کی دماغی حالت پر کچھ شبہ ہوا۔۔



"یار تیرا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا، تجھے اتنے میلے کچیلے بابا اٹریکٹ کیسے کرنے لگ گئے اور پہلے تو تم بہت نقص نکال رہی تھی ان میں لیکن اب کیا ہوا۔؟ اور جتنی تم ان سے زبان لڑاتی ہو ناں مجھے تو لگ رہا ہے اس بابا نے کسی دن تیرا ناں سچ میں کچھ کہنا ہی نہیں بلکہ کر دینا ہے۔ ایسی بد دعا دینی ہے ناں کہ پھر بس۔۔!!" اس کی بات سن کر منہا کو زور کی ہنسی آئی تھی۔۔

"ارے کیسی بد دعا۔۔ یہ ڈھونگی اور مشکوک لگتا ہے، کوئی بد دعا نہیں لگنی ان کی، مجھے تو لگتا ہے کسی چکر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ دیکھنا ایک دن ان کا میں نے بھنڈا پھوڑ دینا ہے ورنہ میرا نام بھی منہا نہیں۔۔!!"

منہا کافی چیلنجنگ انداز میں یہ بات بول رہی تھی۔۔

"تم سچ میں کافی کھسکی ہوئی لڑکی ہو، تمہارا دماغ کافی سے بھی زیادہ خراب ہے۔ یا اللہ میں تو سوچ رہی ہوں کہ اس انسان کا کیا ہو گا جو تم سے شادی کرے گا۔!!" روبی نے اپنے سر پر زور سے ہاتھ مارا تھا۔۔

"اس کا کچھ نہیں ہو گا، میں بہت اچھی لڑکی ہوں اور میں بالکل بھی پریشان نہیں کروں گی اپنے اُن کو۔!!" اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے اس کی بات رد کی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی نماز پڑھ کر آمنہ اور روشنی کے ساتھ کچن میں آگئی تھی۔ چھوٹا سا صاف ستھرا کچن تھا۔ دونوں بیٹھ کر سبزی کاٹ رہی تھیں رات کا کھانا بنانے کے لئے۔۔

"آپی ابھی تک امی نہیں آئی ہیں۔؟" روشنی تھوڑی پریشان لگی۔۔

"آجائیں گی تم پریشان نہ ہو، اللہ کرے کہ ان کو گھر مل گیا ہو، اور ہم یہاں سے چلے جائیں تو ہی اس مکان مالک منہوس سے جان چھوٹے گی۔!!" وہ پرسوج انداز میں کہتے ہوئے اپنی بہن سے مخاطب تھی۔

"آپی آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ معلوم ہے میں کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ کاش ہمارا کوئی بھائی ہوتا، تو کتنا اچھا ہوتا۔ کم از کم وہ ہمیں ان برے لوگوں سے بچاتا تو۔!!" وہ اب کافی اداس لگی تھی۔

"تم ٹھیک کہہ رہی چھوٹی لیکن کیا کر سکتے ہیں۔!!" وہ بھی اداس ہو گئی۔

"آپی میرا نام روشنی ہے اور روشنی کا مطلب تو اجالا ہوتا ہے لیکن مجھے کسی کی زندگی میں اندھیرا پھیلانے کا من ہے۔!!" روشنی نے منہ بنا کر کہا، جیسے منہ میں کڑوا بادام آگیا ہو۔

"ہاہاہاہا۔!!" آمنہ کا اس کے خیالات جان کر ایک فلک شکاف قہقہہ پڑا تھا۔

"اچھا تمہیں کس کی زندگی میں تاریکی پھیلانے کا موڈ ہے۔؟" اتنی دیر میں پہلی بار آمنہ کو زور کی ہنسی آئی تھی۔

"آپی میں سوچ رہی ہوں کہ میں کسی دن جما لگوٹے والی چائے بناؤں اور اس منہوس ذلیل انسان مکان مالک کو پلا دوں اور اس کی زندگی میں اندھیرا ہی اندھیرا کر دوں، آج جب وہ امی کو کہہ رہا تھا ناں تو میرا یہی دل کر رہا تھا کہ میں اس کا منہ پکڑ کر دیوار سے رگڑ دوں۔!!" وہ کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کر رہی تھی۔

"اور میرا دل پتہ ہے کیا کر رہا تھا۔؟ اسے پکڑ کے اتنا ماروں۔ اتنا ماروں کہ اس کے سر پر گنتی کے جو چار بال ہیں ناں ان سے بھی وہ محروم ہو جائے۔ ایک دم گنجا کر دوں اور پھر جب وہ گھر پہنچے تو اس

کے دو بچے ہیں ناں وہ بھی اسے پہچان نہیں پائیں اور ابا کی بجائے بھیک منگا سمجھ لیں، بدلے میں اسے دس روپے پکڑا کر بولیں کہ جا اب دوسرا دروازہ دیکھ۔۔ لیکن پتہ نہیں کیوں تم مجھے وہاں سے گھسیٹ لائی چھوٹی ورنہ آج میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے ہی آتی۔۔!!" دونوں اپنی اپنی باتوں میں مگن تھیں جب باہری دروازے پر کھٹکا ہوا تھا۔

"چھوٹی جاؤ دروازہ کھول دو، دیکھو امی آئی ہیں۔۔؟ میں تو ابھی آٹا گوندھ رہی ہوں، اس کے بعد ہی میں باہر نکل پاؤں گی۔ تم ان کو دیکھ لو۔۔!!" کھٹکے کی آواز پر آمنہ نے روشنی کو فوراً دروازہ کھولنے کے لئے بھیجا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اسے کچن میں باتوں کی آوازیں آنے لگیں۔۔

"ہائے اللہ اب یہ کس نمونے کو امی اٹھا لائی ہیں، میں تو اب باہر بھی نہیں نکل سکتی، اس کا مطلب مجھے ادھر ہی رہنا ہو گا۔ پتا نہیں کون ہے۔۔؟" آمنہ جلدی جلدی اپنے ہاتھ چلاتے ہوئے آٹا بھی گوندھ رہی تھی اور دل ہی دل میں سوچ بھی رہی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

شہر لکھنؤ سے انکا گھر دو گھنٹے کی مسافت پر تھا۔۔

"بیٹا یہیں گاڑی روک دو، گلی کے اندر گاڑی نہیں جا پائے گی۔!!" زین نے گلی کے موڑ پر ہی گاڑی کھڑی کر دی تھی۔ بہت پتلی پتلی گلیاں تھی اور چھوٹے چھوٹے گھر تھے۔ زین وہاں سے ان کے ساتھ، ان کا سامان ہاتھوں میں لیے دروازے تک پہنچا تھا۔۔

"بیٹا میرا ہاتھ درد کر رہا ہے آپ دروازے پر دستک دے دو ذرا۔!!" انہوں نے پیچھے مڑ کر زین سے کہا تھا۔ ان کی بات سنتے ہی زین نے آگے آکر اپنی انگلیوں سے دروازے کو ہلکا کھٹکھٹایا تھا۔۔

ہلکی سی کھٹکے کی آواز کے ساتھ فوراً دروازہ کھل گیا تھا اور ایک چھوٹی سی پیاری لڑکی دروازے پر کھڑی اپنی امی کے کندھے سے فوراً لگی، اس کی نظر ابھی ان کے ہاتھ پر نہیں پڑی تھی۔

"امی آپ نے اتنا لیٹ کر دیا پتا ہے ہم اور آپی گئے تھے آج مارکیٹ میں تو راستے میں مکان مالک بہت الٹا سیدھا بول رہا تھا۔ آپی کو اور آپ کو بھی اس نے بہت کچھ الٹا سیدھا کہا ہے، وہ بہت گندا ہے وہ اچھا انسان نہیں ہے، میں آپی کو لے کر چلی آئی لیکن مجھے ڈر لگ رہا ہے اس سے۔!!" وہ دروازے پر ہی اپنی امی سے شروع ہو گئی تھی زین پیچھے کھڑا نظر جھکائے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ شاید اس کی نظر ابھی بھی زین پر نہیں پڑی تھی اس لیے اتنا فرارے کے ساتھ بول رہی تھی۔

"اللہ نے چاہا تو سب آسان ہو جائے گا گڑیا اور تھوڑا آگے پیچھے بھی دیکھ لیا کرو کہ کوئی ہے یا نہیں۔ بھائی کو سلام کرو فوراً۔!!" ان کے کہتے ہی روشنی نے فوراً پیچھے دیکھا تھا، ایک بے حد خوب رو جوان اپنی نظریں جھکائے ہاتھ میں سامان لئے کھڑا تھا۔

"اسلام علیکم بھائی، آئیں۔۔ اندر آئیں۔!!" اس نے فوراً سلام کر کے اندر آنے کی جگہ دی تھی ان لوگوں کو اور اسی کے ساتھ زین سے ایک رشتہ بھی قائم کر لیا تھا۔

"وعلیکم اسلام گڑیا۔!!" زین نے فوراً اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

اس نے دیکھا چھوٹا صاف ستھرا لاؤنج تھا اور وہی پلاسٹک کی کرسیاں لگی ہوئی تھی زین ایک پلاسٹک کی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

روشنی کی نظر اچانک اپنی امی کے ہاتھ پر گئی تھی جو پٹی میں لپٹا ہوا تھا۔



"امی یہ کیا ہوا اور کیسے ہوا ہے۔۔؟ کب کہاں ہوا۔۔؟" روشنی نے اپنی امی کا ہاتھ پکڑ کر کئی سوال ایک ساتھ داغے تھے۔۔

"تھوڑا سکون کا سانس لو بیٹا، مجھے کچھ بھی نہیں ہوا ہے بس چھوٹی سی چوٹ ہے، ٹھیک ہو جائے گی۔۔ اور جاؤ پانی لے کر آؤ بھائی کے لئے۔۔!!" انہوں نے اسے تسلی دے کر اندر بھیجا تھا۔۔

"آپی جلدی سے چائے بنا دیں فٹافٹ ساتھ کچھ کھانے کو بھی دیں بھائی کو دینا ہے۔۔!!" وہ کچن میں جاتے ہی شروع ہو چکی تھی۔۔

"یہ تمہارے نئے نئے بھائی کہاں سے ٹپک پڑے ہیں اور امی کو میں کیا بتاؤں، یہ نہیں پوچھتی ہیں کہ کچھ ہے کہ نہیں ہے، کوئی آتا ہے تو فوراً سے پانی پلانا شروع کر دیتی ہیں۔۔!!" وہ سخت نالاں تھی اس عادت سے۔۔

"آپی امی تو کہتی ہیں کہ مہمان خدا کی رحمت ہوتے ہیں اور یہ تو بہت ہی اچھے مہمان ہیں مطلب کہ میرے بھائی ہیں۔ بہت پیارے ہیں سچ میں، ابھی میں جاؤں گی اور ان سے ڈھیر ساری باتیں کروں گی۔۔!!" وہ جلدی جلدی اسے کسی دادی اماں کی طرح سمجھانا شروع ہو گئی تھی۔۔

"ہاں مجھے بھی معلوم ہے کہ مہمان خدا کی رحمت ہوتے ہیں لیکن جب گھر میں کچھ نہیں ہوتا ہے ناں تو وہی مہمان زحمت بن جاتے ہیں۔ انسان سوچنے لگ جاتا ہے کہ آخر دے دے تو کیا دے ان کو، کیونکہ بتا بھی نہیں سکتا ان کے آگے جا کے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔۔ میں نہیں دے سکتی کچھ بھی۔۔!!"

آمنہ کافی پریشان لگی تھی۔۔

"اچھا رکھو تم، میرے بیگ میں بسکٹ پڑا ہوا ہے وہی لا دو زرا، اسی کو رکھ دیتے ہیں ٹرے میں اور پانی رکھ دیں گے۔ کم سے کم کچھ تو عزت بچے گی ناں۔!!"

آمنہ نے روشنی کو فوراً اپنے کمرے میں بھیجا۔ وہ جلدی سے جاکر بیسکٹ نکال کر لے آئی۔ آمنہ نے اسے ٹرے میں رکھ کر روشنی کے ہاتھوں باہر بھیجا۔

"چھوٹی سن، زیادہ فری نہیں ہونا۔ معلوم نہیں کون ہے۔؟" آمنہ نے اسے سمجھا کر باہر بھیجا تھا۔

روشنی نے بڑے اچھے سے زین کے سامنے چھوٹے سے ٹیبل پر ٹرے لا کر رکھی تھی۔

"بیٹا پانی پی لو۔ اور ہاں کھانا کھا کر جانا، میں ایسے نہیں جانے دوں گی تمہیں۔!!" انہوں نے زین کو پانی پینے کو کہا۔

زین کسی اور ہی دنیا میں گم تھا وہ روشنی کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ جو اس کے آگے ٹرے سیٹ کرنے میں مصروف تھی۔ روشنی کا چہرہ اسے کسی کی یاد دلا رہا تھا لیکن وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ ایسا کیا ہے۔ وہ بار بار جب سے گھر میں آیا تھا روشنی کا چہرہ ہی دیکھے جا رہا تھا۔

"کیا میں جیسا سوچ رہا ہوں ایسا ہو سکتا ہے، نہیں۔ نہیں، میں غلط سوچ رہا ہوں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، یہ میرے دماغ کا خلل ہے اور کچھ نہیں۔!!" وہ خود ہی اپنی سوچ سے انکاری ہوا تھا۔

"بیٹا کیا ہوا۔ کیا سوچ رہے ہو۔؟" اسے کسی سوچ میں گم دیکھ کر انہوں نے اس سے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں آئی۔ آپ اگر برا نہ مانیں تو ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔؟" اسنے کافی سنجیدگی سے کہا تھا۔

"پوچھو بیٹا۔!!" انہوں نے اسے اجازت دی تھی۔

"کیا آپ کا کوئی بھی رشتہ دار نہیں ہے۔۔؟" اس نے روشنی کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا تھا۔  
 "نہیں بیٹا ہمارا کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔۔!!" اس نے ان کی بات سنتے سنتے ہی پانی پیا تھا۔  
 "اوہ۔۔! اچھا آنٹی اب میں چلتا ہوں، کھانا ادھار رہا وہ کسی اور دن آکر کھاؤں گا، انشاء اللہ۔۔ اور ہاں  
 چھوٹی تم سے بھی ڈھیر ساری بات کروں گا۔۔!!" وہ روشنی کے سر پر ہاتھ رکھ کر ان کی طرف مڑا  
 تھا۔

"آنٹی یہ میرا کارڈ ہے آپ اسے رکھ لیں اور جب آپ کو میری ضرورت محسوس ہو فوراً آپ مجھے یاد  
 کیجیے گا میں حاضر ہو جاؤں گا۔ انشاء اللہ۔۔!!" وہ ان دونوں لوگوں سے مل کر اب جانے کے لیے مڑا  
 تھا جب اسے ایک آنچل دیوار کی اوٹ سے لہراتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے فوراً اپنی نظریں پھیری تھیں  
 کیونکہ وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ ان کی بڑی بیٹی ہوگی۔ جو اس کے سامنے نہیں آئی تھی اور اسے اتنا پردہ  
 اور اتنے صاف دل لوگ دیکھ کر بہت ہی اچھا لگا تھا۔  
 "چلتا ہوں آنٹی، اپنا خیال رکھیے گا۔۔ اللہ حافظ۔۔!!"  
 اس نے دروازے سے مڑ کر انہیں الوداعی کلمات کہے تھے۔  
 "اللہ حافظ بیٹا۔ اپنا خیال رکھنا، فی امان اللہ۔۔!!"  
 روشنی اور وہ اسے دروازے تک چھوڑ کر اندر مڑی تھیں۔

زین کو اس چھوٹے سے گھر سے نکلتے ان کی گلی کے کئی لوگوں نے دیکھا تھا۔ ان کی آنکھوں میں  
 ستائش تھی اس نوجوان کو دیکھ کر، لیکن انہی لوگوں میں ان کا مکان مالک بھی کھڑا تھا، اسے دیکھ کر  
 وہ غصے سے چور ہو رہا تھا۔

زین چھوٹے سے پرسکون گھر سے نکل کر اس گلی کے موڑ تک آیا پھر اپنی گاڑی میں بیٹھا اور وہاں سے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کی نظروں میں بار بار روشنی کا چہرہ گھوم رہا تھا جو اسے بہت ڈسٹرب کر رہا تھا۔ وہ پیاری سی بچی اسے اپنے بہنوں سے بھی زیادہ عزیز ہو گئی تھی۔ زین کی اپنی کوئی بہن تو تھی نہیں اس لیے وہ بہت خوش تھا کہ اسے ایک پیاری سی بہن مل گئی جو اسے بھائی بلایا کرے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زین اب گھر پہنچنے ہی والا تھا کہ جب گاڑی میں رکھا اس کا موبائل بجا تھا، اس نے جیسے ہی موبائل کو اٹھا کر دیکھا تو جاذب کی کال آرہی تھی، جسے دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

"ہیلو۔!!" زین نے موبائل آن کر کے کان سے لگایا تھا۔

"کہاں دفع ہوا پڑا تھا یار۔ اتنی بار فون کیا کم سے کم ریسو تو کر لیتا۔ جلدی سے گھر پہنچ کیونکہ میں بھی وہیں آیا ہوا ہوں اور انکل کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا ہوں۔!!" وہ اس کے فون اٹھاتے ہی نان اسٹاپ شروع ہو چکا تھا۔

"بس یار دس منٹ تک پہنچ رہا ہوں پھر تمہیں بتاتا ہوں سب۔!!" اس کی بات سن کر جاذب نے فوراً فون رکھا تھا۔ زین بھی جلد سے جلد گھر پہنچنا چاہ رہا تھا کیونکہ اس کا جگر آیا ہوا تھا جو بہت کم کبھی کبھار ہی اس کے ہاتھ لگتا تھا لیکن آج معلوم نہیں کیسے وہ خود اس کے پاس آیا تھا، ورنہ وہ کام۔۔ کام اور بس کام میں ہی پھنسا رہ جاتا تھا اسلئے زین ہی اکثر اسے گھسیٹ کر کہیں لے جایا کرتا تھا۔۔۔





زین کے جانے کے بعد آمنہ کچن سے نکل کر آئی تھی لیکن جیسے ہی اس کی نظر اپنی امی کے ہاتھ پر پڑی تو وہ بھاگ کر ان کے پاس گئی تھی۔

"امی یہ آپ کے ہاتھ کو کیا ہوا اور کیسے ہو گیا۔؟ اتنی زیادہ چوٹ آپ کو کیسے لگ گئی۔؟" روشنی کی طرح آمنہ بھی پریشان ہوئی تھی انہیں اس حال میں دیکھ کر۔

"بیٹا اللہ کا بہت بہت شکر ہے کہ مجھے کچھ نہیں ہوا ہے۔ مجھے بس چھوٹی سی چوٹ لگی ہے وہ بھی ٹھیک ہو جائے گی انشاء اللہ تم پریشان نہ ہو۔!!" انہوں نے اسے تسلی دی تھی اور خود اٹھ کر کھڑی ہوئی تھیں نماز پڑھنے کے لئے کیونکہ مغرب کی نماز کا وقت اب بس تھوڑا ہی رہ گیا تھا۔

"امی آپ کے ساتھ کون آیا تھا۔؟" ان کے ساتھ وہ دونوں بھی مغرب کی نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہوئی تھیں لیکن ساتھ ساتھ اپنا سوال بھی پوچھا تھا۔

"بیٹا بہت ہی پیارا بچہ تھا، بہت ہی نیک سیرت، کسی اچھے گھرانے سے تعلق لگ رہا تھا اس کا۔ اسی نے مجھے بچایا تھا اور مجھے ہاسپٹل بھی لے کر گیا تھا اور میں نے منع بھی کیا پھر بھی مجھے گھر تک چھوڑ کر گیا ہے۔ پتہ نہیں کیوں مجھے اس سے کسی اپنے کی خوشبو آرہی تھی جیسے میرا کوئی بہت قریبی ہو دیکھنا بیٹا وہ یہاں پھر کسی دن آئے گا ضرور۔!!" وہ کھوئے کھوئے لہجے میں اسے بتا رہی تھیں جیسے کہیں بہت دور ماضی میں پہنچی ہوئی ہوں۔۔۔ پھر جیسے وہ کچھ یاد آنے پر ہوش میں لوٹیں۔۔۔

"بیٹا چلو نماز پڑھ لو زیادہ ٹائم نہیں ہے۔!!" ان کی بات سن کر فوراً وہ دونوں بھی نماز پڑھنے لگ گئی تھیں۔۔۔



اسلام علیکم ایوری ون۔۔!!

زین جیسے ہی پورچ میں اپنی گاڑی کھڑی کر کے اندر پہنچا تو سب ہی لوگوں کو ایک ساتھ بیٹھے دیکھ کر اس نے سب کو ایک ساتھ سلام کیا تھا اور جا کر جازب کے پہلو میں بیٹھا تھا۔

"وعلیکم السلام۔۔!!" سب نے ایک ساتھ اس کے سلام کا جواب دیا تھا۔

"بیٹا جی آپ کہاں غائب تھے، کم سے کم بتا تو دیتے، آپ آفس سے تو شام میں ہی نکل گئے تھے ناں۔۔ ارے بھائی کوئی چکر ہو تو وہ بھی بتا دیجیے ہم آپ کے باپ کے ساتھ آپ کے دوست بھی ہیں۔۔!!"

سالک صاحب نے اسے طنزیہ لہجے میں آپ کہا تھا وہ سمجھ تو گیا تھا، کیونکہ جب بھی وہ اس پر خفا ہوتے تھے تو تم سے فوراً آپ پر آجاتے تھے۔ لیکن اب وہ انہیں کیا کہتا۔۔

"انکل لگتا ہے کسی لڑکی کا چکر ہے اسی لیے چھپا رہا ہے ہم سے۔۔!!" جازب نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔ اس کے الزام پر زین کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"کیوں تو پانی میں آگ لگانے پر تلا ہوا ہے جگر۔ ابھی ماما نے پیچھے پڑ جانا ہے میرے اور تو سن لے اگر ماما نے میرے پیچھے پڑ کے کچھ بھی کہا ناں تو میں نے سب سے پہلے تیرا بھنڈا پھوڑنا ہے، وہ جو

تیری سینڈل والی لڑکی سے بہت پیاری گفتگو ہوئی تھی ناں اس کا تو پہلے ہی بتا دینا ہے میں نے ماما کو۔۔ اس کے بعد تو جانے گا اور ماما اور اس کے بعد انکل آنٹی نے پھر کیا کرنا ہے تیرے ساتھ وہ میں نہیں جانتا۔۔ ویسے بھی مجھے تو تجھ پہ بڑا شک ہو رہا ہے کیونکہ تو ہے بھی کافی مشکوک بندہ۔۔ تیری یہ

گھنی اور مسنی شکل دیکھ کے کسی نے تیرے بارے میں کچھ جان ہی نہیں پانا ہے لیکن میں تو ہوں ہی تیرا جگری یار۔ میں تو سب کچھ جانتا ہوں ناں اور اگر نہیں بھی جانتا ہوں گا تو بھی کوئی بات نہیں۔۔۔ جان جاؤں گا، اس میں کون سی بڑی بات ہے۔۔!! "زین جازب کے کانوں میں گھسا اسے دھمکیاں دینے پر لگا ہوا تھا۔

"اچھا تو مجھے دھمکی سے ڈرانا چاہتا ہے؟ تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں کسی کی دھمکی سے ڈر جاؤں گا۔؟ بالکل بھی نہیں، جازب علی کسی کی دھمکی سے ڈر جائے ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔۔ اگر تم یہ مجھ سے کہتے کہ چل یار جانے دے۔ دوست ہوں چھوڑ دے۔۔ تو کیا پتہ چھوڑ دیتا، نہیں کہتا کچھ۔۔ مگر اب میں ضرور کہوں گا۔۔!! "زین سے بھی بڑی دھمکی اس نے دی تھی اسے، اور جازب کے جھوٹ پر تو زین کی آنکھیں کھلی کی کھلی ہی رہ گئی تھیں۔۔

"یا اللہ جازب تو کتنا جھوٹ بولتا ہے۔۔ تو ایسے کہے گا اب مجھے۔۔؟ "زین نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں۔۔

اس کے آنکھیں دکھانے پر جازب کے چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔۔

"یہ تم دونوں بچوں کی طرح محفل میں بیٹھ کر کیا کھسر پھسر کر رہے ہو، تھوڑا تیز بولو کہ ہم بھی سنیں۔۔!! "زین کی ماما نے ان دونوں کو ٹوکا تھا۔۔

دونوں اچھے بچوں کی طرح بیٹھ گئے تھے اور پھر اس کے بعد وہ دونوں باہر لان میں چلے گئے تھے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تھے انہوں نے جب لاتعداد آنسوؤں گرتے چلے گئے۔۔

"یا اللہ تو سب کے دلوں کا بھید جانتا ہے۔ یا اللہ سب پر کیا گزری اور کیا گزرنے والی ہے تو یہ بھی جانتا ہے۔ یا اللہ تو ہر شے پر قادر ہے۔ یا اللہ تو خالق و مالک ہے یا اللہ تو رحیم ہے۔ یا اللہ تو کریم ہے۔ یا اللہ تو جو بھی کرتا ہے ہمارے حق میں بہتر سے بہترین ہوتا ہے۔ یا اللہ تو ہمیں صبر دے۔!!" دعا مانگتے ہوئے ان کی آنکھیں نم ہوئی تھیں اور ایک آنسو ٹوٹ کر ان کے گال پر پھسلا تھا۔۔

"اے اللہ تو سب جانتا ہے۔ اے اللہ تو ہر شے پر قادر ہے۔ یا رب العالمین میں ہمیشہ مانگتی ہوں اور آج بھی مانگ رہی ہوں۔۔ یا رب وہ جہاں بھی رہے اسے صحیح سلامت رکھنا، اسے کامیابی دینا اسے صحت دینا۔ یا اللہ اس کی حفاظت کرنا۔ اے رب تو نے ہی اسے مجھ سے دور کیا ہے اور تو ہی اسے میرے قریب کرنے والا ہے اور مجھے امید ہے کہ تو میرے قریب اسے ضرور کرے گا ایک دن۔۔ اے اللہ میں اس دن کا بے صبری سے انتظار کر رہی ہوں۔ یا رب تو ہی نوازنے والا ہے، اے اللہ تو ضرور نوازے گا آمین۔!!" انہوں نے جیسے ہی دعا مانگ کر ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرا تھا تو ان کے پورے چہرے پر کچھ گیلا پن محسوس ہوا۔ وہ دوپٹے سے اپنے چہرے کو خشک کر کے باہر نکل آئی تھیں۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زین اور جازب دونوں لان میں کین کی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔



"جاذب تجھے پتا ہے آج کیا ہوا۔؟ جب میں آفس سے آرہا تھا ناں تو راستے میں ایک خاتون کو کھڑے دیکھا۔ تبھی میری نظر سامنے اٹھی تو ایک کار بہت تیزی سے ان کے قریب آرہی تھی اور وہ روڈ کے کنارے کھڑی تھیں، پھر بھی گاڑی نے ٹکر ماردی لیکن گاڑی والے کی غلطی تھی۔ میں بھاگ کر ان کے پاس گیا تھا بچانے کے لیے، لیکن بچاتے بچاتے بھی ان کے ہاتھ پر چوٹ لگ گئی تھی، مجھے اتنی تکلیف ہوئی تھی کہ میں کیا بتاؤں۔!!" وہ آج کی روداد اسے سنا رہا تھا۔

"اوہ۔۔! اچھا تمہیں اس گاڑی والے کا نمبر یاد ہے یا نہیں، اس کے خلاف کمپلین کرو۔۔ یہ کون سا طریقہ ہے کہ آگے پیچھے نہیں دیکھو اور بس کسی کو ٹھوک دو۔!!" زین کی بات پر اس گاڑی والے پر جاذب کو بھی پتہ نہیں کیوں غصہ آیا تھا۔ حالانکہ اس نے تو اس خاتون کو دیکھا بھی نہیں تھا پھر بھی۔۔

"پتا ہے پھر میں ان کو ہسپتال بڑی مشکل سے لے کر گیا تھا کیونکہ وہ جانا نہیں چاہ رہی تھیں پھر وہاں سے انہیں میں گھر لے کر گیا تھا۔ لکھنؤ شہر سے دو گھنٹے کی مسافت پر ان کا گھر تھا۔ بہت چھوٹا سا پرانا سا گھر تھا پر پتہ ہے اتنا سکون تھا وہاں کہ میں تمہیں کیا بتاؤں۔۔ اور وہ خاتون بہت اچھی تھیں اور مجھے ناں ایک چیز بہت عجیب اور سمجھ سے باہر بھی لگی ہے۔؟ پتہ نہیں مجھے تم سے کہنا چاہیے یا نہیں۔؟"

اب کی بار زین سوچ میں پڑا تھا۔۔

"اب بک بھی دے، کیا سسپینس پھیلانے کے چکر میں پڑا ہوا ہے۔؟" جاذب نے اس کے کندھے پر ایک دھموکا جڑا تھا۔۔

"کیا ہے یار۔۔ ایک دن تم ضرور اپنے لوہے جیسے ہاتھوں سے میرا کندھا توڑ دے گا۔!!" زین نے اپنا کندھا سہلاتے ہوئے کہا تھا۔

"پتہ ہے ان کی جو چھوٹی والی بیٹی تھی ناں اس کی شکل میں کیا بتاؤں یار بالکل تیرے جیسی تھی، بلکل تیری کاپی۔۔ ایسا لگ رہا تھا کہ تیرا وہ بچپن ہو، میں چند لمحے تک حیران کھڑا تھا۔۔ پھر مجھے شک گزرا کہ کہیں وہ تیری کوئی دور پرے کی رشتہ دار تو نہیں۔۔؟ اس لئے میں نے ان سے پوچھ بھی لیا، لیکن انہوں نے کہا کہ ان کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔۔؟" زین کی بات سن کر جازب بھی سوچ میں پڑا تھا۔

"ہو سکتا ہے یہ میرا وہم ہو، اور پتہ ہے دنیا میں بہت سے لوگوں کی شکلیں آپس میں ملتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے کچھ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو۔۔؟" زین نے اپنی بات خود ہی رد کی تھی۔

"اچھا ہاں۔۔ ہو سکتا ہے یار۔!!" جازب نے پر سوچ انداز میں اس سے کہا تھا۔

"اچھا چل چھوڑ۔۔ یہ بتا کہ تمہیں کیسے میری یاد آگئی جو تم نے اس طرف کا رخ کر لیا ورنہ تو تُو بلانے سے بھی نہیں آتا ہے۔۔؟" زین نے ایک ابرو اچکا کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"او ہاں۔۔ بتایا تو تھا کہ ماموں کی لڑکی آئی ہوئی ہے گھر پر اور پتہ ہے وہ اتنی چپکو ٹائپ لڑکی ہے ناں کہ مجھے اس سے بات بھی کرنے کا دل نہیں کرتا ہے، ابھی دیکھ آج میں آفس سے پہلے ہی نکل گیا تھا اور سوچا کہ گھر چلوں، پھر یاد آیا کہ گھر جانا کچھ خطرے سے خالی نہیں ہے؟ اس لئے ادھر آگیا۔ اب رات گئے ہی گھر جاؤں گا تاکہ وہ سو جائے اور میں آرام سے اپنے روم میں چلا جاؤں۔ صبح اس کے اٹھنے سے پہلے ہی میں بھاگ آتا ہوں۔۔ بھی کون ایسے جھمبیلوں میں پڑے۔۔ پہلے ہی میں ماما

سے بول چکا ہوں۔!!" اس نے غصے سے ناک چڑھا کے اور دانتوں کو کچکچاتے ہوئے اسے بتایا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ اس کے دانتوں کے بیچ شازمہ آگئی ہے جسے وہ کچا چبا جائے گا۔

"ہاہاہاہا۔ کیا یار اتنا زیادہ غصہ صحت کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔!!" جازب کی بات پر زین نے ایک فلک شگاف قہقہہ لگاتے ہوئے اسے چڑھایا تھا۔

"تم زیادہ دانت مت نکالو ورنہ ابھی تمہارے دانت توڑ دوں گا، ویسے ہی مجھے بہت غصہ آرہا ہے۔!!"

جازب نے غصے سے اپنے ہاتھوں کا مکا بناتے ہوئے اس کے چہرے کی طرف کیا تھا۔ زین اس کا ہاتھ اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر فوراً پیچھے ہوا تھا۔

"دفاع ہو جا۔ تو کافی سے بھی زیادہ خطرناک انسان ہے۔ تجھ سے تو بات کرنا ہی بیکار ہے۔!!" اب کی بار اسے غصے میں دیکھ کر جازب نے دل سے قہقہہ لگایا تھا۔

اسے ہنستے دیکھ کر پہلے تو زین نے اسے گھورا تھا پھر کچھ لمحے بعد خود بھی ہنسنے لگا تھا۔ اب دونوں کا قہقہہ ایک ساتھ پورے لان میں گونج رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام چار بجے وہ نکلی تھی اپنے گھر سے نزدیک مارکیٹ کے لیے کیونکہ اسے اپنی کچھ بکس اور کچھ ضروری سامان لینا تھا لیکن جب وہ جا رہی تھی تبھی راستے میں گاڑی خراب ہو گئی تو اس نے ڈرائیور کو واپس بھیج دیا اور خود ہی شاپنگ مال چلی آئی تھی لیکن وہاں اسے سامان خریدتے خریدتے شام کے سات بج گئے تھے، اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ کب سات بج گئے۔؟ جب وہ وہاں سے نکلی تو ہر طرف

اندھیرا پھیل رہا تھا اور اس اندھیرے کو ختم کرنے کے لئے ہر طرف سے شہر بھر میں روشنیوں کا جال بچھا دیا گیا تھا۔

وہ روڈ پر ایک طرف کھڑی چاروں طرف نظر دوڑا رہی تھی۔ کیونکہ اس وقت روڈ پر اکا دکا لوگ ہی چلتے پھرتے نظر آرہے تھے اور اسے کوئی رکشہ بھی نہیں مل رہا تھا اس لئے وہ پریشان تھی۔

"ہائے بیوٹیفل۔۔!!"

وہ ابھی پریشان کھڑی تھی جب اچانک ایک ساتھ دو بانکس اس کے پاس آکر رکی تھیں اور ایک ایک بانک پر دو دو لڑکے بیٹھے ہوئے تھے۔ جو اسے عجیب گندی نظروں سے اوپر سے نیچے تک دیکھ رہے تھے۔

لڑکیوں میں ایک ایسی سنسن ہوتی ہے جو ایسے گندے لوگوں اور گندی نظروں کو بہت جلدی پہچان جایا کرتی ہیں، منہا بھی سمجھ گئی تھی کہ وہ ان کے بیچ پھنس چکی ہے۔۔؟

ان چاروں لڑکوں میں سے ایک لڑکا بانیک سے اتر کر اس کے پاس آیا تھا۔

"مجھے اپنا نمبر دے دو۔؟" اس لڑکے نے اس کے آگے کھڑے ہو کر خباثت سے ہنستے ہوئے کہا اور اس سے نمبر مانگنے لگا تھا۔

"کیوں تو میرے خالہ یا ماموں کا لڑکا لگتا ہے جو میں تجھے نمبر دے دوں؟ بھاگ جا یہاں سے ابھی اسی وقت؟ نہیں تو مجھے جانتا نہیں ہے۔۔؟" اسے ان سب سے ڈر تو لگ رہا تھا پھر بھی وہ اپنے ڈر کو چھپا کر اسے دھمکی دینا ضروری سمجھ رہی تھی۔



"نہیں۔۔ میری امی کہتی ہیں کہ میرا لال ہے تو۔۔!!" وہ کالا سا لڑکا اپنے پیلے پیلے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے اسے بتا رہا تھا۔

"جھوٹ کہہ رہی تھیں کہ تو لال ہے۔۔؟ تو پورا کالا پیلا ہے۔۔!!" منہا نے اپنا چہرہ موڑتے ہوئے یہ بات دل میں کہی تھی۔

تبھی وہ تینوں لڑکے بھی اپنی بائیک سے اتر کر پہلے سے کھڑے اس لڑکے کے پاس آئے تھے۔

"آؤ بے بی ہم تمہیں جنت کی سیر کروا دیں۔۔!!"

ان میں سے ایک بد معاش قسم کے لڑکے نے عجیب سے لہجے میں کہتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا، منہا اس کا اپنی طرف بڑھتا ہاتھ دیکھ کر فوراً پیچھے ہٹی تھی لیکن سر پر اسکارف نہ ہونے کی وجہ سے اور صرف شفون کا دوپٹہ لیے ہونے کے باعث وہ سرک کر فوراً اس لڑکے کے ہاتھ میں آیا تھا۔

اس نے اپنے ہاتھ میں لیا ہوا بیگ فوراً اپنے سامنے کیا تھا اپنا آپ چھپانے کے لیے۔۔ لیکن آج اسے پچھتاوا بہت ہوا تھا کہ کاش۔۔ کاش کے وہ عبایا پہن لیتی۔۔؟ کاش کہ سر کو اسکارف سے ڈھانپ لیا ہوتا۔ کاش کہ یہ بات میں پہلے سمجھ جاتی کہ اللہ تعالیٰ لڑکیوں کو پردے میں رہنے کے لیے کیوں کہتا ہے۔۔؟

زندگی میں ایسے بہت سے کاش ہوتے ہیں جو انسان کو تب یاد آتے ہیں جب کچھ برا ہونے والا ہو یا ہو جائے۔۔؟ لیکن ہمیں اس کاش کو آنے سے پہلے ہی اپنی زندگی جینے کے طریقے کو بدل کر ایک اچھا موڑ لے لینا چاہئے، یہی زندگی کے لئے بہتر ہوتا ہے۔۔

وہی کاش آج منہا کی زندگی میں بھی آیا تھا۔

"یا اللہ تو ہی خالق و مالک ہے۔ اللہ تو رب الکریم ہے۔ اے اللہ تو رحیم ہے۔ اے اللہ بچالے میری عزت کو، کیونکہ تو ہی بچانے والا ہے۔ اللہ نکال دے اس مشکل وقت سے، اے اللہ بھیج دے کسی مسیحا کو جو میری مدد کر سکے۔ اے رب میں مانگتی ہوں تجھ سے کیونکہ تو ہی نوازنے والا ہے۔!!"

منہا آنکھیں بند کیے دعائیں مانگ رہی تھی جب اس کے بغل میں گاڑی کے ٹائروں کے چرچرانے کی آواز آئی۔

وہ زمین میں اپنے آپ کو چھپائے ہوئے گھٹنوں کے بل دوسری طرف رخ کیے بیٹھی تھی۔

منہا کا دوپٹا پکڑے پکڑے ہی وہ لڑکا پیچھے مڑا اور گاڑی سے اترنے والے بندے کو بغور دیکھا۔

بہت خوبرو، لمبا چوڑا شخص تھا لیکن جب اس لڑکے نے اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا تو جیسے اس کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔ اس لڑکے کو اس سے خوف آیا تھا لیکن وہ پیچھے ہٹنا نہیں چاہ رہا تھا کیونکہ اسے لگ رہا تھا کہ ہم چار ہیں تو یہ اکیلا کیا کر لے گا۔؟

وہ بڑے سکون سے ان چاروں لڑکوں کے قریب پہنچ گیا تھا اور جس لڑکے کے ہاتھ میں منہا کا دوپٹہ تھا اس لڑکے پر نظریں مرکوز کیے ہی جھٹکے سے اس کا ہاتھ پیچھے مروڑ کر دباؤ ڈالا تھا۔ ہڈی ٹوٹنے کی آواز آئی تھی اور ساتھ ہی اس لڑکے کی ایک دلخراش چیخ فضا میں گونجی تھی۔

"اے اے اے چھوڑ دے اسے؟۔ تو کیا اس لڑکی کا ہیرو بن کے اسے بچانے یہاں آیا ہے؟ چھوڑ دے اسے ورنہ تیرے لیے ٹھیک نہیں ہوگا۔؟" اس لڑکے کی ہڈی ٹوٹے دیکھ اور اس کے چیخنے کی

آواز سن کر وہ تینوں اندر سے خوفزدہ لگ رہے تھے لیکن ان میں سے ایک لڑکے نے ہمت کر کے اسے دھمکی دینا اپنا فرض سمجھا تھا۔

وہ ان لڑکوں کی ڈر سے کانپتی ہوئی آواز میں اپنے لئے دھمکی سنتے ہوئے بڑے ہی سکون کے ساتھ ہاتھ بڑھا کر زمین میں گرا ہوا منہا کا دوپٹہ اٹھا چکا تھا اور اس کے قریب جا کر اس کے پیچھے سے ہی سر پر دوپٹہ ڈالا تھا۔

آنکھیں بند کیے ہی اس نے اپنے سر پر دوپٹہ محسوس کرتے ہی پھر اپنے رب کا شکر ادا کرنے لگی تھی۔

"یا رب تیرا لاکھ لاکھ شکر۔!!" منہا اپنے آپ کو دوپٹے سے اچھے سے کور کر کے اٹھ کھڑی ہوئی اور جیسے ہی پیچھے مڑی تو دنگ رہ گئی۔

منہا کو دوپٹہ اوڑھانے کے بعد وہ پیچھے مڑا تھا ان لڑکوں کی طرف۔ اس نے ان میں سے ایک لڑکے کو اپنے پیر سے گھٹنے پر زور سے کک ماری تھی جس سے وہ زمین پر پیٹھ کے بل گرا تھا۔ ان دونوں لڑکوں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو زمین پر گرے دیکھا تو ڈر سے ایک قدم پیچھے ہٹ گئے۔

منہا ابھی تک حیران و پریشان کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ وہی اس دن والا انسان تھا، لیکن آج اس کی چھب ہی نرالی تھی اس دن ایک چھوٹی سی بات کے لیے کاٹ کھانے کو دوڑنے والا شخص آج اس کے لیے ایک مضبوط پہاڑ بنا کھڑا تھا جیسے اس تک کوئی آنچ نہ آنے دینا چاہتا ہو۔

ان لڑکوں میں سے ایک نے اپنی پاکٹ سے گن نکال کر اس کی طرف بڑھا تھا یہ الگ بات تھی کہ اس کے ہاتھ اور پیر دونوں کانپ رہے تھے۔

"رک جاؤ وہیں ورنہ میں گولی چلا دوں گا۔؟" اس لڑکے کو گن نکال کر جاذب کی طرف بڑھتے دیکھ کر منہا کے منہ سے خوف سے چیخ نکلی تھی۔ اس نے خوف سے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے منہ پر رکھے تھے اور اپنی چیخ کو دبانے کی کوشش میں ہلکان ہوئی تھی۔

"گولی چلائے گا۔؟ چلا گولی؟۔۔ مجھے بھی دیکھنا ہے کہ کتنا دم ہے تیرے اندر۔۔ چلا ابھی۔۔!!" وہ غصے سے دھاڑتے ہوئے اس کی طرف بڑھا تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ رک جاؤ وہیں ورنہ سچ میں چلا دوں گا میں۔۔!!" اس لڑکے کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور ڈر سے اس کا چہرہ ذرد ہوا تھا۔

"میں بھی کہہ رہا ہوں کہ چلا گولی۔۔!!" غصے سے دھاڑ کی صورت میں یہ آواز نکلی تھی۔ وہ اب ان دونوں لڑکوں کے قریب پہنچ گیا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے دونوں کا سر پکڑ کر آپس میں ٹکرا دیا۔

دونوں کی زوردار چیخ کے ساتھ ہی خون کا فوارہ پھوٹا تھا۔ اور وہ دونوں بھی وہیں زمین پر گرتے چلے گئے تھے۔

اس نے بڑی بے دردی سے ان چاروں کو ہاتھ سے پکڑ کر روڈ پر گھسیٹتے ہوئے ایک طرف کیا تھا اور ان کے پاس جھک کر بیٹھ گیا تھا۔



"جاؤ زندہ چھوڑ دیا تم لوگوں کو لیکن اگر آگے سے کسی بھی لڑکی کے آس پاس بھی نظر آئے تو پھر اپنی موت کے ذمہ دار تم لوگ خود ہی ہو گے؟ اور آئندہ کبھی تم لوگ مل گئے مجھے اس طرح سے کسی لڑکی کو چھیڑتے ہوئے تو پھر تم لوگوں کی وہ حالت کروں گا کہ دوسرے بھی دیکھ کر تم جیسوں کو پہچان نہیں پائیں گے۔ اور آگے سے ایسی حرکت کرتے ہوئے دوسرے بھی ہزار بار سوچیں گے۔!!" اس نے غصے سے اپنے ہونٹوں کو بھینچے ہوئے ان چاروں کے پاس سے اب اٹھ کر منہا کے پاس آیا تھا۔

منہا نے اسے ایک نظر دیکھتے ہوئے آج پہلی بار اپنی پلکیں شرمندگی سے جھکائی تھیں۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو۔!!" منہا نے اسے غصے سے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر منہ ہی منہ میں فوراً دعائیں مانگنا شروع کر دی تھیں۔۔

"تم لڑکیوں کے اوپر کا خانہ موجود ہوتا بھی ہے یا نہیں، جو کہیں بھی؟ کسی بھی وقت منہ اٹھا کر چل دیتی ہو۔؟" وہ اس کے پاس آکر طنزیہ لہجے میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔

"اور جس طرح تم ان سے ڈر رہی تھی اس کے بجائے اگر ہمت سے انکا مقابلہ کرتی تو یہ لوگ شاید تم سے ڈر کر بھاگ جاتے، اور جب بھی تم مجھ سے ملی ہو تو ہمیشہ تمہارا چوڑیلوں والا روپ ہی ہوتا ہے، وہی روپ تو ان لوگوں کے سامنے آج ہونا چاہیے تھا تو آج کیوں تم بھیگی بلی بن گئی تھی۔۔؟؟" اب کی بار وہ اسے سمجھاتے سمجھاتے غصہ دلا گیا تھا۔

"میں نے آپ کو کوئی دعوت دے کے تو بلایا نہیں تھا کہ آئیں اور مجھے بچائیں اور بچا کر مجھ پر احسان عظیم کریں۔ پہلی بات کہ آپ جب بھی مجھے کبھی ملے ہیں نہ تو ڈانسوروں کی طرح آگ لگتے ہی ملے ہیں، اور یہ چڑیل کسے کہا آپ نے؟۔۔۔" وہ خونخوار نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔۔

"شٹ اپ، یو ڈونٹ نو می سیٹ؟ ہو آئی ایم۔۔۔؟ اینڈ آئی فائنڈ ایٹ ویری پوائنٹ لیس ٹو ٹاک ٹو گرلز۔۔۔ (چپ ہو جاؤ، تم ابھی مجھے جانتی نہیں ہو۔۔۔؟ میں کون ہوں۔۔۔؟ اور مجھے لڑکیوں سے بات کرنا بے حد فضول لگتا ہے۔۔۔)" اپنے لئے ڈانسور کا لفظ سن کر اس کی غصہ سے رگے تن گئی تھیں۔۔

"آپ ہی تو ابھی سکھا رہے تھے کہ مقابلہ کرنا چاہیے، اب آپ کا مقابلہ کر رہی ہوں تو آپ کو اتنا برا کیوں لگ رہا ہے۔۔۔؟ آپ کون ہیں۔۔۔؟ کون ہیں آپ۔۔۔؟ میں تو نہیں جانتی۔۔۔؟ ارے رک جائیں رکشے والے بھائی صاحب، اور مجھے بتائیں کہ یہ کون ہیں۔۔۔؟" وہ جازب سے لڑائی کرتے ایک رکشے کو ہاتھ مار کر اس سے پوچھ رہی تھی۔۔

"مجھے تو آپ کے بارے میں نہیں معلوم ہے لیکن یہ رکشے والے بھیا بھی نہیں رکے ورنہ یہی بتا دیتے کہ آپ کون ہیں۔۔۔؟" اس کے طنزیہ لہجے کو دیکھ کر اسے رہا نہیں گیا اس لیے اس نے فوراً سے اسے جواب دینا ضروری سمجھا۔۔

"فضول اور بد دماغ لڑکی۔۔۔!!" وہ منہ میں ہی بڑبڑایا تھا۔۔

"میں نے تم پر کوئی احسان عظیم نہیں کیا بلکہ تمہاری جگہ یہاں پر کوئی بھی ہوتا تو میں اس کی مدد ضرور کرتا لیکن اتنا ضرور کہنا چاہوں گا اللہ نے لڑکیوں کو جس حساب سے نکلنے کے لیے بتایا ہے ناں اسی حساب سے نکلنا چاہیے اور جب آپ کو پتہ ہے کہ شہر کے حالات ٹھیک نہیں ہے تو رات میں اس طرح تنہا نکلنے کا مطلب یہی ہے ناں کہ تمہارا اوپر کا خانہ خالی ہے۔۔؟" وہ اس کی بات سن کر سکون سے اسے سمجھاتے ہوئے سڑک پر ادھر ادھر نظر دوڑا رہا تھا۔

"میں تنہا نہیں نکلی تھی ڈرائیور کے ساتھ نکلی تھی۔ امی سے پوچھ کر وہ بھی لیکن راستے میں گاڑی خراب ہو جانے کی وجہ سے انہیں واپس جانا پڑ گیا اور مجھے اپنے گھر کے لیے استعمال کی کچھ چیزیں لینی تھیں تو نکلتے نکلتے لیٹ ہو گیا، تب تک یہ لوگ معلوم نہیں کہاں سے آگئے۔۔؟ اور مجھے رکشہ بھی نہیں مل رہا تھا۔!!" اب کی بار وہ شرمندگی سے نظریں جھکائے ندامت سے صفائی پیش کر رہی تھی۔

اس کی شرمندہ آواز سن کر بھی اس نے کوئی توجہ اس پر نہیں دی۔ اور ہاتھ دے کر ایک رکشہ روکنے کے بعد ڈرائیور سے کچھ بات کہ اور پھر اس کی طرف مڑا۔

"جاؤ۔!!" وہ ایک لفظ میں بات ختم کر کے اپنی گاڑی کی طرف مڑا تھا۔

"اے مسٹر کھڑوس اگر آپ پھر ملے تو شکریہ ضرور ادا کر دوں گی، فی الحال تو جلدی میں ہوں اس لیے ادھار رہا۔!!" وہ اس کی بات سن کر پہلے گھورتے ہوئے دیکھا لیکن پھر اپنے لئے ہر بار ایک نیا نام سن کر غصے سے پلٹا تھا تب تک وہ رکشے میں بیٹھ کر روانہ ہو چکی تھی۔ وہ پیچ و تاب کھاتا گاڑی میں بیٹھ کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اسلام علیکم۔۔!!" وہ آج جلدی گھر پہنچ جانے کی وجہ سے فریش ہو کر ڈاننگ ٹیبل پر پہنچا تھا۔ اسے دیکھ کر شازمہ نے فوراً سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام۔۔!!" اس نے نارمل سے انداز میں اسے جواب دیا تھا۔

"بڑے بے مروت ہو جازب، میں اتنے دن کی آئی ہوئی ہوں لیکن تمہارا کہیں اتنا پتا ہی نہیں چل رہا تھا۔؟ سلام دعا تک کے روادار نہیں تھے تم تو؟ آخر کہاں غائب رہتے ہو۔۔؟" شازمہ نے اسے دیکھتے ہی ایک سانس میں کئی سوال کیے تھے۔

"مصرف ہوتا ہوں۔ میرے پاس کسی سے ملنے کے لئے فضول وقت نہیں ہوتا ہے۔۔!!" اس نے کافی روکھے انداز میں اسے جواب دیا تھا۔

اس کی بات سن کر اور اس کے روکھے انداز کو دیکھ کر وہ چپ ہو گئی تھی جب جازب کی ماما نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ اسے اشارہ کیا کہ غصہ نہ ہو۔۔

ان کا چہرہ دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا۔ احسن علی بھی اپنی کرسی پر آ کر بیٹھے تھے۔

"اور برخوردار کیا حال چال ہیں۔۔؟" انہوں نے جازب سے حال احوال پوچھا تھا۔

"پاپا صبح میں جب آپ ملے تھے مجھے اور حال چال پوچھ رہے تھے ناں تو وہی حال چال اب بھی ہے۔ آپ تو ایسے پوچھ رہے ہیں جیسے میں آپ سے کئی سالوں بعد ملا ہوں۔۔!!" ان کی بات سن کر جازب نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔



"پاپا آپ اپنے حال بتائیں مجھے کیونکہ ماما تو کافی خطرناک ہوتی جا رہی ہیں دن بہ دن۔۔؟" اس نے اپنے پاپا کی طرف جھکتے ہوئے دھیمے مگر کافی شوخ انداز میں ان کا حال پوچھا تھا۔

"مجھے تو میری بیوی سے زیادہ خطرناک اس وقت تم لگ رہے ہو کیونکہ جب بھی ملتے ہو تو مجھے کچھ نہ کچھ تم پٹی پڑھا کر نکل جاتے ہو اور میں پھنس جاتا ہوں۔۔ ابھی میں تمہاری ماما سے کہتا ہوں کہ میرے بیٹے کی شادی کریں اور ایک عدد بیوی لا دیں اسے۔۔!!" انہوں نے گھورتے ہوئے اسے دھمکی دی تھی جو کہ کافی کارگر ثابت ہونے والی تھی۔

"پاپا میں تو کچھ نہیں کہہ رہا ہوں، اور میں تو ماما کا پیارا بیٹا ہوں نا۔۔!!" اس نے معصومیت سے انہیں ورغلا یا تھا۔

"اتنی معصوم شکل نہ بنایا کرو کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ تم کتنے معصوم ہو۔۔؟" اس کی معصوم شکل دیکھ کر انہیں ہنسی آئی تھی اس لئے وہ ہنستے ہوئے اس کی خاصیت بتا رہے تھے۔

"یہ جب بھی آپ دونوں لوگ اکٹھے بیٹھتے ہیں تو کیا کھسر پھسر کرنے لگتے ہیں۔۔؟؟" انہوں نے ان دونوں لوگوں کو آپس میں بات کرتے دیکھ کر ٹوکا تھا۔

"نہیں بیگم ہم تو آپس میں کچھ پر سنل ڈسکس کر رہے تھے۔۔!!" احسن علی نے صفائی سے جھوٹ بولا تھا کیونکہ سچ بتا کر وہ ان کے قہر کو آواز نہیں دینا چاہتے تھے۔

"اچھا آپ دونوں لوگ منہ بند کر کے کھانا کھائیں، کھاتے وقت بات نہیں کرتے ہیں۔۔!!" ان کی بات سن کر دونوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا اور اچھے بچوں کی طرح اپنی اپنی پلیٹ پر جھک گئے تھے۔



"فرید (ایم جے کا خاص آدمی) ابھی تک مال پہنچا کیوں نہیں۔۔؟ تم لوگوں سے ہزار دفعہ کہہ چکا ہوں کہ جب تک مال اپنی جگہ پہنچ نہ جائے تب تک دھیان رکھا کرو۔ پتہ تو ہے تم لوگوں کو کہ پولیس آج کل پیچھے پڑی ہوئی ہے۔۔؟" ایم جے غصے سے اس وقت چیخ رہا تھا۔

"تم سب کے سب حرام کا بیٹھ کر کھاتے ہو۔ ایک کام دیا تھا وہ بھی نہیں ہو رہا ہے تم لوگوں سے، اب لگتا ہے کہ وہ بھی مجھے خود کرنا پڑے گا۔۔؟" وہ اب اپنے سارے نوکروں پر چیخ رہا تھا۔

تبھی فرید کا موبائل بجا۔ فرید پہلے ایم جے کی طرف ڈر سے دیکھ رہا تھا پھر موبائل آن کر کے کان سے لگایا، چند لمحے تک ادھر کی بات سن کر اس نے فون رکھا تھا۔

"فرید کیا ہوا۔۔؟ کس کا فون تھا۔۔؟" ایم جے اس سے سوال کر رہا تھا۔

"باس ہمارا جو مال والا ٹرک تھا ناں وہ پکڑا جا چکا ہے اور شاید ہماری فیکٹری پر بھی پولیس چھاپہ مار چکی ہے۔۔!!" فرید کی بات سن کر ایم جے کا پارہ ہائی ہوا تھا۔

"فرید کچھ بھی کرو لیکن فوراً کرو، مال چلا جائے کوئی بات نہیں پر پولیس کے سامنے میرا نام نہیں آنا چاہیے کیونکہ الیکشن کا وقت آرہا ہے بہت گڑبڑ ہو سکتی ہے، اس فیکٹری کے جانے سے نقصان تو ہمارا بہت ہو گا لیکن اب کیا کر سکتے ہیں۔۔!!" ایم جے اپنے ہاتھوں کو ملتے ہوئے بہت پریشان لگا۔

"اس فیکٹری سے ہی نہیں بلکہ کہیں سے بھی آپ کا نام نہیں آئے گا بس آپ بالکل بھی پریشان نہ ہوں، میں سب سنبھال لوں گا۔۔!!" فرید نے اسے تسلی دی تھی۔ فرید کی تسلی پر وہ تھوڑا پرسکون ہوا تھا۔



رات کی تاریکی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی ہر طرف اندھیرے اور ہو کا عالم تھا، اس اندھیری رات میں کوئی پرندہ تک پر نہیں مارتا ہوا دکھائی دے رہا تھا لیکن وطن کی ایک محافظ ٹیم اپنے ذمے لگی ہوئی ذمہ داری کی طرف آگے بڑھ رہے تھے۔

"سر یہاں سے فیکٹری تین کلومیٹر دور ہے لیکن ہمیں وہاں سیدھا سیدھا نہ پہنچ کے کوئی اور ذریعہ نکالنا ہوگا۔!!" ظفر نے اسے انفارم کیا تھا۔

"آفیسر اسد اس مشن کا کوئی ابھی نام رکھیے۔!!" اس اندھیری کالی رات میں اس نے آفیسر اسد کی طرف مڑ کر نام دینے کو کہا تھا۔

"آج کے اس مشن کا نام ہے "ہم آگے بڑھتے جائیں گے" از دیٹ کلیئر۔!!" اس نے ایک جوش سے کہا تھا۔

"یس سر۔!!" سب نے ایک ساتھ ہم آواز ہو کر اسے یقین دلایا۔

وہ اپنی اپنی گاڑیوں سے نکل کر اب آگے بڑھ رہے تھے۔ وہ کچھ دور چلنے کے بعد واپس پلٹا تھا، اس نے اپنا پیر زمین پر مارا تھا۔ اسے کچھ عجیب محسوس ہوا۔

"سر کیا ہوا۔؟" اسے ایک جگہ کھڑے ہوتے دیکھ وہ لوگ بھی واپس پلٹ کر اس کے پاس آئے تھے۔

اس نے ان لوگوں کا جواب دینے کے بجائے اپنے پیروں کو ایک بار پھر زمین پر مارا تھا۔ اسے زمین کا وہ حصہ کچھ خالی محسوس ہوا۔

اس کے ساتھ آئے ہوئے آفیسر اسے دیکھ کر سمجھ چکے تھے کہ ہمارے سر کے ہاتھ کچھ عجیب لگ چکا ہے۔۔

"اسد چاروں طرف نظر دوڑاؤ کہیں کوئی لکڑی کا ٹکڑا، کہیں کوئی پتھر یا کچھ عجیب دکھے تو فوراً مجھے بتاؤ، سب چاروں طرف پھیل جاؤ۔!!" اس نے سب کو ایک ساتھ ہدایت جاری کی تھی اور خود بھی دوسری طرف چلا گیا۔۔

"سر یہاں پر ایک بہت بڑا پتھر رکھا ہوا ہے۔!!" اس کے کانوں میں لگے بلوٹوتھ میں اسد کی آواز آئی تھی۔۔

چاروں طرف سے سرچ کرنے کے بعد ان لوگوں کو ایک بہت بڑا پتھر دکھائی دیا تھا۔ اسد کی آواز پر وہ بھی فوراً وہیں پہنچا تھا۔۔

پھر ان لوگوں نے ایک ساتھ مل کر اس پتھر کو ایک طرف کھسکایا تھا۔ پتھر کے ہٹ جانے پر باقی سارے آفیسر اس جگہ کو دیکھ کر حیران ہوئے تھے لیکن وہ بالکل بھی حیران نہیں تھا کیونکہ اسے پوری امید تھی کہ ایسا ہی کچھ ہونے والا ہے۔۔

"سر یہ تو کوئی سرنگ لگ رہی ہے جیسے کسی نے خفیہ راستہ بنایا ہو۔؟" ان میں سے ایک آفیسر نے اس سے پوچھا تھا۔۔

"نہیں یہ کوئی سرنگ نہیں ہے بلکہ یہ زمین میں بڑے بڑے پتھروں کے پائپ ڈال کر بنائی گئی گٹر ہے اور فیکٹری کا مال اسی پانی کے راستے سے اٹھایا جاتا ہے اور سیدھا فیکٹری پہنچایا جاتا ہے۔ اسی لئے تو اب تک ہمیں کوئی سراغ نہیں مل پا رہا تھا وہ لوگ شاید اسی راستے کا استعمال کرتے ہیں اور آج



ہم بھی اسی راستے کا استعمال کریں گے۔۔ لیکن سب لوگ دھیان سے چلیے گا۔۔؟ کیونکہ کہیں بھی کچھ بھی کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔۔؟ اس لئے بی کیئر فل۔۔!!

اس نے سب کو بتانے کے ساتھ ساتھ ایک ساتھ سب کو ہدایت بھی جاری کی تھی اور دھیرے دھیرے اس میں اندر اترنے لگے تھے۔۔

وہ چاروں طرف نظریں دوڑاتے ہوئے پندرہ منٹ کے اندر اندر اسی راستے سے فیکٹری تک پہنچ گئے تھے۔۔ اور وہاں سے ان کے ہاتھ جو بھی پروف لگا اٹھانے کے بعد وہاں سے نکلتے نکلتے اس فیکٹری کو آگ لگا کر نکل گئے تھے۔۔

اگلے دن سوشل میڈیا پر یہ نیوز کسی جنگل میں آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔۔ ہر طرف اسی نیوز کا شور تھا کیونکہ اس میں جو سب سے خاص چیز سب کو کھینچ رہی تھی وہ یہ تھی کہ کس نے آگ لگائی فیکٹری کو۔۔؟ کچھ معلوم ہی نہیں چلا کہ کون سے لوگ تھے جو سارا مال لے جانے کی بجائے اسے فیکٹری سمیت دھوئیں میں خاک کر کے چلے گئے تھے۔۔

ان وطن کے محافظوں کو اپنے وطن کے لئے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے وطن کی مٹی کے لئے، لیکن یہ لوگ اس بات کا کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے کہ لوگ انکی واہ واہی کریں بلکہ وطن کے محافظ اس چیز پر مرتے ہیں کہ وطن کے لوگ سکون اور چین سے رہیں۔۔

وہ سکون کہ جب ایک بیٹی اپنے گھر سے نکلے تو ماں یہ سوچ کر پریشان نہ ہو کہ میری بیٹی واپس سہی سلامت گھر آئے گی بھی یا نہیں۔۔ بیٹی کو بھیجنے والی وہ ماں بالکل پر سکون رہے کہ اس کی بیٹی سہی

سلامت گھر واپس ضرور آئے گی اس یقین پر کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ وطن کے محافظوں کا ہے۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے دن صبح میں آمنہ کچن میں ناشتہ تیار کر رہی تھی اور اس کی امی وہیں فرش پر بیٹھی ہوئی تھیں جب روشنی بھی اٹھ کر فریش ہو کر کچن تک آئی تھی۔۔

"السلام علیکم امی اور آپ۔۔!!" روشنی نے انہیں فوراً سلام کیا تھا۔۔

"وعلیکم السلام۔۔!!" دونوں لوگوں نے فوراً اسے جواب دیا تھا۔۔

"بیٹا صبح سویرے اٹھنے کی عادت ڈالو اس سے صحت ٹھیک رہتی ہے اور فجر کی نماز تم نے کیوں نہیں پڑھی۔۔؟" اس کی امی نے اسے سمجھانے کے بعد اب اس سے سوال کیا تھا۔۔

"امی آنکھ نہیں کھلی۔۔!!" وہ شرمندہ ہو گئی۔۔

"بیٹا کسی بھی حال میں نماز نہیں چھوڑتے کیونکہ نماز چھوڑنے کی کسی بھی حال میں معافی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو کتنی چھوٹ دی ہے کہ اگر آپ کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے ہیں تو بیٹھ کر

پڑھیں۔۔ بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر ہی پڑھیں۔۔ لیٹ کر بھی نہیں پڑھ سکتے تو اشاروں

میں پڑھ لیں۔۔ اللہ نے اتنی زیادہ ہمیں سہولت دی ہے پھر بھی ہم نماز چھوڑ دیتے ہیں بتاؤ کتنا بڑا

گناہ ہے۔۔!!"

انہوں نے اب اسے سمجھایا تھا۔۔

"بیٹا نماز مومن کا ہتھیار ہے۔

نماز دین کا ستون ہے۔

نماز جنت کی کنجی ہے۔

نماز فرشتوں کی محبت کا وسیلہ ہے۔

نماز اسلام کی جڑ اور بنیاد ہے۔

نماز دعا قبول ہونے کا سبب ہے۔

نماز کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی۔

نماز سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔

نماز مومن کے دل کا نور ہے۔

نماز قیامت کے روز نمازی پر سایہ کرے گی۔

"بیٹا نماز کبھی نہیں چھوڑنا۔!!" انہوں نے اسے تسلی سے سمجھایا تھا۔

"جی امی۔!!" اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج پھر روپی اور منہا کالج کے باہر کھڑی تھیں کہ تبھی منہا نے چاروں طرف نظر دوڑانا شروع کر دیا۔

"کیا یار تُو پھر اس بابا کو ڈھونڈ رہی ہے۔؟ رہنے دے ہمیشہ ان کو تُو غصہ دلا کر گھر واپس آ جاتی ہے۔ اور وہ تجھے بددعائیں ہی دیتے رہ جاتے ہیں۔!!" روپی نے اسے سمجھانا چاہا۔ کیونکہ اسے پتا تھا کہ اگر وہ بابا آج بھی منہا کو مل گئے تو ان کی خیر نہیں ہے۔

"وہ دیکھ روپی اس والے روڈ پر، وہ بابا کتنی تیزی سے چل رہے ہیں، اتنی تیز رفتار تو ہمارے نیشنل کھلاڑی کی بھی نہیں ہوگی، اسی لیے میں انہیں ڈھونگی بابا کہتی تھی۔۔ بھلا بتاؤ کوئی بوڑھا انسان اتنی تیز رفتار میں چل سکتا ہے۔۔؟" منہا بہت باریک بینی سے اطراف کا جائزہ لے رہی تھی کہ اس کی نظر سڑک کے اس پار بابا پر پڑی۔ اس نے فوراً روپی کو اس طرف دیکھنے کو کہا تھا۔

"ہاں یار کہنے کو تو سچ ہی کہہ رہی تھی لیکن چھوڑ نہیں پڑتے ایسے چکروں میں۔۔!!" روپی کو بھی اس بابا کو دیکھ کے حیرانی تو ہوئی تھی لیکن پھر اس نے منہا کو سمجھایا اور اسے بازو سے کھینچتی اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔

"ہاں یار چھوڑ اس کو۔۔ اچھا یار سُن کچھ دن میں ہمارے سمسٹرز اسٹارٹ ہیں اور پھر ہفتے بھر میں ختم ہو جائیں گے، اس کے بعد ایک ہفتہ تو چھٹی ہے۔ اس کے بعد اگلے سمسٹر میں ایڈمیشن لینا ہے، تو یہ بتا کہ ان چھٹیوں میں تم کہاں گھومنے جانے والی ہو۔۔؟"

اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہی منہا نے اس سے سوال کیا تھا۔ کیونکہ منہا اور روپی ایک ساتھ ہی آیا جایا کرتی تھیں تو اس لیے ان کی باتیں بھی لمبی ہو جایا کرتی تھی۔

"یار میں تو اپنی بہن کے گھر جاؤں گی اور تو کہیں امی اور ابو جانے ہی نہیں دیتے ہیں۔۔؟" روپی کے منہ لٹکا کر بتانے پر وہ کھکھلا کر ہنسی تھی۔

"اچھا تم بتاؤ کہ تم کہاں گھومنے جاؤ گی ان ایک ہفتوں میں۔۔؟" روپی نے پھر اس سے پوچھا تھا۔



"مجھے تو کہیں بھی نہیں جانا ہے کیوں کہ میرا کوئی ریلیشن میں تو ہے نہیں اور دوسری جگہ تنہا جانا مناسب بھی نہیں ہے۔ اس لیے میں تو کہیں نہیں جاؤں گی۔ لیکن ہاں ڈھیر ساری شاپنگ کرونگی، پھر پورا لکھنؤ گھوموں گی۔!!" اس نے خوشی کے ساتھ روپی کو اپنا پلان بتایا تھا۔

"اچھا تو یہ گھومنے کا پلان کس کے ساتھ بنایا ہے۔؟" روپی نے حیرت سے پوچھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ چاہے کتنی بھی نڈر ظاہر کر رہی ہو خود کو لیکن تنہا کہیں نہیں نکلے گی۔

"ہاں یار ابو نے گھمانے کا وعدہ کیا ہے۔!!" اس نے خوشی خوشی اسے بتایا تھا۔

"ارے واہ۔! یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔!!" اس کی خوشی دیکھ کر وہ بھی خوش ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اے لڑکی چل اٹھ، پارلر جا اور شام تک خود بھی تیار رہنا اور باقی لڑکیوں کو بھی تیار کروا دینا، بعد میں مجھے چلانا نہ پڑے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔!!" وہ بلیو کلر کی ساڑھی پہنے موٹی سی، بھدی سی عورت چلتی ہوئی ان لڑکیوں تک آئی تھی اور انہیں حکم صادر کرتی واپس اپنے روم کی طرف مڑ گئی تھی۔

"اسے بلاؤ مجھے اس سے بہت ضروری بات کرنی ہے؟" باہر سے اس عورت کو کسی کے بولنے کی آواز سنائی دینے لگی تھی جیسے کوئی بہت غصے میں چلا رہا ہو۔

"اے سنتو۔!! سنو کون ہے ذرا اسے اندر بھیجو، میں بھی تو درشن کروں کہ تارا بائی کے آشیانے پر آکر چلانے کی ہمت کس کے اندر پیدا ہو گئی ہے۔؟" وہ منہ میں پان دبائے بھاری آواز میں اپنے سب سے وفادار نوکر سنتو سے اسے اندر بھیجنے کو کہا۔

"میڈم جی یہ شاہو صاحب کا خاص آدمی ہے جو آپ سے کچھ بات کرنے کے لیے آیا ہے۔!!" سنتو تارا بائی کے کمرے میں اس آدمی کو بھی لے کر آیا تھا اور اسے وہیں چھوڑ کر خود باہر نکل گیا تھا۔ "اے بول رے۔ تجھے جو پیغام دینا ہے جلدی دے۔!!" تارا بائی نے اس آنے والے کو نظر اٹھا کر دیکھا تک نہیں تھا۔

"شاہو صاحب نے پیغام بھیجا ہے کہ جو مال آپ کے پاس ہے اس وقت اسے آپ کہیں اور نہ بھیجیں اور دوسرا مال ابھی کچھ وقت کیلئے روکا ہوا ہے ابھی نہیں مل پائے گا اور آپ بھی تھوڑا دھیان سے رہیں۔ اور شاہو صاحب کو کانٹیکٹ مت کرے گا وہ خود ہی جب حالات سازگار ہو جائیں گے تو آپ کو پیغام پہنچا دیں گے اور یہ آپ کو انہوں نے کچھ بھیجا ہے سوغات میں۔ جس سے آپ کے آشیانے کا خرچ اتنے دن تک چلتا رہے گا۔!!" آنے والے نے اپنا پیغام تارا بائی تک پہنچا کر ان کے ہاتھ میں لفافے سمیت کچھ پکڑایا تھا۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ اور شاہو صاحب کو میرا پیغام دینا کہ تارا بائی کے آشیانے تک پہنچنا کوئی معمولی بات نہیں ہے وہ پریشان نہ ہو یہاں تارا بائی کی اجازت کے بغیر کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔!!" وہ آدمی ان کی بات سنتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کا تیسرا پہر شروع ہو چکا تھا۔ جس وقت لوگ نیند کے مزے لیتے ہیں اس وقت وطن کے محافظ اپنی نیند ختم کر کے وطن کی حفاظت پر معمور تھے۔

"سر جنتی بھی انفارمیشن ملی ہے اس سے یہی سمجھ آرہا ہے کہ ایک ہی فیکٹری ان کے پاس نہیں ہے بلکہ ایسی پانچ فیکٹریاں ہیں، جن میں شرابوں کے دھندھے ہوتے ہیں اور وہیں سے وہ شراب ان کے شہر میں بنے پب میں جاتے ہیں۔۔ اور تو اور سر یہ بڑے دھڑلے کے ساتھ بہت ساری جگہوں پر سپلائی کیا جا رہا ہے۔۔؟" آج پھر اسی فلیٹ میں میٹنگ جاری تھی۔۔ سارے آفیسر پتا لگانے کے بعد اپنی اپنی انفارمیشن اس تک پہنچنا رہے تھے۔۔

"کوئی بات نہیں ہے ہم انشاء اللہ بہت ہی اچھے سے اور بہت ہی ذمہ داری کے ساتھ اپنا کام پورا کر لیں گے۔ جس طرح سے ہم نے پچھلا مشن کامیابی کے ساتھ کیا ہے اسی طرح آگے بھی انشاء اللہ ہمیں اللہ کامیاب کرے گا۔۔ یہ فیکٹری والا کام ہم اگلے ہفتے دیکھیں گے فی الحال اس ہفتے کے لیے کسی اور مشن پر ہم لگے ہوئے ہیں جس سے آپ لوگ بخوبی واقف ہیں۔ اور سلام ہے آپ لوگوں کی محنت کو کہ آپ لوگوں نے بہت ہی ذمہ داری کے ساتھ اپنی ڈیوٹی نبھائی ہے۔!!" اس نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے ان کا حوصلہ بڑھایا تھا۔۔

"سر یہ سب کچھ ہم نے آپ سے سیکھا ہے۔ آپ کے نقش قدم پر ہم چل رہے ہیں۔ سر آگے بھی انشاء اللہ ہم ضرور کامیاب ہوں گے کیونکہ بہت ساری ماؤں کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔!!" اسد نے جوش کے ساتھ کہا تھا اور سبھی آفیسر اس کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے۔۔

"انشاء اللہ ضرور۔!!" انہوں نے ایک ساتھ عظیم لیا تھا اپنی مٹی کی، اپنے وطن کی حفاظت کے لئے۔۔ یہ محافظ ہی تو ہوتے ہیں جو سچے دل اور من کے ساتھ ساتھ اپنی مٹی کے لئے اپنی جان بھی قربان کر دیتے ہیں۔۔ اور ہم اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے جان ہی نہیں پاتے ہیں کہ کوئی ہمارے لئے،

کوئی اس مٹی کے لئے، کوئی اس وطن کی بیٹیوں کے لئے اپنی جان بھی قربان کر چکا ہے۔۔ اور وہ محافظ بھی تو کسی ماں کا بیٹا کسی بیوی کا شوہر اور کسی بہن کا بھائی ہو گا۔۔ ہمیں تو ان محافظوں سے عقیدت کی حد تک محبت ہونی چاہیے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح سویرے ہی اپنا سارا کام ختم کرتے آٹھ بجے تک آمنہ اپنے اسکول کے لئے نکل گئی تھی۔۔ اور ان کی امی سلائی مشین کے سامنے بیٹھی محلے کی کچھ عورتوں کے سوٹ سی رہی تھیں۔ روشنی ان کے سامنے ہی زمین پر ایک کتاب پکڑے لیٹی ہوئی تھی۔۔

"امی آپ کب تک آئیں گی۔۔؟ وہ گھر پر نہیں ہوتیں تو مجھے اچھا نہیں لگتا۔۔؟" روشنی منہ بگاڑتے ہوئے ان سے شکوہ کر رہی تھی۔۔

"ہاں بیٹا کیا کر سکتے ہیں لیکن جب وہ باہر جاتی ہے نہ تو مجھے بہت ڈر لگتا ہے جب تک کہ وہ واپس نہیں آ جاتی میرا دل ڈرتا رہتا ہے، اس مکان مالک کی طرف سے تو سب سے زیادہ۔۔!!" انہوں نے بھی اپنے دل کا حال کہا تھا۔۔

"امی آپ نہ ڈریں ہماری آپ کافی بہادر ہیں۔۔!!" اس نے انہیں تسلی دی تھی۔۔

"ہاں مجھے اللہ پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کرے گا۔ وہی حفاظت کرنے والا ہے اور الحمد للہ سے میں چاہتی ہوں کہ میری بیٹیاں نہ ڈریں کسی سے کیونکہ ڈرنے والوں کو دنیا جینے نہیں دیتی ہے۔۔!!" ابھی وہ دونوں بات ہی کر رہی تھیں کہ دروازہ بجا تھا۔۔

"جاؤ بیٹا دیکھو اور پوچھ کر کھولنا، دیکھو کون ہے۔۔؟"



انہوں نے روشنی کو دروازہ کھولنے کے لیے بھیجا تھا۔

"آپی آپ۔۔؟ آپ اتنی جلدی کیسے آگئی۔۔؟ کیا آپ کی اتنی جلدی چھٹی ہو گئی۔۔؟ ابھی تو بارہ بھی نہیں بچے ہیں اور آپ کی چھٹی تو دو بجے ہوتی تھی۔۔؟ کوئی بات تو نہیں ہے آپی۔۔؟" دروازہ کھولتے ہی اسے آمنہ کا چہرہ نظر آیا جسے دیکھتے ہی وہ پہلے تو پریشان ہوئی پھر اس سے سوال پر سوال اٹھانے شروع کر دیئے۔

"تم مجھے اندر آنے دو گی یا یہیں پر میں بھی شروع ہو جاؤں۔۔؟" آمنہ اسے ہٹاتے ہوئے اندر آئی تھی۔ روشنی نے بھی پلٹ کر دروازہ بند کیا اور اس کے پیچھے پیچھے وہ بھی اندر آئی تھے اپنی امی کے قریب جگہ بیٹھ گئی۔

"بیٹا کیا ہوا خیریت۔۔ اتنی جلدی کیسے گھر آگئی۔۔؟" آمنہ کی امی بھی پریشان ہوئی تھیں۔

"امی آپ پریشان نہ ہو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔!!" اس نے ان کی پریشانی کے خیال سے تسلی دی تھی۔

"بیٹا میں پریشان نہیں ہوں تم مجھے بات بتاؤ کہ کیا ہوا ہے۔۔؟" انہوں نے اس کا اترا چہرہ دیکھ کر پوچھا تھا۔

"امی مکان مالک کے جو دو بیٹے ہیں ناں۔ میں جس سکول میں پڑھاتی ہوں وہ اسی میں پڑھتے ہیں۔ ایک دن میری ان کی کلاس میں ڈیوٹی لگ گئی تھی تو میں نے انہیں اس دن ہوم ورک دے دیا تھا۔ پھر ہماری چھٹی تھی تو آج اسکول اوپن ہوا تو آج میں ان کی کلاس میں گئی۔ پھر میں نے پہلے سب بچوں

کے ہوم ورک چیک کرنے لگی اسی میں ان کی کاپی مانگی تو آج وہ اپنی کاپی لے کر کے نہیں آئے تھے تو میں نے انہیں ڈانٹ دیا۔ وہ لوگ پھر فوراً چھٹی لے کر گھر چلے گئے۔ اور جب واپس آئے تو مکان مالک بھی ان کے ساتھ ہی آیا تھا مجھے نہیں معلوم کہ آفس میں اس نے کیا کہا کہ مجھے نکال دیا گیا اور میں ان سے اپنی غلطی پوچھی تو انہوں نے بتایا ہی نہیں بس فوراً مجھے نکال دیا۔!!" یہ سب بتاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

"بیٹا پریشان نہیں ہوتے اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا یہ مشکل گھڑی ہے اور اللہ اپنے اچھے بندوں کو ہی مشکل میں ڈالتا ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو ہی آزمائش میں ڈالتے ہیں اور ہمیں دعا کرنا چاہیے کہ ہم اس آزمائش میں کھرے اتریں۔ یہ آزمائش ہے بیٹا اور اس میں ہمیں صبر کرنا ہے اور اللہ سے دعا کرنا ہے کہ اس مشکل وقت اور اس مشکل کی گھڑی سے وہ ہمیں نکالیں۔ کیونکہ وہی اس آزمائش سے ہمیں نکالنے والا ہے۔ اور بیٹا یہ تو اللہ کا وعدہ ہے کہ ہر مشکل وقت کے بعد اور ہر پریشانی کے بعد آسانی ضرور ہوگی۔!!" انہوں نے اپنی بیٹیوں کو صبر کا سبق سکھایا تھا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مشکل وقت میں پریشان نہیں ہوا کرتے۔ انشاء اللہ میں پھر کہیں اور جاب ڈھونڈنے کی کوشش کروں گی۔!!" اس نے خود کو تسلی دی تھی۔

"لیکن امی یہ مکان مالک کچھ زیادہ ہی آگے بڑھتا جا رہا ہے اگر ہم اسی طرح چپ رہے تو کسی دن وہ کچھ بھی کر سکتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ہمارے لیے کوئی نہیں کھڑا ہونے والا ہے۔ ابھی کوئی ہے ہی نہیں ہمارا بھی یہاں ورنہ وہ ضرور ڈرتا ان سے، اور ہمیں پریشان کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔!!" آمنہ پریشانی سے اس وقت سب کچھ اپنی امی سے شیر کر رہی تھی۔

"بیٹا تم پریشان نہیں ہو اللہ سب دیکھ رہا ہے وہی بہترین کرنے والا ہے۔!!" ہمیشہ کی طرح انہوں نے پھر اسے سبق سکھایا تھا صبر کا۔ کیوں کہ اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور انسان وہی کامیاب ہوتا ہے جسے صبر کرنا آتا ہو۔ صبر ایک ایسی سیڑھی ہے جو انسان کو سب سے اوپری منزل پر لے کر جا سکتی ہے۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کو بہتر سے بہترین نوازتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

منہا گھر میں داخل ہوئی اور صحن میں بیٹھے اپنے والدین کو سلام کرتی سیدھی اپنے روم میں پہنچی تھی۔ اور فریش ہو کر باہر آتے ان لوگوں کے پاس بیٹھی تھی۔

"بیٹا کیسا رہا آج کا دن اور کل سے تو آپ کے سمسٹر اسٹارٹ ہے۔؟" منہا کے ابو (جمشید صاحب) نے اس سے پوچھا تھا۔

"ہاں ابو آج کا دن تو ٹھیک ہی رہا لیکن کل سے سمسٹر اسٹارٹ ہے تو ابھی مجھے بہت زیادہ پڑھنا ہے۔!!" اس نے منہ بناتے ہوئے بتایا تھا۔

"ہاں بیٹا جی سال بھر تو آپ گپیں ہانکتی چلی جاتی ہیں تب تو آپ کی پڑھائی ہوتی نہیں اور گانے تو فل ولیم میں گاتی رہتی ہو اور لڑائی تو ایسے کرتی ہو جیسے بلی پنچے مار رہی ہو۔!!" اس کی امی نے ہنستے ہوئے اس کی خاصیت بتائی تھی۔

"امی کیا میں اتنی ڈینجرس ہوں، مجھے تو نہیں لگتا ہے اور پڑھائی بھی اچھی سے کر لیتی ہوں، کم سے کم فیل تو نہیں ہوئی آج تک۔ اور جہاں تک بلیوں کی بات ہے تو لوگ تو بلیو کو کیوٹ بولتے ہیں اس

کا مطلب میں بھی کیوٹ ہوں بہت۔۔!!" اس نے معصومیت سے منہ بناتے ہوئے خود کی تعریف کی تھی۔۔

"ہاہاہاہا۔۔! صحیح بات ہے میری بیٹی تو کافی کیوٹ اور معصوم ہے اور ماشاء اللہ پاس بھی ہو جاتی ہے۔ کوئی بات نہیں ہے۔ کیوں آپ ڈانٹتی رہتی ہیں۔۔؟ ہر بچے پڑھنے میں تیز نہیں ہوتے ہیں سبھی کی اپنی اپنی الگ الگ خاصیت ہوتی ہے۔۔!!" پہلے تو منہا کی بات سن کر انہیں کھل کر ہنسی آئی تھی۔ پھر وہ ہنستے ہوئے اپنی بیوی کو سمجھا رہے تھے۔۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ، اللہ کامیاب کرے۔۔ اچھا منہا تم بیٹھو میں ابھی تمہارے لیے کھانا نکالتی ہوں تو آکر کھا لو، ورنہ تم نے رات تک کھانا نہیں کھانا ہے۔۔!!" انہوں نے اٹھتے ہوئے اسے ہدایت دی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر ابھی کھانا نہ کھائے تو پھر رات تک پڑھتے پڑھتے ہی سو جائے گی اور صبح بھاگ بھاگ کالج چلی جائے گی۔۔

"ہاں امی میں ابھی کھا لیتی ہوں۔۔!!" وہ فوراً ڈانگ ٹیبل پر پہنچی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کھانا کھا کر تھوڑی دیر سو گئی اس کے بعد اٹھی تو عصر کا وقت ہو چلا تھا۔ نماز پڑھ کے اپنی کتابیں لے کر بیٹھ گئی اور تب سے پڑھتے پڑھتے ابھی اس وقت رات کا دس بج گیا تھا۔۔

"یا اللہ اگر میں نے پورا سال تھوڑا تھوڑا پڑھا ہوتا تو کم از کم اس وقت تو مجھے اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی۔۔!!" اس نے گھڑی کو دس بجاتے دیکھ کر کافی افسوس سے سوچا تھا۔۔



"بیٹا رات میں تو تم نے کچھ کھایا نہیں ہے تو کم سے کم یہ دودھ ہی پی لو۔!!" منہا کی امی اسی وقت ہاتھ میں گلاس کا دودھ پکڑے اس کے روم میں آئی تھی کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ پڑھائی کے چکر میں کھانا گول کر چکی ہے۔۔

"امی آپ دودھ کیوں اٹھلائی ہیں، مجھے زہر برابر لگتا ہے، مجھے نہیں پینا ہے۔!!" منہا امی کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس دیکھ کر منہ بگاڑتے ہوئے منع کرنے لگی۔۔

"چپ چاپ گلاس خالی کر کے دو، ورنہ دو گلاس پلا دینے ہیں تم کو۔!!" انہوں نے اسے مصنوعی غصے سے گھورتے ہوئے دھمکی دی تھیں، کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ یہ دھمکی کارگر ثابت ہوگی۔۔

ان کی دھمکی سن کر منہا نے فوراً ان کے ہاتھ سے گلاس لے کر دودھ ختم کر کے گلاس واپس پکڑا یا تھا کیونکہ وہ ڈر گئی تھی کہ اگر نہیں پیا تو سچ میں دو گلاس مل جائیں گے پھر تو اور زیادہ مشکل ہو جائے گی۔۔

منہا کے گلاس پکڑاتے ہی وہ مسکراتے ہوئے اس کے روم سے نکل گئی تھیں۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوبارہ سے اس نے اپنی بک کھولی تھی اور ابھی اسے پڑھتے ہوئے بیس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ موبائل کی رنگ ٹون بجی تھی۔۔

"یا اللہ کس منہوس نے مجھے مسیج کر دیا بیچ میں۔۔؟"

اس نے غصے سے موبائل اٹھاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔

"یہ روپی کی بچی ہے جب امتحان کا وقت ہوتا ہے اس دن زیادہ مجھے پریشان کرتی ہے حالانکہ اسے معلوم ہے کہ اس وقت میں پڑھ رہی ہوتی ہوں پھر بھی یہ مجھے میسج کر دیتی ہے۔ اچھا دیکھ لیتی ہوں کہ کیا پوچھ رہی ہے۔۔؟" منہا نے خود ہی بڑبڑاتے ہوئے واٹس ایپ کھولا تھا۔

"ہاں تجھے جو بولنا ہے جلدی بول۔۔!!" اس نے روپی کے ہیلو والے میسج پر اسے فوراً میسج بھیجا تھا۔

"کچھ نہیں۔۔ بس چیک کر رہی تھی کہ تم جاگ رہی یا سو گئی۔۔!!" روپی نے اسے ہنسی والے اموجی کے ساتھ بھیجا تھا۔ جسے پڑھ کر منہا کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچا۔

"منہوس ذلیل لڑکی تم مجھے کیا چیک کر رہی ہو پہلے تم خود تو پڑھ لو اور کیا میں تجھے واٹس ایپ یا فیس بک پہ نظر آرہی ہوں جو بار بار چیک کر رہی۔ بھاگ جا میسنی منہوس عورت ادھر دیکھنا نہیں۔۔؟" اس نے غصے کے ساتھ اسے میسج کیا اور موبائل بند کر دیا کیونکہ اسے پتہ تھا کہ یہ سب کچھ اسے چڑھانے کے لیے کر رہی ہے کیونکہ یہ اس کی بہت پرانی عادت تھی۔ پڑھتے پڑھتے جب بیچ میں اس کا موڈ بگڑتا تھا تو اسے پریشان کرنا شروع ہو جاتی تھی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد یہ ساری باتیں سوچ کر اسے زور کی ہنسی آئی تھی۔۔ وہ کھکھلا کر ہنسی تھی اور پھر پڑھنا شروع ہو گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہیلو۔۔ ہاں جازب تم کہاں ہو۔۔؟" زین نے آفس سے نکلتے ہوئے تقریباً شام کے وقت جازب کو فون کیا تھا کیونکہ اسے پتہ تھا کہ جب تک زبردستی اسے ملانا جائے تب تک تو وہ کام ہی کام کرتا رہ جائے گا۔

"ہاں کیوں۔۔؟ میں کسی کام کے سلسلے میں تھوڑا باہر جا رہا تھا۔!!" اس نے عجلت میں جواب دیا تھا۔۔

"ضروری کام ہے کیا۔۔؟" اس نے پھر سوال کیا۔۔

"نہیں اب اتنا بھی ضروری نہیں ہے۔ تُو بول۔۔؟"

اس نے سوچ کر جواب دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چاہے میں لاکھ منع کروں گا پر وہ مانے گا نہیں۔۔

"اچھا تو پھر ٹھیک ہے تم ریسٹورنٹ آ جاؤ۔!!" اس نے فرمان جاری کیا تھا۔۔

"میں بھلا کیوں ریسٹورنٹ آؤں۔ میں بالکل بھی نہیں آؤں گا۔!!" جازب نے سکون سے اسے جواب دیا تھا۔۔

"کیوں کہ تو مجھے کھانا کھلائے گا۔!!" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔

"کیوں میں تیری اماں ہوں کیا جو میں تمہیں اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاؤں گا۔؟ بھاگ جا بے شرم انسان میں گھر جا رہا ہوں ویسے بھی، میں ماما سے دو دن سے مل نہیں پا رہا، وہ ناراض ہو جائیں گی۔!!" اس نے اسے بھگانے کے ساتھ ساتھ اپنا بھی دکھ رویا تھا۔۔

"تو مجھے کھانا اپنے ہاتھوں سے نہیں، اپنے پیسوں سے کھلائے گا اس لئے آ جا بیٹا جی۔۔ بہانہ مارنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور یہ تیرے اندر کس کی روح سما گئی ہے جو اس طرح بول رہا ہے۔ آ ذرا میں بھی تو دیکھوں تجھے۔۔ فوراً پہنچ۔!!" زین نے دانت کچکچاتے ہوئے اسے جواب دیا تھا۔۔

"ہاہاہا۔۔ غصہ نہ کرو بس پہنچ رہا ہوں۔۔!!" جازب نے مسکراتے ہوئے اسے تسلی دی تھی، اس کے مسکرانے سے اس کی آنکھیں بھی مسکرا اٹھی تھیں۔۔ اس نے فون رکھ کر جس ریسٹورنٹ کا زین نے بتایا تھا اس طرف گاڑی موڑ دی تھی۔۔ کیونکہ اسے پتا تھا کہ وہ وہیں بیٹھ کر اس کا انتظار کر رہا ہو گا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ سکون سے ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر جازب کا انتظار کر رہا تھا۔۔ تھوڑی دیر بعد اسے جازب اندر آتا ہوا دکھائی دیا، اسے دیکھ کر زین نے فوراً ہاتھ ہلایا تھا اور اسے اپنی طرف بلایا۔۔

"آرڈر کر ندیدے۔۔ ہمیشہ تمہیں بھوک ہی لگی رہتی ہے کیا۔۔؟ کبھی کچھ کر بھی لیا کرو ویسے بھی تمہاری وجہ سے مجھے ماما کو منع کرنا پڑ گیا کہ رات کا کھانا میں زین کے ساتھ کھا رہا ہوں۔۔!!" جازب اس کے پاس آ کر کرسی کو کھینچ کر بیٹھتے ہوئے شروع ہو چکا تھا۔۔

"ہاں تو اگر میں تجھے نہیں بلاتا ملنے کے لیے تو ویسے بھی نہیں آتا۔۔ میرے جیسا یار ڈھونڈنے پر بھی نہیں ملے گا سوچ میں تجھے کتنا مانتا ہوں ہمیشہ تجھے یاد کرتا رہتا ہوں۔۔!!" زین معصومیت سے کہتے ہوئے مسکرا رہا تھا اسے مسکراتا دیکھ کر جازب کے چہرے پر بھی مسکراہٹ در آئی تھی۔۔

"ویسے تو ذرا مجھے یہ بتا کہ لڑکیوں کے ساتھ کب سے گھومنے لگ گیا۔۔؟ تمہیں تو لڑکیاں زہر لگتی ہیں۔۔؟"

زین اسے شکی نظروں سے گھور رہا تھا۔۔



"یہ تو شکی بیویوں کی طرح مجھے گھورنا چھوڑ دے اور بتاؤ کس دن کی بات کر رہا ہے اور تجھے کیسے پتا کہ میں کسی لڑکی کے ساتھ تھا۔؟" جازب نے ایک آبرو اچکا کر اس سے پوچھا تھا۔

"اب تو مجھ سے بھی چھپائے گا اور جہاں تک رہی پتہ ہونے کی بات تو ہم جگر ہیں۔ ہمیں سب کچھ پتہ لگ جاتا ہے اور اگر نہیں لگتا ہے تو پتہ کرنا پڑتا ہے۔ بس اب تو فٹاٹ بتا دے۔!!" کھانا آتے ہی وہ دونوں پھر شروع ہو چکے تھے۔

"اچھا ہاں یاد آیا اس دن۔۔ وہ جس سے تو آٹو گراف لینے کی بات نہیں کر رہا تھا وہی لڑکی تھی۔ یار کچھ لڑکے اسے پریشان کر رہے تھے ناں تو وہی دیکھ رہا تھا ویسے مجھے لڑکیوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے تجھے کتنی بار یہ بات بتانی پڑے گی۔ اب منہ بند کر اور کھانا کھا چپ چاپ۔!!" اب کی بار جازب نے اسے ڈانٹا تھا۔ ورنہ اس کے سوال کبھی ختم ہی نہیں ہونے تھے۔

باتیں کرتے انہوں نے کھانا کھایا اور کھانا کھا کر اپنے اپنے گھر روانہ ہو گئے تھے۔

"دوستی بھی کیا عجیب ہوتی ہے انسان کسی اور کے سامنے اتنا کھل نہیں پاتا جتنا دوستوں کے ساتھ کھل جاتا ہے اور اپنی لائف کا وہ مومنٹ بھی انجوائے کر لیتا ہے جو اس نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح صبح منہا تیار ہو کر کالج کے لئے نکل رہی تھی۔ آج اس کا پہلا پیپر تھا۔

"بیٹا ناشتہ کر کے جاؤ۔!!" اسے جلدی میں نکلتے دیکھ کر اس کی امی باہر لان تک اس کے پیچھے آئی تھیں۔

"امی میں کینیٹین سے کچھ کھا لوں گی، آپ پریشان نہ ہوں۔!!" اس نے انہیں تسلی دی تھی۔ اور کالج کے لیے نکل گئی تھی۔

کالج پہنچنے کے بعد اس نے وقت دیکھا تو ابھی امتحان شروع ہونے میں ایک گھنٹہ باقی تھا اس لئے وہ روپی کو لے کر کنٹین چلی گئی تھی۔

کینیٹین پہنچنے کے بعد دونوں نے سمو سے اور چائے کا آرڈر دیا اور کرسی کھینچ کر وہیں بیٹھ گئی۔

"ارے یار کالج میں ایک نئے ٹیچر آئے ہیں، ابھی ابھی میں نے سنا ہے۔ یار امتحان ٹائم میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔؟ بتا یار اگر وہ بہت ہی زیادہ اسٹیرکٹ ہوں گے تب تو پھر سمجھ جا کہ ہو گیا کلیاڑ۔!!" روپی اسے کافی پریشانی سے اپنی دکھ بھری داستان سنا رہی تھی۔

"ارے یار تم چھوڑو ٹیچر کو، ان کو تو بعد میں دیکھ لیں گے، فی الحال تو امتحان پہ دھیان دیں جو تیار نہیں ہے نہ ابھی اس کو تھوڑا سا ریواؤز کر لے، پھر یہ تو اپنی عادت ہے کہ چاہے بھلے پوری سال نہ پڑھیں لیکن کسی سے پوچھتے نہیں ہم لوگ۔ جو کریں گے خود سے کریں گے۔ ہاں لیکن تم مجھے پریشان نہ کرنا۔؟ اگر میرے پیچھے بیٹھنا تو پین نہ چھونا۔!!" منہا چائے ختم کرتے ہوئے اسے سمجھا بھی رہی تھی۔

"ہاہاہا۔۔! یار تجھے بنا پین چھوئے مجھے صبر نہیں ہوتا ہے، لگتا ہے میری کاپی ہی نہیں پوری ہوگی۔۔ تو چاہے لاکھ منع کر لے کرنا تو مجھے بھی وہی ہے۔!!" روپی ہنستے ہوئے اپنی ایک آنکھ میچ کر اسے چڑھایا تھا۔

"بھاگ جا ذلیل کمینی تجھے سب سمجھانا بے کار ہے۔۔!!" اسے اٹھ کر اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر روبی بھاگ گئی تھی وہ بھی فوراً اس کے پیچھے گئی تھی، دونوں بھاگ کر روم میں پہنچی تھی۔۔۔ روم میں پہنچ کر اپنی اپنی سلیپ کے حساب سے اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی تھیں۔۔ دونوں کی سیٹ آگے پیچھے تھی۔۔

"ہے منہا یہ تو بہت ہی اچھا ہو گیا کہ ہم دونوں آگے پیچھے سیٹ پر پڑ گئے ہیں، اب میں پیچھے سے تجھے پین کوچ کوچ کر پوچھا کرونگی اور تو مجھے بتایا کریں گی۔!!" روبی کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا اپنی اور منہا کی سیٹوں کو آس پاس دیکھ کر۔۔

"ہٹ جا ذلیل تو ہمیشہ پوچھنے کے ہی چکر میں پڑی رہتی ہے۔۔ اس سے تو اچھا تھا کہ میں تجھ سے دور بیٹھی ہوتی۔۔؟ لیکن تو پریشان نہ ہو۔ ہم تو وہ ہے جو پوری سال پڑھے نہ پڑھے لیکن اگزام ٹائمنگ میں ہی پڑھ کے ہم اپنی کشتی پار لگا لیتے ہیں۔۔ ماشاء اللہ ہمارے لئے تو یہی لائن سب سے فٹ بیٹھتی ہے۔۔!!"

لہروں کا سکون تو سبھی کو پسند ہے لیکن طوفانوں میں کشتی نکالنے کا مزا ہی کچھ اور ہے۔۔۔ "اسے اپنے دماغ میں بٹھالے اور لگ جا اپنے امتحان کے مشن پہ۔۔ چل بیٹ آف لک۔!!" وہ انگوٹھا دکھا کر خود سکون سے بیٹھ کر دعائیں پڑھنے لگی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اے منہا سامنے دیکھو لگ رہا ہے کہ یہ وہی نیو ٹیچر ہیں، لگتا ہے ان کی نگرانی بھی ہمارے ہی روم میں لگ گئی ہیں۔ ہائے او رہا۔۔ اب کیا ہو گا۔؟ دیکھنے میں تو بہت کھڑوس سے لگ رہے

ہیں۔۔!!"روبی نے سامنے دیکھتے ہوئے اسے بھی دکھایا۔۔ اس کے کہنے پر منہا کی بھی نظر سامنے اٹھی تھی۔۔

بے حد لمبا چوڑا وجود، تھوڑے سے بڑے بال جن کو ایسے ہی سیدھے کر کے چھوڑا گیا تھا، آنکھوں پر چشمہ لگائے سفید شرٹ اور سیاہ پینٹ زیب تن کیے، ہاتھ میں گھڑی پہنے، بہت ہی سوبر لگ رہے تھے۔۔

"نہیں یار دیکھنے میں تو کوئی کھڑوس نہیں لگ رہے ہیں۔۔!!" منہا نے سرگوشی نما آواز میں اسے اپنی رائے دی تھی۔۔

"گڈ مارنگ سر۔۔!" وہ سر کو اونچا کر کے جیسے ہی روم میں انٹر ہوا اسٹوڈنٹ نے فوراً اسے گڈ مارنگ وش کیا تھا۔۔

اس نے سر کو جنبش دے کر ان کا جواب دیا اور کاپی لے کر سب کے آگے ایک ایک کر کے رکھنے لگا کیونکہ امتحان شروع ہونے میں بس پندرہ منٹ رہ گئے تھے۔۔

امتحان شروع ہوئے ایک گھنٹہ ہو چکا تھا، سب اسٹوڈنٹس اپنی اپنی گردن جھکائے اپنی کاپی لکھنے میں مشغول تھے۔۔

"مس منہا یہ ادھر ادھر کیا دیکھ رہی ہیں۔۔؟ اپنے امتحان پر فوکس کریں اور اپنی کاپی پوری کریں ادھر۔ ادھر دیکھنے سے کاپیاں پوری نہیں ہوا کرتی ہیں۔۔!!"

سب طلباء اپنی کاپی لکھنے میں مشغول تھے لیکن وہ اپنی نظریں چاروں طرف گھما رہی تھی اسے ایسا کرتے دیکھ وہ اس کے سر پر پہنچا تھا۔۔



"سر کیا آپ نے مجھے چیٹنگ کرتے دیکھا ہے۔۔؟ میں کوئی چیٹنگ تو نہیں کر رہی ہو، میں تو ادھر ایسے ہی دیکھ رہی ہوں کیونکہ میں اپنے مائنڈ کو فریش کر رہی ہوں، مجھے یاد نہیں آرہا ہے اور میں کاپی پر دیکھ کر یاد کرنے کی کوشش کروں گی تو مجھے جو یاد بھی رہے گا ناں وہ بھی بھول جائے گا۔!!" اس نے کافی تفصیل سے جواب دے کر پھر لکھنا سٹارٹ ہو گئی تھی۔

آدھا گھنٹے لکھنے کے بعد پھر اس نے دوبارہ ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا تب وہی ٹیچر پھر اس کے سر پر آکر کھڑے ہو گئے۔

"مس منہا اگر آپ لکھنے پر دھیان دیتی تو شاید آپ کی کاپی بھی پوری ہو جاتی لیکن یہ جو آپ چاروں طرف نظریں گھما کر سوچنے کا کام کرتی ہے ناں اس سے تو مجھے لگتا ہے نیوٹن بھی فیل ہو جائے گا۔!!" وہ دانت پیس کر اس کی حرکتوں پر جھنجھلا اٹھا۔

"یا اللہ یہ تو ٹیچر کم عقاب زیادہ نظر آرہے ہیں۔۔؟ ہاتھ دھو کے پیچھے ہی پڑ گئے ہیں۔۔؟" اس نے دل ہی دل میں اسے صلواتے سنائی تھی۔

"سر میں اپنا لکھ رہی ہوں اب ہاتھ کو بھی آرام نہ دوں کیا۔۔؟" اس نے معصومیت کے سارے رکارڈ توڑے۔

"اگر آپ نے اگلی بار سب کو ڈسٹرب کیا اس طرح سے تو میں نے آپ کو آگے بٹھا دینا ہے۔!!" ٹیچر کے جاتے ہی روبی اسے پیچھے سے پشت پر پین کوچنا شروع ہو گئی تھی کیونکہ اسے ایک سوال لاسٹ والا نہیں آرہا تھا۔

"روبی مت کر یار، یہ سچ میں کھڑوس ٹیچر ہیں۔۔؟ پیچھے ہی پڑ گئے ہیں، باہر کر دیں گے مجھے نکال کر۔۔!!" منہا نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جا کر پشت کو سہلاتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں اسے دھمکایا تھا۔

"مس منہا آپ فوراً یہاں سے اٹھیں اور آگے چلیں۔۔؟" وہ اس کے قریب آ کر گھورتے ہوئے اسے کافی اکھڑ انداز میں کہا تھا۔

منہا وہاں سے اٹھی تھی اپنی کاپی اور پین لے کر اور اس کے ساتھ آگے آئی تھی لیکن آگے کوئی بھی سیٹ خالی نہ ہونے کی وجہ سے اسے انہیں ٹیچر کی چھوڑی ہوئی سیٹ پر بیٹھنا پڑا تھا۔ وہاں بیٹھ کر وہ سکون سے اپنا پیپر لکھ رہی تھی۔

اور ٹیچر حیران ہو رہے تھے کہ اتنی اچھی جگہ بیٹھی تھی تو اس کا ہلنا جلنا جاری تھا اور ابھی اتنی مشکل میں بیٹھی ہے تو اتنے سکون سے لکھ رہے ہو جیسے اس کے جیسا پڑھنے والا تو کوئی ہے ہی نہیں۔۔ جیسے ہی پیپر ختم ہوا وہ لوگ باہر نکلیں تھیں۔۔

"یار بڑے ہی عجیب ٹیچر تھے لگ رہا تھا کہ اپنی نظر مجھ پہ ہی ٹکا کر بیٹھ گئے تھے اور ساری غلطی میری پکڑ رہے تھے حالانکہ تو جانتی ہے کہ پیپر کے بیچ میں ایسے میں کرتی رہتی ہوں۔۔ کیونکہ مجھے ایک جگہ سکون سے بیٹھنا آتا ہی نہیں ہے، بڑا مشکل لگتا ہے یہ تین گھنٹے کا پیپر۔۔!!" منہا نے منہ بگاڑتے ہوئے ٹیچر کی برائی کرنا شروع کی تھی۔

"یار وہ تو ہے۔۔ پر جو وہ کر رہے تھے ناں اگر وہاں کوئی بھی ٹیچر ہوتا تو یہی کرتا اور ہمیشہ یہ تیرے ساتھ ہوتا ہے، تو پھر تجھے اتنا برا کیوں لگ رہا ہے۔۔؟ میں نے اب تک جتنے بھی پیپر دیے ہیں

تیرے ساتھ سب پیپر میں تو یہی کرتی ہے اور پھر تو اگلی سیٹ پر جا کے پیپر دیتی ہے، یہی ہوتا آیا ہے تو آج بھی تو وہی ہوا تھا۔!!"روبی نے اسے سمجھایا تھا۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہے تو، چھوڑ ہٹ۔۔ چل ابھی گھر چلتے ہیں، تھوڑا آرام کریں گے ابھی پھر تیاری کریں گے کل کے پیپر کی۔!!"وہ دونوں آپس میں باتیں کرتی ہوئی گیٹ تک پہنچ گئیں پھر وہاں سے گھر کے لئے روانہ ہو گئی تھیں۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوپہر کا وقت تھا روشنی اور آمنہ دونوں روم میں سوئی ہوئی تھیں۔ نیند میں ہی انہیں کسی کی آواز سنائی دینے شروع ہوئی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی بہت غصے میں اور زور زور سے بول رہا ہو۔۔ "آپنی اٹھیں لگ رہا ہے کہ مکان مالک آیا ہے اور امی کو پریشان کر رہا ہے۔۔؟ اٹھیں چلے باہر۔!!"روشنی کی آنکھ کھل گئی تھی اور اس نے جھنجھوڑ کر آمنہ کو اٹھایا تھا یہ سنتے ہی آمنہ اور وہ۔۔ دونوں فوراً بھاگ کر باہر پہنچی تھیں۔۔

"ابھی کے ابھی میرے سارے پیسے جتنے بھی کرائے کا بقیہ حصہ اب تک ہے وہ سب واپس کر بڑھی ورنہ دوسرا آپشن میرے پاس موجود ہے۔!!"کراہیہ دار کی چنگھاڑتی ہوئی آواز ان دونوں کے کانوں میں پڑی تھی وہ دونوں فوراً جا کر اپنی امی کے پاس کھڑی ہوئی تھیں۔۔

"ہم نے تمہارا پچاس ہزار پہنچا دیا ہے نا، ایک ہفتے کا ٹائم دو ہمیں؛ ہم تمہارا پورا پیسہ واپس کر دیں گے۔!!"انہوں نے تحمل سے اس کی بات سن کر جواب دیا تھا کیونکہ وہ کبھی بھی لڑائی اور مار کی

قائل نہیں تھیں۔ ہمیشہ ہر چیز میں صبر کرنا سیکھا تھا اور آج بھی صبر سے ہی کام لینا چاہ رہی تھیں۔۔۔

"آج میں کوئی ٹائم دینے نہیں آیا ہوں بلکہ آج میں میں یہ کہنے آیا ہوں کہ یا تو آج میرے پورے پیسے دو۔۔؟ یا تو پھر یہ کاغذ ہے اسے پڑھ لو اور اپنی بیٹی کا سائن کرواؤ فوراً ورنہ میں پولیس کو بلانے پر مجبور ہو جاؤں گا۔!!" اس نے دھمکی دینے کے انداز میں کہاں اور انہیں ایک کاغذ پکڑا دیا تھا۔۔۔

"نکاح نامہ۔۔!"

کاغذ کھول کر دیکھتے ہی ان کے پیر لڑکھڑائے تھے اور سرگوشی نما آواز میں یہ لفظ نکلا تھا۔۔۔

آمنہ انہیں لڑکھڑاتے دیکھ کر فوراً انہیں کندھے سے پکڑا تھا اور ان کے ہاتھ سے کاغذ لے کر اس نے بھی کھول کر دیکھا۔۔ کاغذ کھول کر دیکھتے ہی وہ بھی کچھ لمحے کے لیے سن کھڑی رہ گئی تھی جیسے اس سے سمجھنے کی صلاحیت کسی نے چھین لی ہو۔۔

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا، میں ایسا بالکل بھی نہیں کروں گی۔ تم نے ایسا سوچا بھی کیسے کہ ایک قرض کے لئے میں اپنی بیٹی تمہیں دان میں دے دوں گی۔؟ تمہیں شرم نہیں آئی ایک پل کے لئے بھی ایسا سوچتے ہوئے، تمہاری صحیح سلامت بیوی ہے، دو بچے ہیں پھر بھی تم اتنے دن سے ہمیں پریشان کر رہے ہو۔؟ میں کچھ نہیں کہتی تھی کہ مجھے اللہ پر پورا بھروسہ ہے، اس کی لاٹھی بے آواز ہے۔ لیکن آج تم نے جو یہ مجھے دھمکی دی ہے ناں میں اس سے ڈر نہیں سکتی۔!!" آج پہلی بار آمنہ کی امی غصے سے چیخی تھیں اور ان کی بیٹیوں نے آج پہلی بار ہی اتنے غصے میں انہیں دیکھا تھا۔۔



ان کے گھر میں بڑھتا شور دیکھ کر سارا محلہ ہی اکٹھا ہو گیا تھا لیکن سب چپ چاپ تماشا بنے دیکھ رہے تھے۔ کسی کی بھی اس معاملے کے بچ بولنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

"مجھے اپنی بیٹی کیوں نہیں دینی بڑھی۔؟ کیا میں ان مردوں جیسا نہیں ہوں جو روز تمہارے یہاں آتے ہیں۔ ارے ابھی اسی دن بڑا ہی امیر کبیر کوئی بندہ آکر گیا تھا، کیا تجھے اس دن شرم نہیں آ رہی تھی کہ کیسے اپنے گھر میں ایک مرد کو بلا رہی ہے اور اب وہی چیز میں کہہ رہا ہوں بلکہ میں تو نکاح کا کہہ رہا ہوں تو تجھے اتنا برا لگ رہا ہے۔!!" اس کے اتنے گھٹیا الفاظ سن کر ان ماں بیٹیوں کو لگا کسی نے ان کے کانوں میں سیسہ اندیل دیا ہو۔

"خبردار۔۔ خبردار اگر ایک لفظ بھی آگے کہا تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔ تم خود جس طرح کے گھٹیا انسان ہو اسی طرح کی گھٹیا بات سوچ بھی سکتے ہو۔!!" غصے کی شدت سے آمنہ چلائی تھی۔

"ارے واہ میری چڑیا تمہارے بھی پر نکل آئے ہیں۔؟ تمہارے پر میں نے خود اپنے ہاتھوں سے نہ کاٹے تو میرا نام بھی نہیں۔؟ اور یہ جو تو بڑی پردے نشین بنتی ہیں ناں ابھی میرے سامنے یا کسی کے سامنے جو تو چہرہ نہیں دکھاتی ہے تو اس آدمی کے بھی سامنے کیوں دیکھایا تھا اپنے چہرے کو۔؟

کیوں بلایا اسے اپنے گھر میں۔؟" اس نے غصے سے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔ آمنہ نے اپنے چہرے پر اپنے دوپٹے سے نقاب کیا ہوا تھا شاید وہی ہٹانے کے لئے اس نے ہاتھ بڑھایا تھا۔ وہ اس کی اس بیہودہ حرکت پر اپنی آنکھیں مینچے دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

جب ہی بڑی تیزی سے اس کے بڑھتے ہاتھ کو کسی نے پیچھے سے دبوچ کر بے دردی سے مروڑا تھا۔

"آہ۔!!" اس کی چیخ کے ساتھ ہی ہڈی ٹوٹنے کی آواز آئی تھی۔

آمنہ نے اپنی آنکھیں کھولی تھیں لیکن اسے کچھ دکھائی نہیں دیا کیونکہ اس کے آگے کوئی اس وقت ہمالیہ پہاڑ کی طرح کھڑا تھا اسے چھپائے ہوئے۔ جیسے اس تک وہ کوئی کسی کو پہنچنے ہی نہیں دینا چاہ رہا ہو۔۔

"بھائی۔۔!!" اسے دیکھتے ہی روشنی بھاگ کر اس کے سینے سے لگی تھی اور رونا شروع ہو گئی۔۔

اس کو دیکھ کر روشنی کی امی کے چہرے پر سکون آیا تھا وہ سمجھ گئی تھیں کہ اللہ نے ان کے لیے کسی فرشتہ نما انسان کو بھیج دیا ہے۔ وہ دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی۔۔

اب کچھ ایسا منظر تھا کہ ایک ہاتھ سے مکان مالک کا ہاتھ مروڑے اور دوسرے ہاتھ میں روشنی کو اپنے کندھے سے لگائے وہ کھڑا تھا اور پیچھے آمنہ کو چھپائے ہوئے تھا۔۔

"گھٹیا ذلیل انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی تھی ایسے لفظ بولنے کی۔۔؟ تم نے کیا سمجھا کہ ان کا کوئی نہیں ہے۔۔؟ میں کھڑا ہوں سامنے جو کرنا ہے میرے ساتھ کرو اور جو کہنا ہے مجھ سے کہہ کر دیکھو، بزدلوں کی طرح عورت پر کیوں چیخ رہے ہو۔۔؟"

زین نے اس کا ہاتھ جھٹکے سے چھوڑا تھا۔۔ اور اپنے کندھے سے لگی روشنی کا سر سہلایا تھا۔۔

"گڑیا۔۔ گڑیا میں آگیا ہوں ناں۔۔؟ پریشانی ہونے کی ضرورت نہیں ہے کچھ نہیں ہوگا۔۔!!" وہ اب پیار سے اسے تسلی دے رہا تھا۔۔

پیچھے کھڑی آمنہ اس کی آواز سنتے ہی ہوش میں لوٹی تھی اور بھاگ کر روم میں بند ہوئی تھی۔۔

"تم کیا لگتے ہو اس کے۔۔؟ آخر کون ہو تم۔۔؟ تمہارا رشتہ کیا ہے اس سے جو تم یوں سب کے سامنے اس کے حق میں کھڑے بول رہے ہو۔۔؟" مکان مالک ابھی بھی باز نہیں آیا تھا کیونکہ وہ ایسا موقع جانے نہیں دینا چاہ رہا تھا۔

اس کا سوال سنتے ہی کچھ لمحے کے لیے زین کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا، لیکن پھر وہ کچھ فیصلہ کر کے پر سکون کھڑا ہو گیا۔

"ہاں میرا انسانیت کا رشتہ ہے صرف ان سے، ابھی اور کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔!!" اس نے اس کی بات کا تسلی سے جواب دیا تھا۔

"آنٹی آپ نے مجھے بلایا کیوں نہیں۔۔؟ ایک بار فون تو کرتیں میں حاضر ہو جاتا اور ایسے گندے لوگوں کو تو میں ایسا مزہ چکھا تھا کہ وہ ساری زندگی یاد کرتا۔۔؟ اچھا ہو گیا کہ میں ادھر ہی آیا تھا، سوچا تھا کہ آپ سے ملتا چلوں، لیکن باہر اتنے سارے لوگوں کو کھڑے دیکھ کر میں کچھ لمحے کے لئے ڈر گیا تھا۔۔ شکر خدا کا کہ سب کچھ ٹھیک ہے اور آنٹی اب آپ کو یہاں رہنے کی کوئی ضرورت نہیں فوراً اپنا سامان پیک کریں اور میرے ساتھ چلیں میں آپ کو اس حال میں ایسے چھوڑ کر کبھی نہیں جاؤں گا۔ اگر سچ میں مجھے دل سے اپنا بیٹا مانتی ہیں تو آپ میری بات مان لیں اور میرے ساتھ چلیں۔۔!!" زین نے انہیں فورس کیا تھا اپنے ساتھ شہر آنے کے لئے کیونکہ وہ ڈر گیا تھا کہ اس کے جانے کے بعد یہ انسان ایسے ہی چپ نہیں بیٹھے گا۔

وہ اس کی بات سن کر ابھی کچھ جواب دیتی کہ اس سے پہلے ہی ایک آدمی محلہ کے ہی سامنے آئے تھے۔

"بیٹا اگر آپ برا نہ مانے تو ایک بات کہہ رہا ہوں، کیونکہ یہ مسئلہ ایک لڑکی کا ہے۔ آج محلے بھر کے لوگوں کی انگلیاں اس پر ہی اٹھیں گی، اور کل کو اس سے بھی زیادہ اٹھگی اگر یہ آپ کے ساتھ جائے گی تو۔۔؟ کیونکہ آپ کا اس سے کوئی رشتہ ہی نہیں۔۔؟ تو آپ سچ میں اگر ان کا بیٹا ہی بننا چاہ رہے ہیں تو ابھی ان کی بیٹی سے نکاح کر لے اور لے جائے جہاں لے کر جانا ہو پھر کوئی اس پر انگلیاں بھی نہیں اٹھائے گا۔!!" وہ کچھ پل کے لیے ان کی بات سن کر حیرت میں ڈوبا تھا۔ پھر اس کی نظریں سامنے اٹھی تھیں، اپنی ماں جیسی آنٹی کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر معلوم نہیں کیوں وہ بے چین ہوا تھا۔

"نہیں بیٹا تم پر کوئی دباؤ نہیں ہے۔۔؟ اور آپ لوگ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں میری بیٹی پر کوئی انگلی نہیں اٹھائے گا، یہ انسان بہت ہی ذلیل ہے یہ بہت زیادہ دنوں سے ہمیں پریشان کر رہا ہے۔۔؟ مانا کہ ہم کرایا نہیں دے پاپے لیکن ہم دیں گے، ہم یہاں سے بنا کرایہ دیئے بھاگ نہیں جائیں گے، لیکن اس طرح سے مجھے یا میری بیٹی کو آپ لوگ بے مول نہ کریں۔۔؟ کیوں کہ یہ مسئلہ گھر کا ہے میری بیٹی کا نہیں ہے، میری بیٹی بہت صاف اور اور اچھی ہے۔ اللہ کا شکر ہے اللہ نے مجھے اتنی اچھی بیٹیاں دی ہیں۔!!"

پہلے انہوں نے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔ اس کا چہرہ محبت سے دیکھتے ہوئے انہوں نے اس سے کہا پھر اس کے بعد محلے کے لوگوں کو انہوں نے مخاطب کیا۔۔۔

"نہیں آنٹی شاید یہ لوگ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔؟ اور میں اس کے لئے تیار ہوں۔ میں ابھی اپنے گھر فون کر کے اپنے والدین کو بلاتا ہوں۔!!" وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد فوراً تیار ہوا تھا کیونکہ وہ نہیں



چاہتا تھا کہ اس کی وجہ سے کسی حیدار لڑکی پر کوئی انگلی اٹھائے۔ اس کے دل نے یہ گوارہ نہیں کیا اس لئے ان کو آگاہ کرنے کے بعد مکان مالک کی طرف بڑھا تھا۔

"جتنا بھی اب تک تمہارا کرایہ بچا ہوا ہے تم مجھے اس کی ڈیٹیل دو۔؟ میں ابھی تمہیں اس کا کرایہ ادا کرتا ہوں اور یہی رہنا تم میرے نکاح کی مٹھائی کھا کر ہی جانا اور خبردار کہ تم نے اس طرف اپنی گندی نظر ڈالیں تو۔؟ میں تمہاری آنکھیں نکال لوں گا۔!!"

وہ مکان مالک کے سامنے اپنے پیٹوں کے بل بیٹھا تھا اور طنزیہ نظریں اس کی طرف گاڑے اسے دھمکی دی تھی۔

اس کے بعد اٹھ کر اس نے فوراً فون کیا تھا جازب کی طرف۔۔ اسے ساری باتوں سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ خود بھی آجائے اور ماما اور پاپا کو بھی لے کر آئیں اور انکل اور آنٹی کو بھی۔۔

اس کی بات سنتے وہ کوئی سوال جواب نہیں کیا تھا، جازب نے اسے ہاں کا سگنل دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ وہ ایک گھنٹے تک پہنچ جائے گا اور وہاں سے سب کو لے کر وہ نکل گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"یا اللہ تو تو کہتا ہے کہ تو کسی کے صبر سے زیادہ اس کو نہیں آزماتا ہے پھر میرے ساتھ ایسا کیوں۔۔؟ کیوں ڈال رہا ہے تو مجھے اس آزمائش میں۔۔؟"

آمنہ اپنے روم میں جاتے ہی روتے ہوئے فرش پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔

ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب باہر سے دروازے پر کھٹکا ہوا تھا اور اس کی امی کی آواز آئی تھی۔

"آمنہ۔۔ میری جان۔۔!!" اندر آتے ہی انہوں نے دیوار پر ہاتھ مار کر لائٹ آن کی اور ساتھ میں اسے پکارا بھی تھا۔۔

"امی۔۔!!" ان کی آواز سنتے ہی وہ بھاگ کر ان کے گلے لگ گئی تھی اور زار و قطار رونا شروع ہو گئی تھی۔۔

"امی کیا میرا اپنا کوئی وجود نہیں۔۔؟ کیا میری اپنی کوئی سوچ نہیں۔۔؟ کیوں مجھے کسی اور پر مسلط کیا جا رہا ہے۔۔ کیوں۔۔؟ میں نے تو شادی کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ اور ایسے تو بالکل بھی نہیں۔۔ امی میرے ساتھ ایسا نہ کریں پلیز۔۔!!" وہ ان کے شانے سے لگی آج پہلی بار ایسے درد سے رو رہی تھی۔ اس کا رونا دیکھ کر ان سے برداشت نہیں ہو رہا تھا انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے خنجر مار دیا ہو ان کے اندر۔ اسے روتے دیکھ کر ان کی بھی آنکھیں نم ہوئی تھیں لیکن اس وقت اسے سنبھالنا بہت ضروری تھا۔۔

"بیٹا میں جانتی ہوں کہ آج تمہیں یہ ٹھیک نہیں لگ رہا ہے، لیکن ایک ماں کا دل گواہی دے رہا ہے وہ تمہارے لیے بہتر سے بہترین ہے۔ دعائیں کبھی رائیگاں نہیں جاتی اور میں نے تم دونوں کے لئے بہت دعائیں مانگی ہے کہ اللہ تم دونوں کو ایک اچھا ہمسفر دے اور شاید وہ دن آج ہے کیونکہ ہر دن اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ کب۔۔ کس کو۔۔ کیا۔۔؟ کیسے نوازنا ہے۔۔؟ کیا دینا ہے۔۔ یہ اس رب سے بہتر کوئی نہیں جانتا، وہی فیصلہ کرنے والا ہے۔۔ اور میری جان آج میں خود ڈر گئی تھی، شاید جو پہلے ہوتا وہ ہمارے حق میں بالکل بھی اچھا نہیں ہوتا۔ لیکن جو اب اللہ نے دیا ہے اگر ہم اس کی

ناشکری کریں گے تو وہ ناراض بھی ہو سکتا ہے۔۔!!" وہ اس کا سر سہلاتے ہوئے سمجھا رہی تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ انکی بیٹی تھوڑی جذباتی ہے۔۔

"بیٹا اللہ نے ہمیں ایک مشکل وقت اور مشکل گھڑی سے بچایا ہے، اس کے لئے ہم اس رب کا شکر جتنا بھی ادا کرنا چاہیں کم ہو گا۔ اور ہمیں اس بچے کا بھی بہت زیادہ شکر ادا کرنا چاہیے، بیٹا اس کا دل نہیں دکھانا کبھی۔ اتنا پیارا اور اچھا بچہ ہے۔۔!!" اس کے آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے ہوئے اسے بیڈ پر بٹھایا تھا انہوں نے۔۔

"امی۔۔ میں آپ کی بیٹی ہوں یا پھر وہ۔۔؟" ان کی بات سنتے ہی وہ دھیمی آواز میں چیخی تھی۔۔

"استغفر اللہ۔۔ میری بیٹی تم ہو، وہ میری بیٹی کیوں ہو گا۔ الحمد للہ وہ تو میرا بیٹا بنے گا۔۔!!" انہوں نے ڈانٹا تھا اسے، اور اسے چھوڑ کر باہر نکل گئی تھیں۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دو بڑی بڑی گاڑیاں محلے کی گلی کے منکڑ پر آکر رکی تھیں۔ سبھی لوگ حیرت سے ان گاڑیوں کو اور ان میں اترنے والے لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔۔

وہ سبھی لوگ بڑے ہی پرسکون انداز میں چلتے ہوئے اس چھوٹے سے گھر کے سامنے رکے تھے۔۔

یہاں لانے سے پہلے جازب نے انہیں سب کچھ سمجھا دیا تھا اور ویسے بھی انہیں زین پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ جو بھی کرے گا وہ بہترین ہو گا۔۔

جازب سب سے پہلے اندر گیا تھا اس کے بعد سبھی لوگ اس کے پیچھے ہی تھے، اسے دیکھتے ہی زین آگے بڑھ کر اس کے شانے سے لگا۔۔

"کیا یار تو لڑکی ہے جو تیری رخصتی ہو رہی ہے اور تو میرا کندھا توڑ رہا ہے۔؟ اور ویسے بھی چل شام ہونے والی ہے ٹائم کم ہے۔۔!!" جازب نے پہلے اس کا مذاق اڑایا، پھر سنجیدہ ہو کر اسے لے کر آگے بڑھ گیا تھا۔ دونوں کی مائیں پہلے ہی اندر چلی گئی تھیں۔۔

تھوڑی دیر بعد نکاح کی رسم بھی پوری ہو گئی۔ نکاح کے فوراً بعد زین ان کے پاس سے اٹھا تھا اور چیک کاٹ کر مکان مالک کے ہاتھ میں پکڑا آیا۔۔

"تم نے پوچھا تھا ناں ابھی تین گھنٹے پہلے کہ میرا ان سے کیا رشتہ ہے۔۔؟ تو اب میں ان کا بیٹا بن گیا ہوں اور اسی رشتے اور اسی حق سے میں تمہیں یہ پیسے دے رہا ہوں جو کہ یہ قرض ہے تم اسے رکھ لو، لیکن آج کے بعد سے ادھر نظر اٹھا کر بھی تم نے دیکھا تو میں تمہاری آنکھیں نکال لوں گا۔!!" زین نے اس کے ہاتھ میں چیک پکڑانے کے بعد اسے دھمکی دی تھی اور پھر اندر آ گیا۔۔

"وہ کچن میں کھڑی تھیں، جب زین ان کے پاس پہنچا تھا۔ چونکہ وہ پردہ کرتی تھیں اس لیے کسی بھی مرد کے سامنے نہیں آئی تھیں۔۔

"آنٹی جو بھی سامان ہے آپ ابھی پیک کریں اور ہمارے ساتھ ہی چلیں۔۔ میں آپ کو اس طرح چھوڑ کر نہیں جاسکتا، اور آپ منع مت کیجئے گا۔!!" اس نے کافی مان سے ان سے کہا تھا۔۔

"ہاں بہن بیٹا ٹھیک کہہ رہا ہے آپ ہمارے ساتھ ہی چلیں ہم آپ کو ایسے چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔۔؟ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے کیونکہ گھر میں کوئی مرد نہیں ہے اور ایسے لوگوں کا کیا بھروسہ، آج کل انسانیت بھی لوگوں میں ختم ہونے کو ہے۔ آپ ابھی ہمارے ساتھ ہی شہر چلیں۔!!" زین ابھی ان



سے بات کر ہی رہا تھا جب پیچھے سے جازب کی ماما بھی آگئی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ وہ ان کے ساتھ ہی چلیں۔ ان دونوں کے فورس کرنے پر وہ گھر سے نکلنے کے لیے تیار ہوگئی تھیں۔۔۔  
 آدھے گھنٹے کے اندر اندر ساری پیکنگ کر کے زین کے ساتھ ہی گھر سے نکل گئی تھیں۔ تینوں گاڑیاں آگے پیچھے اس محلے سے روانہ ہوئی تھی۔ پہلی گاڑی جازب کی تھی، اس کی گاڑی میں جازب اور اس کی ماما تھیں۔۔۔

دوسری گاڑی میں جازب کے پاپا اور زین کے پاپا تھے اور پیچھے تیسری گاڑی خود زین کی تھی جس میں وہ، اس کی ماما، آمنہ، روشنی اور ان کی امی بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔  
 جازب یہاں آیا تو ضرور تھا پر وہ اس فیملی کے کسی بھی ممبر سے نہیں ملا تھا کیونکہ حالات ہی ایسے تھے اور وقت بھی نہیں تھا۔۔۔  
 لیکن کہتے ہیں کہ قسمت کا کسی سے ملا دے کوئی نہیں جانتا ہے۔۔۔ اور رشتے تو آسمانوں پر بنتے ہیں، ہمارا رب جوڑیوں کو بنانے والا ہے اور جب وہ چاہتا ہے تبھی وہ جوڑیاں ملتی ہیں۔۔۔  
 ☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زین کی امی آمنہ کی امی سے بات کر رہی تھیں، آج روشنی بھی کچھ چپ چپ سی تھی۔ زین کی نظر بیک یو مرر سے اچانک پیچھے پڑی تھی اور پھر پلٹنا بھول گئی تھی۔۔۔  
 آنسوؤں سے بھری لبالب بے حد خوبصورت آنکھیں، جیسے کوئی جھیل ہو اور چہرہ پورا نقاب سے ڈھکا ہوا تھا اس لیے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا، نظر جھکی ہوئی تھی لیکن پھر بھی زین کے دل میں

ہلچل مچا گئی تھی۔ شاید پاک رشتے کی محبت ہی ایسی ہوتی ہے، اللہ محرم کے دل میں نکاح کے وقت ہی محبت ڈال دیتا ہے تبھی تو کوئی غیر بھی اپنا اپنا لگنے لگ جاتا ہے۔۔۔  
تھوڑی دیر بعد بڑی ہی مشکل سے اس نے اپنی نظریں پھیری تھیں اور اس گستاخی کے لیے اس نے اپنے آپ کو لعنت ملامت بھی کیا تھی۔۔۔

"کیا یار تو کب سے اتنی بے غیرتیاں کرنے لگا۔؟ میری بے عزتی تو مت کرا۔!!" اس نے اپنے دل کو ڈپٹا تھا۔۔۔

اسے اپنے چہرے پر کچھ پل کے لیے کسی کی نظریں محسوس ہوئی تھی لیکن اس نے اپنی نظریں اٹھا کر دیکھا نہیں تھا۔ اس کا دل آج رو رہا تھا، وہ آج اپنے آپ سے بھی خفا تھی۔۔۔  
ہلکی پھلکی باتوں میں سفر طے ہو گیا اور وہ لوگ اپنی منزل پر پہنچ گئے۔۔۔ زین نے انہیں جازب کے فلیٹ پر ہی سیدھے لے کر آیا تھا کیونکہ جازب نے خود کہا تھا کہ اگر چاہے تو میرا فلیٹ خالی ہے وہ لوگ رہ سکتے ہیں اس میں۔۔۔ اس کی بات سن کر سبھی لوگوں کو یہی ٹھیک لگا تھا، ابھی صرف حالات کے تقاضے کی وجہ سے صرف نکاح کیا گیا تھا۔۔۔

کوئی زندگی کو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا لکھا ہوا کہ کون کس کو کب۔۔۔؟ کس موڑ پر کیسے مل جائے گا۔۔۔؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے جازب اور اس کے والدین گھر چلے گئے تھے لیکن زین اور اس کے والدین ابھی گھر آکر لاؤنج میں بیٹھے ہی تھے کہ وہ اپنی گاڑی کھڑی کر کے پورچ میں اب اندر آیا۔ اور اپنے والدین کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

"ماما مجھے پتا ہے کہ آپ کو برا لگا ہوگا لیکن میں کیا کروں حالات ہی ایسے ہو گئے تھے اس وقت اگر میں اس حالت میں انہیں چھوڑ کر آجاتا تو میرا دل ہمیشہ روتا اس بات کے لئے کہ میں کسی کی مدد نہیں کر پایا۔ ماما آپ نے ہی سکھایا ہے کہ اگر ہم سے ہو سکے تو ہر کسی کی مدد کرنی چاہئے۔ سوری ماما۔!!" وہ لمبا چوڑا شخص اپنی ماما کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لئے اپنے سر کو جھکائے ان سے اپنی غلطی کی معافی مانگ رہا تھا۔ لیکن وہ شاید غلطی نہیں تھی، ایک بہت ہی نیک کام تھا لیکن اسے پتہ تھا کہ ماں کا دل پھر ماں کا ہی ہوتا ہے، وہ اپنے بچے کے لئے بہت کچھ سوچتی ہیں۔ ان کی خوشی کے لئے۔

"نہیں میری جان آپ نے بہت ہی اچھا اور نیک کام کیا ہے، اور ویسے بھی بہو تو مجھے لانا ہی تھی تو یہ بھی ٹھیک ہے۔ ویسے میری بہو بہت پیاری ہے۔!!"

اپنے سامنے بیٹھے اپنے بیٹے کے بالوں کو بگاڑتے ہوئے انہوں نے اسے ریلیکس کیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ بہت حساس ہے۔

ان دونوں ماں بیٹے کو آپس میں باتیں کرتا دیکھ سالک صاحب بھی اپنے صوفے سے اٹھ کر ان دونوں کے پاس جا کر بیٹھے تھے۔

وہ اپنی ماما کے ہاتھوں کو اپنے ہونٹوں سے لگا کر چوما تھا۔ اور پھر اپنے پاپا کی طرف دیکھا۔

انہوں نے اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اپنا ہاتھ پھیلا دیا تھا۔ زین کی نظر اپنے پیپا کی طرف اٹھی تھی۔ ان کے پھیلے ہوئے ہاتھ کو دیکھ کر وہ فوراً انکی باہوں میں سما دیا تھا۔

"پیپا۔۔!!" اس کی پکار میں جیسے وہی سوال تھا کہ کیا آپ ناراض ہیں۔۔؟ اور سالک صاحب اپنے بیٹے کی پکار سے ہی اس کا سوال سمجھ گئے تھے۔ انہوں نے اسے اپنی باہوں میں زور سے بھینچا تھا۔

"پیپا کی جان۔۔!!" اسکی پیشانی کو چوم کر انہوں نے محبت سے اسے پکارا تھا۔

"جو بھی کیا آپ نے بہت اچھا کیا۔ ہمارا سر فخر سے اونچا کر دیا آپ نے۔ بیٹا اپنے طرز پر زندگی تو سب جیتے ہیں لیکن جو اپنی زندگی بنا سوچے سمجھے کسی اور کے نام کر دیتے ہیں وہ بھی اس انسان کے لئے جسے ہم بالکل نہیں جانتے۔؟ لیکن اس کی مدد کے لئے سب کچھ اپنا بچاؤ کر دیتے ہیں۔۔ وہ انسان بہت گریٹ ہوتا ہے۔۔!!" انہوں نے اسے تسلی دی تھی۔

"اچھا ذرا یہ تو بتاؤ صاحب زادے کہ آپ ہماری بہو سے ملے یا نہیں۔۔؟" اب کی بار وہ شرارتی انداز میں اس سے پوچھ رہے تھے۔

"پیپا میں نے کبھی انہیں دیکھا بھی نہیں۔۔؟ ملنا تو دور کی بات ہے۔۔!!" اب کی بار وہ دل سے مسکرایا تھا۔

"ہا ہا ہا۔۔! اچھا کوئی بات نہیں۔۔ ہاں لیکن ایک بات یاد رکھیں میری بہو کو خبردار جو آپ نے ستایا۔؟ میں جان گیا اگر تو بہت برا پیش آؤنگا۔۔!!" پہلے اس کی بات سن کر انہیں ہنسی آئی تھی لیکن پھر وہ سنجیدگی سے اسے دھمکی دینا نہیں بھولے تھے۔

"جی پیپا۔۔!!" اس نے کافی فرامرداری سے اپنا سر اثبات میں ہلایا تھا۔



"چلو بیٹا رات بہت زیادہ ہو گئی ہے۔۔ سو جاؤ جا کر۔۔!!" اس کی ماما نے روم میں اسے بھیجا تھا۔۔ وہ وہاں سے اٹھ کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے روم میں داخل ہوا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ جب فریش ہو کر اپنے بیڈ پر لیٹا تو اس کی آنکھوں کے سامنے چھم سے ایک بہت حسین منظر آیا۔۔

"مسز اپنے زین سالک کو چاروں شانے چت کر دیا، گرا دیا اپنے، لیکن اس گرنے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔ آپ کی ان جھیل جیسی خوبصورت آنکھوں میں زین سالک ڈوب گیا آج۔۔!!" وہ اس کے خیالوں میں گم اظہار کر رہا تھا، وہ جو آج تک کسی کو نظر اٹھا کر دیکھا تک نہیں تھا لیکن آج بنا دیکھے اپنی محرم کی محبت میں گرفتار ہوا تھا۔ لیکن ابھی بھی وہ اس احساس کو پوری طرح سمجھ نہیں پایا تھا۔ کیونکہ اس احساس کو سمجھنا اتنا بھی آسان نہیں۔۔ لوگ جسے محبت کہتے ہیں وہ بہت ہی خوبصورت جذبہ ہوتا ہے، اس کے بعد وہی محبت بڑھتے بڑھتے عشق کا روپ دھار لیتی ہے۔ تو کیا زین سالک کی محبت بھی کبھی عشق کا روپ دھار لیگی؟ یا پھر ان راستوں سے گزرتے ہوئے بے مول ہو جائے گی۔؟ یہ تو وقت ہی بتائے گا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کا دوسرا پہر تھا، لیکن روشنی اور اس کی امی جاگ رہی تھیں ان کی آنکھوں سے نیند کو سوں دور تھی۔۔ پریشانی ان کے چہرے سے صاف جھلک رہی تھی۔۔

"امی یہاں کے تو راستوں سے بھی ہم ناواقف ہیں اور رات بھی بہت زیادہ ہے۔ کیا کریں

امی۔۔؟" روشنی پریشانی سے اپنی امی سے پوچھ رہی تھی۔۔

"بیٹا اس وقت ہمارے پاس کوئی دوا نہیں ہے کہ ہم کھلا دیں اور ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کب سے رکھ رہے ہیں لیکن بخار اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔۔؟" وہ بیڈ پر بیٹھ کر آمنہ کا چہرہ سہلاتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔۔

"بیٹا ہم نے تو زین کا نمبر بھی نہیں لیا تھا۔ ورنہ اسے ہی بلا لیتے۔ اب کیا کریں۔۔؟" آمنہ بخار کی شدت کہ وجہ سے اپنا سر ادھر ادھر پٹخ رہی تھی۔۔ اسے تکلیف میں دیکھ کر وہ دونوں پریشان ہوئی تھیں۔ روشنی روم کا چکر کاٹ رہی تھی کہ اسے کچھ یاد آیا تھا۔۔

"امی بھائی نے کارڈ دیا تھا اپنا جب وہ پہلی بار گھر آئے تھے تبھی۔ میں نے وہ کارڈ اپنے بیگ میں رکھ لیا تھا، اس پر بھائی کا نمبر ہوگا، میں ابھی فون کرتی ہوں۔۔؟" روشنی نے اپنی پریشانی پر ہاتھ مار کر اپنی امی سے کارڈ کا بتایا تھا کیونکہ اسے اچانک یاد آیا تھا۔ وہ فوراً کارڈ ڈھونڈنے لگی تھی فون لگانے کے لئے۔۔

"جلدی سے لگاؤ۔۔ ویسے میں بچے کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن کوئی دوسرا چارہ ہی نہیں ہے۔۔؟" وہ پریشانی سے بڑبڑاتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔۔

ان کے پاس بٹن والا ایک چھوٹا سا پرانا سا فون تھا جس سے ان کا کام چلتا تھا۔۔ اسی سے روشنی نے فون لگا کر انہیں دیا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کے دو بجے کا وقت تھا، پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ بڑا سا بے حد خوبصورت کمرہ، جس کے بچوں بیچ بیڈ تھا، اس پر اوندھے منہ زین لیٹا ہوا تھا۔

نجانے رات کا کون سا پہر تھا جب اس کا موبائل رنگ کیا تھا، ایک بار پوری کال آئی اور کٹ گئی لیکن وہ اٹھا نہیں پایا کیونکہ وہ کافی گہری اور پرسکون نیند میں تھا۔ موبائل دوبارہ بجا تھا۔ "یہ اتنی رات کو کس کا فون آرہا ہے۔؟" وہ نیند میں تھا جب اسے لگا کہ موبائل بج رہا ہے، اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیبل سے فون اٹھا کر دیکھا تو ان نون نمبر تھا۔ اس نے دو سیکنڈ نمبر کو دیکھا پھر فون اٹھا لیا۔

"ہیلو۔؟" اس نے بمشکل آنکھیں کھولتے ہوئے فون اٹھایا۔

"بیٹا میں آمنہ کی امی بات کر رہی ہوں۔؟" اس کے ہیلو کے جواب میں انہوں نے اپنا تعارف دیا تھا۔

اس کی آنکھیں ابھی پوری طرح کھلی نہیں تھی لیکن ان کا تعارف سن کر اس کی آنکھیں پٹ سے کھلی تھیں۔ وہ پریشان ہوا تھا اور اپنے اوپر سے بلینکٹ پھینک کر اٹھ کر بیٹھا تھا۔ "آنٹی کیا ہوا۔؟ کوئی بات تو نہیں۔؟" اب کی بار وہ سچ میں پریشان ہوا تھا۔

"بیٹا آمنہ کو بہت تیز بخار ہے اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔!!" اس طرف سے انہوں نے روتے ہوئے اسے بتایا تھا۔ ان کی بات سنتے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہوا، اس کے بھی چہرے سے اب پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔

"آنٹی آپ پریشان نہ ہوں، میں ابھی آرہا ہوں۔!!"

وہ انہیں تسلی دے کر خود فوراً وہاں سے نکل کر نیچے آیا تھا۔

اس کی ماما شاید کچن سے پانی لینے آئیں تھیں لیکن اسے اتنی رات کو باہر جاتے دیکھ کر پریشان ہوئی تھیں۔

"زین کہاں جا رہے ہو۔؟ وہ بھی اس طرح سے اتنی رات گئے۔؟" بلیک ٹراؤزر پر بلیک ٹی شرٹ پہنے بالکل رف سے انداز میں وہ چابی لئے باہر نکل رہا تھا۔

"ماما آنٹی کا فون آیا تھا، انہیں بخار ہے، میں جا رہا ہوں آپ پریشان نہ ہوں۔!!" انہیں اس کی بات کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔

"بیٹا کس کو بخار ہے۔؟" اس کا پریشان چہرہ دیکھ کر وہ بھی پریشان ہوئی تھیں۔

"آمنہ کو۔!!" اس کے لبوں سے پہلی بار یہ نام سن کر اس پر پیار آیا تھا انہیں، لیکن پھر اس کی بات سن کر وہ پریشان ہوئی تھی۔

"اللہ خیر کرے بیٹا۔ جلدی جاؤ اور ہاں مجھے فون کر کے بتاتے رہنا۔!!" انہوں نے اسے ہدایت دی تھی۔

"جی ماما۔!!" وہ فوراً وہاں سے نکل کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ تیس منٹ کا راستہ بیس منٹ میں طے کرتے ہوئے فلیٹ پر پہنچا تھا۔ اس نے فلیٹ پر پہنچ کر بیل بجائی تھی۔



"روشنی بیٹا جاؤ دروازہ کھولو دیکھو زین آیا ہوا ہے۔۔؟" بیل کی آواز سن کر انہوں نے فوراً روشنی کو بھیجا تھا۔

اس نے دوبارہ بیل بجانے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ دروازہ کھل گیا اور روشنی کا چہرہ سامنے نظر آنے لگا۔ دروازہ کھلتے ہی وہ فوراً اندر پہنچا تھا۔

"گڑیا کیا ہوا ہے۔۔؟ سب ٹھیک تو ہے ناں اور آنٹی کہاں ہیں۔۔؟" اس نے اندر پہنچتے ہی روشنی سے پوچھا تھا۔ اس کے چہرے پر سخت پریشانی جھلک رہی تھی۔ تبھی روم سے آمنہ کی امی باہر آئی اور زین پر نظر پڑتے ہی وہ اس کے پاس آئیں تھیں۔

"بیٹا اسے بہت تیز بخار ہے۔۔؟" وہ پھر سے رونا شروع ہو چکی تھیں۔

"آنٹی آپ روئیں تو مت۔۔ میں انہیں ہاسپٹل لے جاتا ہوں ابھی، انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گی وہ؛ کچھ نہیں ہوگا انہیں۔۔!!" زین نے انہیں تسلی دی تھی پھر تینوں لوگ آگے پیچھے روم میں داخل ہوئے تھے۔

زین کی نظر بیڈ پر اٹھی تھی وہ اس پر نظر ڈالتے ہی چونکا تھا۔ وہ بیڈ پر بیترتیب سی لیٹی ہوئی تھی۔ اس کے گردن تک کمفرٹ تھا اور سر پر سے دوپٹہ گردن تک پھیلا ہوا تھا۔ لیکن جس چیز نے زین کو چونکانے کا کام کیا تھا وہ تھا اس کے دوپٹے سے ہی اس کے چہرے کا ڈھکا ہونا۔ اسکی پیشانی اور آنکھیں ہی نظر آرہی تھیں، جو کہ بند تھیں۔

اس نے فوراً اپنی نظریں پھیری تھی۔۔ اور پیچھے پلٹ کر آنٹی کا چہرہ اجازت طلب نظروں سے دیکھا تھا جیسے ان سے اجازت لے رہا ہو۔۔ انہوں نے فوراً اسے اجازت دی تھی۔ وہ اندر تک شاد ہوئیں تھیں اس کی فرمانبرداری پر۔۔

زین ان کی اجازت ملنے پر فوراً آگے بڑھا تھا اور اس کے پردے کے خیال سے اس کو کمفرٹ سمیت اپنے بازوؤں میں اٹھائے باہر نکل گیا تھا۔۔

پہلی بار اپنی محرم کو اپنی بانہوں میں اٹھانے کا احساس ہی کچھ اور تھا۔

وہ اسے لئے فوراً ہاسپٹل کی طرف روانہ ہوا تھا۔ وہاں پہنچنے کے بعد اسے ایمر جنسی میں لے جایا گیا تھا۔۔ وہ پریشانی سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا اس کا دل اندر سے پریشان تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا، وہ اللہ سے دعا مانگنے میں مشغول تھا۔ اندر اس کا ٹریمنٹ چل رہا تھا۔ تبھی آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹر باہر آئی تھیں۔۔

یہاں آنے کے ساتھ ہی اس نے کہا تھا کہ کوئی بھی میل ڈاکٹر یا انکا پورا پینل اندر نہیں جائیگا۔۔؟ صرف فیملی اندر جائیگی۔۔ اس کی بات سن کر وہاں ایک ہلچل مچ گئی تھی کیونکہ یہ ہاسپٹل اس کے کسی جاننے والے کا تھا اور وہ خود بھی روٹین چیک اپ کے لئے یہیں آتا تھا اس لئے پورا اسٹاف ہی اسے جان رہا تھا۔۔

"ڈاکٹر کیسی ہیں وہ اب۔۔؟ کیا ہوا تھا انہیں۔۔؟" وہ فوراً ڈاکٹر کے پاس گیا اور بیتیابی سے سوال کرنے لگا تھا۔۔

"شی از فائن۔۔ اب وہ کافی بہتر ہیں، بخار زیادہ ہونے کی وجہ سے ہمیں انہیں انجیکشن دینا پڑ گیا ہے، انہوں نے کسی چیز کا اسٹریش بہت زیادہ لیا ہے، جس کی وجہ سے انہیں بخار ہوا ہے۔۔ ویسے آپ کیا لگتے ہیں انکے۔۔؟" ڈاکٹر نے اسے بتانے کے ساتھ ساتھ اس سے سوال کیا تھا۔۔

"سٹریس۔۔؟" زین کا دماغ صرف اس ایک لفظ پر آکر اٹک گیا تھا۔۔

"کیا میں نے آج دن میں جو بھی ان کے لئے کیا انہیں برا لگا۔۔؟ کیا وہ میری وجہ سے ہرٹ ہوئیں۔۔؟ یہ سب کچھ شاید وہ ایکسپٹ نہ کر پائیں ہوں یا اور بھی وجہ ہو سکتی ہے۔۔؟" اس کا دماغ الجھا تھا۔ اسے اس طرح پریشان سوچتا ہوا دیکھ کر ڈاکٹر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"میں نے پوچھا ہے آپ کیا لگ رہے ہیں انکے۔۔!!"

ڈاکٹر نے اپنا سوال پھر ایک بار دہرایا تھا۔ انکا سوال سن کر وہ چونکا تھا۔۔

"میں شوہر ہوں ان کا۔۔!!" اس نے تھوڑا جھجھکتے ہوئے بتایا تھا۔۔

"دیکھیں آپ انکا بہت زیادہ خیال رکھیں، انہیں خوش رکھنے کی کوشش کریں۔ یہ انکے لئے زیادہ بہتر ہوگا۔۔!!" ڈاکٹر نے اسے بند بند میں ہی سب سمجھایا تھا اور پھر وہ آگے بڑھ گئیں تھیں۔۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد وہ روم کی طرف بڑھا تھا پھر روم کے دروازے پر ہی چند پل کے لئے رکا تھا اور اس کی امی کے یہاں فون کر کے اس کے خیریت کی اطلاع دی تھی پھر اپنی ماما کے کو فون کیا اور انہیں بھی بتایا تھا اور یہ بھی بتایا تھا کہ وہ صبح تک آئیگا۔۔

ابھی وہ فون رکھ کر اندر جانے کے لئے اپنے قدم آگے بڑھا ہی رہا تھا کہ تبھی اندر سے نرس باہر نکل کر آئی تھی۔ اور اسے دیکھ کر دوپل کے لئے رکی تھی۔ اس کی بے چینی دیکھ کر نرس مسکراتے ہوئے اسے بتایا تھا۔

"سر آپ کی وائف کو ہوش آگیا ہے آپ مل سکتے ہیں ان سے۔!!" وہ مسکرا کر کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔

وائف لفظ سن کر اس کا دل بے اختیار شدت سے دھڑکا تھا، اس کے احساسات بدلے تھے۔

"کیا مجھے اندر جانا چاہئے۔؟" اس نے اپنے آپ سے پوچھا تھا۔

"ہاں مجھے جانا چاہئے، وہ میری محرم ہیں۔!!" اس نے اپنے آپ کو خود ہی جواب دیا تھا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا تھا۔ اندر پہنچ کر وہ اسے دیکھ کر کچھ پل کے لئے ساکت ہوا تھا۔

ویران آنکھیں، جیسے کوئی چیز بڑی شدت سے برداشت کر رہی ہوں، اور جس کمفرٹ میں وہ اسے لپیٹ کر لایا تھا وہی کمفرٹ کمر تک اوڑھ کر پیروں کو پھیلا کر بیٹھی ہوئی تھی لیکن اس وقت جس چیز نے اسے چونکنے پر مجبور کیا تھا وہ اس کا دوپٹہ سے ہی چہرہ اور سر کا ڈھکا ہونا تھا۔

اس کی نظریں پھسلی تھی، اس نے اپنی نظریں فوراً جھکائیں تھیں۔ اس کے پردے کے خیال سے اور جا کر اس کے قریب رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کیسا محسوس کر رہی ہیں اب۔؟" اس نے اپنی نظریں جھکائے ہوئے ہی اس سے اس کا حال پوچھا تھا۔



وہ جواب میں بالکل خاموش تھی جیسے اس کے پاس لفظ نہیں تھے یا پھر وہ کوئی جواب دینا ضروری نہیں سمجھی تھی۔۔ اسے خاموش دیکھ کر وہ پریشان ہوا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپنے بھاری ہوتے سر پر ہاتھ رکھتے بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔

"میں یہاں کیسے آئی، یہ تو ہسپتال لگ رہا ہے۔۔؟"

اسے جیسے ہی ہوش آیا اس نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر دیکھا تھا، اسے یہ ہاسپٹل لگا تھا۔ اس نے یاد کرنے کی کوشش بہت کی لیکن اسے کچھ بھی یاد نہیں آیا تبھی ایک نرس اندر داخل ہوئی تھی۔۔

"میم آپ پریشان نہ ہوں آپ ہاسپٹل میں ہیں، اور اب آپ کیسا محسوس کر رہی ہیں۔۔؟" اس نے بتانے کے ساتھ ساتھ اس کا بی پی چیک کیا۔۔

"ہاں اب میں ٹھیک ہوں، آپ میری امی کو میرے پاس بھیج دیں۔۔!!" وہ پہلے حیران ہوئی تھی کہ اتنی رات گئے اس کی امی کو اس کے لیے کتنی پریشانی اٹھانی پڑی ہوگی۔ اسے لگا کہ اس کی امی ہی اسے لے کر آئی ہوں گی ابھی، اس لیے نرس سے اس نے انہیں اندر بھیجنے کو بولا۔۔۔

"میم آپ کو آپ کی امی نہیں لائی ہیں، آپ کے شوہر لائے ہیں اور سچ میں وہ بہت اچھے انسان ہیں اور وہ آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔!!" نرس پہلے تو حیران ہوئی لیکن پھر وہ اسے بتانا شروع ہوئی تھی کیونکہ اسے لگا تھا کہ وہ بیمار تھی تو اسے معلوم نہیں ہوگا کہ کون اسے لایا تھا۔۔؟

نرس اسے بتانے کے بعد اپنا کام کرنے لگی تھی۔۔

"مجھے۔۔ مجھے وہ لائے ہیں۔۔؟ لیکن کیوں۔۔؟" نرس کی بات سن کر اسے حیرت ہوئی تھی پہلے پھر کچھ پل بعد حیرت کی جگہ غصے نے لے لی۔۔

اسے دن میں ہوئے واقعات بہت شدت سے یاد آئے تھے، اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔

وہ اٹھ کر بیٹھی تھی اور سب سے پہلے اس نے اپنا چہرہ ڈھکا تھا اپنے دوپٹے سے۔۔ تبھی اسے ایک خیال گزرا کہ کیا انہوں نے چہرہ دیکھ لیا۔۔؟ اس خیال کے ساتھ ہی اس نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھی۔ آنکھیں گلابی ہوئی تھی اور ان سے آنسو نکلنے کو بیتاب۔۔ تبھی نرس باہر گئی تھی اور وہ اندر آیا تھا۔ آمنہ نے اپنی نظریں پھیری تھیں۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آپ ٹھیک تو ہیں ناں۔۔؟" اسے خاموش دیکھ کر اس نے پھر سوال دہرایا تھا اپنا، وہ اندر سے پریشان ہوا تھا کہ شاید وہ ٹھیک نہیں ہیں۔۔

اس کی دوبارہ آواز سن کر وہ جھٹکے سے اپنے ہاتھوں میں لگی نیڈل کھینچ کر بیڈ سے اتری تھی۔۔ وہ اس کی حرکت دیکھ کر کھڑا ہوا تھا۔۔

"یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔۔؟ آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔!!" وہ اس کے قریب گیا تھا، زین اس کی اس حرکت پر کچھ پل ششدر رہ گیا تھا۔۔

"خبردار۔۔ خبردار جو آپ میرے قریب آئے تو۔۔؟ آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے یہاں لانے کی۔۔ ہاں۔۔ سمجھ کیا رکھا ہے آپ نے مجھے۔۔؟" اس کی صرف آنکھیں ہی دکھائی دے رہی تھی جن میں غصہ صاف جھلک رہا تھا، آنکھیں لال سرخ انگارہ ہوئی تھیں۔۔

"اوہ اچھا اب سمجھ آیا، آپ نے اب تک مجھے دیکھا نہیں تھا تو آپ نے یہ راستہ اپنایا۔۔ اور۔۔ اور ہاتھ کیسے لگایا آپ نے مجھے۔۔؟" اس کا لہجہ پہلے طنزیہ ہوا تھا پھر وہ چیخیں تھیں۔۔ وہ یہ بھول گئی تھی کہ یہ "راستہ" نہیں تھا بلکہ اس کی بیماری کی وجہ سے اسے یہاں لانا پڑا تھا اور وہ اسے دیکھنے میں دلچسپی رکھتا تو دیکھ لیتا کیونکہ وہ محرم تھی اس کی، لیکن وہ اس کی بہت عزت کرتا تھا۔۔ اس کا الزام سن کر وہ کچھ پل کے لئے ساکت ہوا تھا۔۔

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔!!" اس کی بات سن کر اسے غصہ عود کر آیا تھا لیکن اس نے اس کی حالت دیکھ کر اپنے غصے کو دبانے کی کوشش کی تھی۔۔ وہ سمجھ سکتا تھا کہ وہ ایک حیا دار لڑکی ہے۔۔ "میں غلط سمجھ رہی ہوں، یا آپ سارے مرد غلط ہوتے ہیں، ایک جیسے ہوتے ہیں۔۔!!" اس کے نیڈل کھینچنے کی وجہ سے اس کے ہاتھوں سے خون نکل رہا تھا، لیکن وہ بے پرواہ بنی کھڑی تھی۔۔ اس کے چیخنے پر وہ نظر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا تھا۔ اس کی آنکھوں میں اسے شکوہ نظر آیا تھا۔ "آپ میری محرم ہیں، میں اگر آپ کو دیکھنا چاہتا تو مجھے کوئی روک نہیں سکتا تھا لیکن مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے، میں اتنا بھی گرا ہوا انسان نہیں ہوں کہ اپنی ہی بیوی کو دیکھنے کے لئے اس کے ساتھ زبردستی کروں۔ میں کوشش کروں گا کہ میری وجہ سے آپ کبھی ہرٹ نہ ہوں، میں یہاں آنٹی کے کہنے پر آپ کو لایا تھا اور اگر وہ نہ بھی کہتی اور مجھے خود سے پتہ چل جاتا تب بھی میں

آپ کی اتنی ہی کیئر کرتا، کیونکہ میرے والدین نے یہی سیکھایا ہے مجھے کہ اپنے سے بڑے رشتوں کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔!!" اس نے بڑے تحمل سے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ اس کی طرف دیکھنے سے گریز برت رہا تھا۔

"اور ڈاکٹر نے آج رات کو یہیں رکنے کے لئے کہا ہے، اس لئے آپ کہیں نہیں جا رہی، آپ یہیں رکیں میں ابھی نرس کو اندر بھیجتا ہوں۔!!" وہ اس سے کہنے کے ساتھ باہر نکلتا چلا گیا تھا، اور آمنہ اس کے لفظوں پر غور کرتے ہوئے وہی بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔

"ہہن۔۔! سارے مرد ایک جیسے ہوتے ہیں، یہ صرف اچھے ہونے کا ڈھونگ کرتے ہیں۔!!" اس نے اپنے سر کو جنبش دیتے ہوئے اپنے آپ کو سمجھایا تھا اور اپنے ذہن میں آئی بات کو ہی ٹھیک سمجھ رہی تھی۔

محبت درد ہے یارا  
محبت روگ ہے یارا  
کبھی پھولوں پر چلنا ہے  
کبھی کانٹوں پر چلنا ہے  
کبھی مایوس دل میں بھی  
وفا کا پھول کھلنا ہے  
کسی بے نام رشتے کی  
محبت درد دیتی ہے



بڑی ظالم ہے یہ دنیا

بڑی تکلیف دیتی ہے۔۔ (بقلم ثنا سفیان خان)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آپ نے مجھے کیا سمجھا ہے۔۔؟ آپ کی بات نے میرا دل کرچی کرچی کر دیا، آپ کی وہ شک میں مبتلا اور شکوہ بھری نظریں مجھے اپنی نظریں جھکانے پر مجبور کر گئیں۔۔!!" وہ باہر نکل کر کوریڈور میں آیا تھا۔ چہرہ بالکل سرخ اور اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں کو بھیچے ہوئے وہ اپنے غصے کو دبانے کی کوشش کر رہا تھا، اسے اتنا شدید غصہ کبھی نہیں آیا تھا۔

"کیوں۔۔؟ کیوں۔۔؟ ایسا کیوں ہے۔۔؟ میرے اندر تو کوئی کھوٹ نہیں ہے۔ پھر آپ نے مجھے اتنا برا کیسے سمجھ لیا۔۔؟ میں محرم ہوں آپ کا، کوئی لٹیرا نہیں جو آپ کو مجھ سے اتنا زیادہ پردہ کرنے کی ضرورت پڑ گئی لیکن آپ ایک حیا دار اور اچھی لڑکی ہیں اور مجھے بہت خوشی ہے۔۔ میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں اور ہمیشہ ایسے ہی کروں گا لیکن آپ نے مجھے ایسا کیسے سمجھ لیا؛ کیوں مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا آپ نے۔۔ کیوں۔۔؟" اس نے اپنے ہاتھوں کا مکا بنا کر زور سے دیوار پر مارا تھا، پھر ایک طرف کھڑے ہو کر اس نے لمبی لمبی سانسیں لی اور اپنے آپ کو ریلیکس کیا۔ اب وہ وہیں کوریڈور میں ہی رکھے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح وہ دونوں ایک ساتھ کالج کے گیٹ پر کھڑی تھیں۔۔

"یار منہا آج پیپر دینے میں ہلنا جلنا نہیں ورنہ اندر پروفیسر جو ہیں انہوں نے تجھے کل تو صرف اگلی سیٹ پر بیٹھا رہے تھے، آج عزت سے انہوں نے تجھے باہر نکال کر بیٹھا دینا ہے۔!!" روبی نے منہا کو چڑھایا تھا۔

"روبی کی بچی تم یہ بتاؤ کہ تو کس کی سائیڈ ہو۔؟ میری سائیڈ پہ یا پھر اس عقاب کے سائیڈ پہ۔۔ جب دیکھو تو مجھے غصہ دلاتی رہتی ہو اور پروفیسر تو لگ رہا تھا کہ کل مجھ پر ہی اپنی نظریں ٹکا کر بیٹھ گئے تھے۔!!" دونوں ساتھ ساتھ چلتی ہوئی اب اندر آئی تھیں۔

"آفٹر آل تیری دوست ہوں تو تیری ہی سائیڈ پہ ہوں گی ناں، اور اب اندر چل اپنی سیٹ پر بیٹھ ورنہ پھر لیٹ ہو گئے ناں تو وہ بھی دقت ہو جائے گی۔!!" دونوں اب کلاس روم میں داخل ہو رہی تھیں۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہے تُو۔!!" منہا اچھی بچی کی طرح اپنا سر اثبات میں ہلا کر اب اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی تھی۔

تین گھنٹے کا پیپر خیر و آفیت سے گزر گیا اور وہ لوگ نکل کر اب باہر آئی تھیں۔

"اللہ تعالیٰ کا شکر کہ پیپر اچھے سے ہو گیا، اور سن تو کینیٹین جا رہی ہے نہ تو جا، میں ابھی پرنسپل آفس سے کی طرف جا رہی ہوں۔!!" منہا اللہ کا شکر ادا کرنے کے بعد اب اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

"ہاں ٹھیک ہے جلدی آنا، میں کینیٹین میں انتظار کرونگی۔!!" روبی کینیٹین کی طرف چل دی تھی۔ اور وہ پرنسپل آفس کی طرف گئی تھی۔



یہ ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا جس میں چاروں طرف لکڑی کی ریک لگی ہوئی تھی اور ان میں پُرانی فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ ہر طرف اندھیرا پھیلا ہوا اور بیچ میں ایک کرسی پر کوئی بندھا ہوا بھی تھا۔ "کھولو مجھے۔۔ کھولو۔۔ میں نے کیا بگاڑا ہے تم لوگوں کا۔؟" اسے جیسے ہی ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک عجیب سی جگہ پر بند ہے، آس پاس اسے کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے چاروں طرف نظریں دوڑاتے ہوئے اپنے آس پاس کا جائزہ لیا تھا۔ "یہ تو کالج کا ہی کوئی حصہ لگ رہا ہے، لیکن میں یہاں پہنچا کیسے۔؟" وہ دل ہی دل میں ڈر رہا تھا۔ جب اسی وقت کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا تھا لیکن اندھیرے کی وجہ سے اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"ک۔۔ کون ہو تم اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔؟"

ڈر سے اس کی زبان لڑکھرائی تھی۔

"ابھی پتہ چل جائے گا کہ میں کون ہوں۔؟ اور یہ تم خود ابھی بتاؤ گے کہ تمہیں یہاں کیوں لایا گیا ہے۔؟" وہ اب سامنے آیا تھا۔ کرسی کے ٹھیک اوپر لگے بلب سے روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی، اس کرسی سے بندھے شخص نے اپنا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

لمبا چوڑا شخص جو بلیک ٹی شرٹ اور بلیک ہی جینز کا پینٹ پہنے، ہاتھ میں بلیک ہی گھڑی پہنے وہ اس کے سامنے تھا لیکن اس کا چہرہ سفید رنگ کے رومال سے ڈھکا ہوا تھا، بال ماتھے پر بکھرے ہوئے

تھے۔۔ لیکن اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر اسے جھر جھری آئی تھی۔۔ اس نے فوراً اپنی نظریں ہٹائی تھیں۔۔ اس کا دل خوف سے دھڑکا تھا۔۔

"دیکھو میں نے کچھ بھی نہیں کیا ہے، مجھے جانے دو یہاں سے۔۔!!" وہ پھر سے اپنی بات دہرا رہا تھا۔۔

ابھی اس کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ تبھی اس شخص نے ایک زوردار تھپڑ رسید کیا تھا۔۔ "چپ بلکل چپ۔۔! اگر ایک بھی لفظ جھوٹ نکلا تو تمہاری زبان کھینچ لوں گا، سمجھ کیا رکھا ہے تم لوگوں نے، کہ کوئی تم لوگوں پر نظر رکھنے والا نہیں ہے تمہیں جو دل میں آئے گا تم وہ کرو گے۔۔!!" اب غصے سے وہ دھاڑ اٹھا۔۔

"کہاں جاتا ہے ڈرگ اور کون کون ملوث ہے اس سب میں۔۔؟ جتنی جلدی بتاؤ گے اتنا ہی جلدی تم پر رحم کر دوں گا۔۔ ورنہ ہر آدھے گھنٹے بعد تم اپنی ایک ایک انگلی سے محروم ہوتے جاؤ گے اور اسے صرف دھمکی مت سمجھنا، کیونکہ میں دھمکی سے زیادہ کرنے پر یقین رکھتا ہوں۔۔!!" اس نے دھمکی دینے کے ساتھ ہی ایک چاقو نکال کر اپنے ہاتھوں میں دائیں سے بائیں گھمایا۔۔

"م۔۔م۔۔ میں جو کچھ بھی جانتا ہوں وہ سب ابھی بتاتا ہوں، مجھے کچھ مت کرنا۔۔!!" وہ اس کی حرکت پر خوف سے کانپ رہا تھا۔۔

"ہاں ایک آدمی ہے جو ہر اتوار کی رات میں ڈرگزلے کر آتا ہے اور وہ اسی رات میں ہی گرلز ہاسٹل میں رکھنے کے بعد انہی کے بیچ سپلائی کر دیا جاتا ہے۔۔ مجھے نہیں پتہ کہ وہ ڈرگزلے کہاں سے آتا ہے



اور کون سپلائی کرتا ہے۔۔؟ میرا کام بس اس ڈرگزر کو یہاں سے ہاسٹل میں شفٹ کرنا ہوتا ہے۔ مجھے چھوڑ دو، جانے دو مجھے۔۔!!" وہ جلدی سے سب کچھ بتانے کے بعد اب التجاء کر رہا تھا۔۔

"ابھی بھی تم نے پورا سچ نہیں بتایا ہے، لیکن کوئی بات نہیں ہمیں سچ اگلوانے کے ایک سو ایک طریقے آتے ہیں۔۔!!" وہ نیچے کو جھک کر اس کا جیڑا دبوچ کر غرایا تھا۔۔

"اسد۔۔!!" اس نے نظر اس پر ہی گاڑے اپنے ساتھی کو پکارا تھا۔۔

"جی سر۔۔!!" فوراً وہ بھی ساتھ کھڑا ہوا۔۔

"ذرا انہیں اپنے آشیانے پر لے کر چلو اور بہت اچھے سے خاطر مدارت کرنا اور تب تک کرنا جب تک کہ سچ باہر نہ آجائے۔۔!!" اس نے اپنے ہونٹوں کو بھینچے ہوئے اپنے غصے کو پی کر آرڈر دیا تھا۔۔

"جی سر۔۔!!" اسد جیسے ہی آگے بڑھا تھا اسے کسی کے پیروں کی آہٹ سنائی دی تھی۔۔

"سر کوئی اسی طرف آرہا ہے۔۔!!" اسد نے اسے بتایا تھا۔۔

"تم اسے لے کر جاؤ، میں دیکھتا ہوں کہ کون ہے۔۔؟" اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تھا اور باہر نکل آیا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ دوسری منزل پر آکر رکی تھی اور پھر ایک کوریڈور سے گزرتے ہوئے آفس کی طرف مڑنے لگی کیونکہ اسی کوریڈور کے بعد پرنسپل آفس تھا۔۔

وہ اپنی دھن میں چلتی ہوئی جا رہی تھی جب اس کے کانوں میں کسی کی دھمکی نما آواز سن کر وہ وہیں خوف سے کھڑی رہ گئی تھی، اس کا پیر آگے بڑھنے سے انکاری ہوا تھا۔۔

"یہ۔۔ یہ کون ہے اور کسے دھمکی دے رہا ہے۔۔؟"

وہ منہ ہی منہ بڑبڑانا شروع ہوئی تھی۔۔

وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھ کر اس دروازے تک پہنچی تھی جہاں سے آواز آئی تھی۔۔ اس سے پہلے کی وہ کچھ سن پاتی یا جان پاتی دروازہ زوردار جھٹکے سے کھلا تھا اور کوئی تیزی سے باہر نکلا تھا، وہ سامنے ہی کھڑی تھی اس لئے دونوں میں زوردار قسم تصادم ہوا تھا۔۔

سامنے والے بندے پر تو کوئی اثر نہیں ہوا تھا لیکن اتنے زور سے ٹکرانے پر وہ وہیں فرش پر گری تھی۔۔

"اندھے ہیں کیا۔۔؟ دیکھ کر نہیں چل سکتے۔۔؟ توڑ دیا میرا بازو، ہائے ربا کیا کرونگی میں، کل امتحان میں کیسے لکھوں گی۔۔؟" وہ سب کچھ بھول کر وہیں فرش پر بیٹھی ہوئی دہائیاں دے رہی تھی۔۔

"ابھی اٹھو یہاں سے اور چلتی پھرتی نظر آؤ۔۔!!" اس کی اتنی لمبی دہائی پر یہی ایک جواب اس کے منہ پر مارا گیا تھا۔۔

"ہاں۔۔! میں فرش پر آپکی وجہ سے گری ہوئی ہوں اور آپ مجھے چلتا پھرتا کر رہے ہیں۔۔؟ کہیں آپ بھی اس عقاب کے بھائی تو نہیں ہیں۔۔؟ اور آپ نے اپنا چہرہ کیوں ڈھکا ہوا ہے۔۔؟" وہ جھنجھلا کر اپنے ہاتھوں کو سہلا تھی۔۔

"عقاب۔۔ یہ کون ہے۔۔؟" اس کی بھاری روبدار آواز گونجی تھی، اسے اتنے سارے سوالوں میں یہی ایک سوال ٹھیک لگا تھا۔۔

اس کا سوال سن کر منہا کا منہ کھلا تھا، کیا اسے سچ میں عقاب نہیں پتا۔۔؟

"ارے وہی پروفیسر، جو میرے پر نظریں گڑا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔۔ مجھے تو وہ پروفیسر کم عقاب زیادہ نظر آتے ہیں۔۔!!" اس نے اپنی گردن کو جھٹکتے ہوئے اسے کافی تفصیل سے بتایا تھا۔۔

اس کا جواب سن کر اس نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں کو آپس میں بھینچا تھا اور اپنے غصے کو دبانے کی کوشش کی تھی۔۔

"اچھا ابھی یہیں سے کسی کی آواز آرہی تھی، کسی کے رونے کی۔۔؟ اور کسی کے دھمکی دینے کی بھی آرہی تھی۔۔؟" اسے اچانک یاد آیا تھا کہ وہ اس دروازے تک کیوں آئی تھی۔۔

وہ اب خود سے ہی اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے اس سے سوال کر رہی تھی اور اپنی نظریں ڈھونڈنے کے انداز میں ادھر ادھر گھما رہی تھی۔۔

"کوئی تو نہیں تھا۔۔!!" اس نے ایک لفظی جواب دیا اور جانے کے لئے مڑا تھا۔۔

"کہیں آپ ہی تو نہیں تھے۔۔؟ ویسے بھی آپ مجھے کافی مشکوک لگتے ہیں۔۔؟ چہرہ کیوں ڈھکا ہوا ہے آپ نے، دکھائیں اپنا چہرہ ابھی کے ابھی۔۔!!" وہ اسے جاتا دیکھ کر وہیں سے چنچ رہی تھی۔۔

"چپ۔۔ بلکل چپ، آگے ایک لفظ بھی نہیں ورنہ یہیں زمین میں گاڑ دوں گا۔۔!!" وہ دھاڑا تھا اور اس کی دھاڑ سن کر اس نے خوفزدہ انداز میں اسے دیکھا۔۔

وہ اس کے قریب فرش پر بیٹھتے ہوئے بڑی دلیری سے اس کے آنکھوں پر اور ہونٹوں پر ایک ٹیپ چپکایا تھا اور وہ بھی بڑی صفائی کے ساتھ اور جب تک وہ کچھ سمجھ پاتی اس کا ہاتھ بھی پیچھے لے جا کر اس نے وہی ٹیپ ہاتھوں پر بھی لگایا تھا۔۔

"انہیہ۔۔!" وہ اپنے ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے بولنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کی آواز اندر ہی کہیں دب گئی تھی۔۔

"چپ۔۔! میں ابھی تمہاری دوست کو میسج کر رہا ہوں وہ تمہیں یہاں سے لے جائیگی، اور ہاں آگے سے تم مجھے نظر نہیں آنا۔۔ ورنہ؟" وہ اس کے بیگ میں ہاتھ ڈال کر اس کا فون نکالتے ہوئے اب روبی کو میسج کر رہا تھا۔۔

جیسے ہی فون پر میسج گیا وہ اٹھ کر کھڑا ہوا تھا اور وہاں سے چلتا ہوا باہر نکل گیا۔۔  
سات منٹ کے بعد روبی وہاں موجود تھی، اس نے جلدی جلدی اسکے منہ اور آنکھوں پر لگی پٹیاں ہٹائی تھی۔۔

"منہ یار تم ٹھیک تو ہے نا۔۔؟" روبی اس کے ہاتھوں کو کھولتے ہوئے اس سے پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔۔

"وہ فور بی (B..4) اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے۔۔؟ ارے میں اس کی بینڈ بجا دوں گی، ابھی وہ منہا جمشید کو جانتا نہیں ہے۔۔؟" اس کے غصہ کرنے پر وہ ریلیکس ہوئی تھی کہ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن وہ (فور بی) پر اٹکی تھی۔۔

"اب یہ نئی چیز کیا ہے۔۔؟" اس کے سوال پر کسی اور کو بھی تجسس ہوا تھا جانے کا۔۔  
وہ ابھی تک یہیں کھڑا تھا ایک تنہا لڑکی کو اس طرح چھوڑ کر جانا اسے ٹھیک نہیں لگ رہا تھا اس لئے وہ آگے جا کر ایک دروازہ کے پاس چھپ کر کھڑا ہو گیا۔۔



"(فور بی)۔۔ مطلب، بد تمیز، بے ہودہ، بے غیرت، بے شرم۔۔!!" اس نے جھٹکے سے شان سے بتایا تھا۔۔

اس کی بات سن کر روپی کے ساتھ ساتھ کسی اور کا بھی منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔۔  
 "ہاں تو میں اب کالج میں پڑھنے والی جگہ پر کھل کر تھوڑی بول سکتی تھی اور گالی تو بالکل نہیں دے سکتی اس لئے شاٹ فارم یوز کیا ہے۔۔!!" وہ چھوٹے بچوں کی طرح ہونٹوں کو گول کرتے ہوئے ناگواری سے بتا رہی تھی۔۔

"ذرا دوبارہ وہ مجھے مل جائے میں نے کوئی شاٹ فارم نہیں یوز کرنا ہے۔۔!!" اس نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہہ رہی تھی جیسے ان دانتوں کے بیچ وہ اسے کچا چبا جائے گی۔۔  
 "ہاہاہاہا۔۔!!" روپی کھل کر ہنسی تھی اس کی حالت دیکھ کر۔۔  
 "تم ہنسو مت ورنہ میں دانت توڑ دوں گی تیرے۔۔!!"  
 اسے ہنستا دیکھ کر منہا کو تپ چڑھی تھی۔۔

وہ ان دونوں کو آپس میں باتیں کرتا دیکھ کر وہ اندر اندر ہی غائب ہوا تھا۔۔  
 "اچھا یہ ہوا کیسے۔۔؟ میرا مطلب ہے کہ کس نے تمہیں باندھا تھا۔۔؟ اور جب تمہارے ہاتھ بندھے ہوئے تھے تو مجھے میسج کس نے کیا۔۔؟" روپی اسے کھڑا کرتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی کیونکہ اسے بھی حیرت ہو رہی تھی کہ یہ ہوا کیسے۔۔؟

"میں آفس جا رہی تھی کہ کوریڈور سے گزرتے ہوئے مجھے کچھ آوازیں آنے لگیں، تو میں رک گئی تھی وہ بلڈوزر روم سے نکلا اور دھڑ سے گرا دیا مجھ معصوم کو فرش پر اور پتہ ہے تمہیں ایک معافی

تک نہیں مانگی اس نے اور نہیں تو مجھے باندھ کر چلا گیا منہوس ذلیل انسان۔!!" وہ غصے سے دانت پیستے ہوئے بتا رہی تھی۔

"تمہیں بھی اسی نے بلایا تھا میرے موبائل سے، مل جائے مجھے ذرا کبھی میں نے اس انسان کی چٹنی بنا بنائی ناسیل بٹے پر پیس کر تو میرا نام بھی منہا جمشید نہیں۔!!" منہا نے اپنے ہاتھوں کو غصہ سے گھوماتے ہوئے بتا رہی تھی جیسے ابھی اسے پا جائے گی اور سچ میں پیس ہی دیگی۔۔۔

"اچھا چھوڑ جانے دے، کل لاسٹ پیپر ہے ہمارا، گھر چل تیاری بھی کرنی ہے۔!!" روبی اسے وہاں سے کھینچتے ہوئے باہر لے کر آئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ جیسے ہی اپنے آفس پہنچا اسے اسد مل گیا۔

"اسد اس نے کچھ بتایا۔؟ یا میں خود اس کی خاطر مدارات کروں۔؟" اس نے ٹارچر سیل کی طرف نظریں گاڑے ہوئے اسد سے استفسار کیا تھا۔

"نہیں سر اس نے سب کچھ بہت آسانی سے بتا دیا ہے، سر ڈرگزر لڑکیوں کو دے کر انہیں اسی چیز کا عادی بنایا جاتا ہے پہلے اور پھر جب وہ نشے کی حالت میں ہوتی ہیں تو انہیں اسی رات کہیں اور شفٹ کر دیا جاتا ہے۔ ان کے والدین جب کیس کرتے ہیں تو پولیس کچھ دنوں تک ڈھونڈنے کی کوشش کرتی ہے تب تک انہیں ایک ہی جگہ رکھا جاتا ہے اور جب پولیس کے ہاتھ کچھ نہیں لگتا ہے تو وہ یہ کہہ کر کیس بند کر دیتے ہیں کہ بالغ لڑکیاں تھیں کہیں اور چلی گئی ہونگی، جب ہر طرف

خاموشی ہوتی ہے تو یہ لوگ ان لڑکیوں کو سپلائی کر دیتے ہیں دوسرے ملک میں۔!!" اسد اسے ساری انفارمیشن دے رہا تھا اور وہ اپنے اگلے پلان پر غور کر رہا تھا۔

"سر آگے کیا کرنا ہوگا۔؟" اسد بھی اس کے ساتھ ساتھ چلتا آفس روم میں داخل ہوا تھا۔

"اسد ہاسٹل کے چپے چپے پر نظر رکھو، اور ابھی تک جتنی بھی لڑکیاں ڈرگز کی عادی ہوئی ہیں، انہیں راتوں رات وہاں سے نکال کر اپنے رہبلیشن سنٹر پہنچاؤ، اور فیمیل ڈاکٹر کی ایک پوری ٹیم وہاں ان کی دیکھ بھال کے لئے بھیجو، ہاں اب سے ڈرگز ہاسٹل تک پہنچنے ناپائے، خیال رکھنا چاہے اس کے لئے جو بھی کرنا پڑے کرنا۔ اور ہمیں اب یہ پتہ کرنا ہوگا کہ ان لڑکیوں کو آخر رکھتے کہاں ہے۔!!"؟"

اس نے ہدایت دی تھی۔

"انشاء اللہ سر ایسا ہی ہوگا، ہم اپنی جان لگا دیں گے لیکن اب سے ایک بھی لڑکی کو خراش بھی نہیں آنے دیں گے، اور سر ہم اپنے مشن کے بہت قریب ہیں۔!!" اسد جوش اور جذبے کے ساتھ اسے سلوٹ کر کے باہر نکل گیا۔

(لڑکیوں کے نام ایک میسج)

اس بگڑے ہوئے سماج (معاشرے) میں اگر ہم لڑکیاں خود کو سنبھال کر سمیٹ کر اور بچا کر خود نہیں رکھیں گی تو یہ بگڑی ہوئی دنیا ہمیں نوچ کھانے کے ساتھ ساتھ قصوروار بھی ہمیں ہی ٹھہراتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زین نے ہاسپٹل کے کوریڈور میں وہیں صوفے پر بیٹھ کر ہی پوری رات گزار دی، اسے اب اندر جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔

"سر آپ اس پر سگنچر کر دیں اور میم کو گھر لے کر جائیں، ڈاکٹر سے مل کر ہی آپ جاسکتے ہیں۔!!" نرس باہر نکل کر اس کے پاس آئی تھی اور اسے ساتھ ہی ایک فارم پکڑایا۔۔

"آپ چلیں میں آتا ہوں، اور ہاں میم کو آپ باہر لیکر آئیں۔!!" اُس نے فارم لے کر نرس کو اندر بھیج دیا۔۔

وہ ڈاکٹر سے مل کر اور دواء وغیرہ لے کر ابھی ڈاکٹر کے روم سے باہر آیا تھا جب وہ بھی نرس کے ساتھ

دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے ہوئے اس کے قریب پہنچ کر کھڑی ہوئی تھی۔۔

"چلیں۔!!" زین اسے بنا دیکھے ہی اپنے ساتھ لے کر آگے بڑھ گیا تھا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اسے غلط سمجھ کر اپنے دل میں اس کے لئے نفرت پالے۔۔

ہاسپٹل کے سکینڈ فلور کی سیڑھیاں اترتے ہوئے آمنہ کا پیر کسی چیز میں الجھا تھا اور وہ لڑکھڑا کر گرتی کہ تبھی وہ آگے بڑھتا ہوا فوراً رکا تھا۔۔

اسے محسوس ہوا جیسے وہ گر رہی ہے، وہ فوراً مڑتے ہوئے اسے اپنے بازوؤں میں تھام لیا۔۔ وہ نہ

چاہتے ہوئے بھی اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا گیا تھا، وہ اسے گرتے ہوئے کیسے چھوڑ دیتا۔۔

آمنہ سر پر دوپٹہ کو نماز اسٹائل میں لپیٹ کر اسی سے اپنے چہرے کو ڈھکے ہوئے تھی، اور اپنے کندھے پر سے اسی کمفرٹ کو لپیٹے ہوئے تھی جس میں وہ اسے لپیٹ کر لایا تھا۔۔



اس کا پیر اسی کمرٹ میں الجھا تھا اور وہ گرتی کہ اس سے پہلے ہی زین نے اسے اپنے آہنی بازوؤں میں تھام لیا تھا۔۔۔ یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ دونوں ہی سمجھ نہیں پائے تھے۔

"سوری۔۔!!" اس نے اپنی نظریں پھیری تھیں اور اسے نرمی سے کھڑا کیا تھا۔

آمنہ نے اسے ایک بار بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا، اور اس کے چھوڑنے پر اس نے اپنے قدموں کو پیچھے ہٹایا تھا جیسے اس سے دور جانے کی کوشش کر رہی ہو۔۔

اسے اس طرح سے کتراتے کچھ کر زین نے اپنے ہونٹوں کو بھینچا تھا، وہ اندر سے ایک بار پھر ٹوٹا۔ اور شاید ٹوٹنا ہی اس کا نصیب تھا یا محبت اس کے دروازے پر بھی کبھی دستک دیگی، یہ تو وقت ہی بتائے گا۔

دونوں وہاں سے نکل کر گھر کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آفیسرز ہماری انفارمیشن کے مطابق ہمارے شہر کے سات گرلز کالج اور ہاسٹلز کو نشانہ بنایا گیا ہے ہم کچھ بھی کریں گے لیکن اپنی بچیوں کو اس طرح کسی کے ہاتھوں برباد ہوتے نہیں دیکھیں گے۔ کیا آپ سب تیار ہیں۔۔؟" وہ اپنے ساتھی آفیسرز میں جوش اور جذبے کو جگا رہا تھا۔

"یس سر۔۔!" اس کے جواب میں سب نے ایک ساتھ مل کر سیلوٹ کیا تھا۔

"اس خاموش اور اندھیری رات میں جہاں سارا شہر اور سارے لوگ سو رہے ہوں گے، تبھی ہم اپنے مشن پر لگ جائیں گے اور انشاء اللہ چاہے ہمیں اس کے لیے جان بھی اپنی کیوں نہ دینی پڑے، لیکن ہم سب مشن کو کامیاب کر کے ہی لوٹیں گے۔!!"

سارے آفیسرز ایک اندھیرے خفیہ کمرے میں بڑے سے ٹیبل کے چاروں طرف کھڑے ہو کر اپنے سر کو جھکائے ہوئے ایک میپ پر جھکے ہوئے تھے۔

"سر ہمیں کیا کرنا ہو گا۔؟" آفیسرز اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اس کے پاس کوئی نہ کوئی پلان ضرور ہو گا جو انہیں انشاء اللہ کامیابی کی منزل تک لے کر جائے گا۔

"ہماری انفارمیشن کے مطابق ہر مہینے کی پندرہ تاریخ کو سات الگ الگ جگہوں سے الگ الگ راستوں سے ہوتے ہوئے ڈرگز سے بھرے ٹرک کالج کے ہاسٹل تک آتے ہیں اور یہیں سے سپلائی کیے جاتے ہیں، آج پندرہ تاریخ ہے اور آج ہمیں اسے روکنا ہی ہو گا۔ اس لئے ہماری ٹیم دو دو لوگوں میں ڈیوایڈ ہو جائے گی، آج رات ہی ہم ساتوں الگ الگ جگہ پر پہنچیں گے، اور ان ٹرکوں کو اپنے قبضے میں لے کر اپنے خفیہ اڈے پر پہنچائیں گے۔!!" اس نے ایک ساتھ سب کو ہدایت کی تھی اور پھر وہاں سے وہ لوگ رات کے اندھیرے میں نکلتے ہوئے اپنے مشن کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کی تاریکی اور سناٹے میں جب پورا لکھنؤ شہر سو رہا تھا تو وطن کے محافظ اپنی جان کی بازی لگا کر ان ساتوں ٹرک کو اپنے قبضے میں کر کے الگ الگ راستوں سے ہوتے ہوئے اپنی خفیہ اڈوں پر پہنچ چکے تھے۔

"سر یہ سارے ٹرک میں ڈرگز بھرے ہوئے ہیں، لیکن ڈرگز کو چھپانے کے لئے ان کے اوپر سے پھلوں کی ٹوکریاں رکھی گئی ہیں، جن کو دیکھ کر ایسا لگے کہ پھل رکھے ہوئے ہیں لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ اس کے نیچے ڈرگز رکھے ہوئے ہیں۔ سر یہ سارا کام اسی کا ہے اور اس میں بہت سارے

بڑے بڑے آفیسرز بھی ملوث ہیں، اس لیے ہمیں یہ سارا کچھ بہت ہی خفیہ طریقے سے کرنا ہوگا۔!!" سارے آفیسرز راستے میں ہی ان ڈرائیوروں کو اپنے قبضے میں کر کے ٹارچر سیل پہنچا چکے تھے اور وہیں سے ٹرک کو لے کر اپنے خفیہ اڈے پر روانہ ہو گئے تھے اور یہاں آکر سارے آفیسرز ایک ساتھ مل کر اب ان کو آگ لگانے کے لیے سوچ رہے تھے۔

"ان ساری چیزوں کو ٹھکانے لگاؤ، ایک بھی ثبوت نہیں چھوڑنا، پتہ نہ چلے اگلے دن کا کوئی ٹرک بھی تھا اور کوئی ڈرگز بھی تھا۔؟ یا پھر وہ کہاں گئے۔؟ اور کیسے۔؟ کسی کو بھی خبر نہیں ہونی چاہیے۔!!" اس نے سب کو ایک ساتھ ہدایت دی تھی، اس وقت ان کے چہروں پر چٹانوں جیسی سختی تھی۔

"یس سر۔۔ ایسا ہی ہوگا۔!!" پوری ٹیم اپنی اپنے کام اور اپنی اپنی ذمہ داری کو بڑی ہی ایمانداری سے نبھاتے ہوئے اپنا ایک مشن پورا کر چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"فرید۔۔ فرید۔!!" ایم جے چیختا ہوا اپنے گھر میں داخل ہوا تھا۔۔

"جی باس۔!!" اس کے چیخنے چلانے پر سارے لوگ اکٹھے ہو گئے تھے۔

"پتہ کرو کہ ابھی تک مال والے ٹرک پہنچے کیوں نہیں، مجھے ابھی فون آیا تھا کہ ابھی تک ٹرک پہنچے نہیں ہیں۔؟ لیکن ایسا تو پہلی بار ہوا ہے کہ ہم نے ٹرک بھیجے ہوں اور وہ وقت کے ساتھ پہنچے ہی نہ ہوں۔؟" ایم جے کافی پریشانی سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔

اسی وقت فرید کا موبائل بجا تھا اور اسے جو خبر ملی تھی اسے سن کر فرید کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا۔

"فرید کوئی بری خبر مجھے مت سنانا، میں بہت پریشان ہوں پہلے ہی اس وقت، پتہ نہیں کون یہاں میرا دشمن ہے جو ہاتھ دھو کر میرے پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔؟" ایم جے پریشانی سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔

"فرید اب بتا بھی دو کہ کیا خبر ہے۔؟" فرید نے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا تھا، جیسے اس کی حالت پر افسوس کر رہا ہو۔

"باس ہمارا بہت نقصان ہو گیا ہے۔؟ سارے ٹرک ابھی تک نہیں پہنچے ہیں اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ کسی کے ہاتھ لگ گئے، ٹرک ڈرائیور کا بھی پتہ نہیں چل رہا ہے۔؟ لیکن ایسا کون ہے جو یہ سب اتنی صفائی سے کر رہا ہے اور ہم ابھی تک پتہ تک نہیں لگا پا رہے ہیں۔؟" فرید نے ایم جے کو ایسی خبر سنائی تھی جس سے اس کے پیروتلے سے زمین سرک گئی تھی۔

"تم فون لگاؤ ذرا اس کمیشنر کو، حرام خور صرف پیسے لے گا اور کام ایک بھی ٹھیک نہیں کریگا۔؟" وہ کمیشنر کو فون لگوا کر انہیں جھاڑنا شروع ہو گیا تھا۔

"پچھلی مرتبہ بھی تم نے کہا کہ ایسا اب نہیں ہو گا لیکن پھر وہی ہوا۔؟ لیکن تم کان کھول کر سن لو اگر ان سب میں کہیں میرا نام آیا پھر تم دیکھنا میں تمہارا کیا حال کرتا ہوں۔؟ اور تم کب تک پتہ کر کے بتاؤ گے یہ سب کون کر رہا ہے۔؟" وہ کمیشنر پر پاگلوں کی طرح چیخ رہا تھا۔



"یہ سب پتہ نہیں کون کر رہا ہے، لیکن مجھے اس کی کوئی خبر نہیں، اگر ہمارے ڈپارٹمنٹ سے کنیکٹیڈ ہوتا تو مجھے اس کی خبر ضرور ہوتی، لیکن میں پتہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔!!" کمیشنر نے اسے تسلی دے کر فون رکھا دیا تھا۔

"یہ جو کوئی بھی ہے ذرا میرے سامنے آئے، میں اسے بتاؤں گا کہ ایم جے کیا چیز ہے۔؟ ابھی وہ مجھے نہیں جانتا لیکن کوئی بات نہیں، ایم جے ادھار نہیں رکھتا کسی کا۔!!" ایم جے اپنے ہاتھوں کو ملتے ہوئے اندر چلا گیا تھا۔ اور فرید کی آنکھوں میں ایک سوچ کی لکیر چھوڑ گیا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج ان کا لاسٹ پیپر تھا اور وہ دونوں کالج کے گیٹ پر ایک ساتھ کھڑی تھیں اور اب اندر جا رہی تھیں۔۔

"منہا تمہارا ہاتھ تو ٹھیک ہے۔۔؟ درد زیادہ تو نہیں ہے۔۔؟ لکھ لو گی ناں۔۔؟" روبی نے ایک سانس میں اس سے کئی سوال کیے تھے۔۔

"نہیں یار ہاتھ تو بہت درد کر رہا ہے، رات میں پتا ہے آئمنٹ لگانے کے بعد بھی درد کم نہیں ہوا تھا، لیکن آج امتحان تھا اس لئے ڈاکٹر کے پاس بھی نہیں گئی ہوں، لیکن ہاں لکھ لوں گی، کوئی بات نہیں ہے تم پریشان مت ہو۔!!" اس نے روبی کو تسلی دی تھی اور امتحان ہال میں داخل ہو گئی تھیں۔۔

اس وقت سارے اسٹوڈنٹ اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھ رہے تھے کہ تبھی منہا کو کسی سے زور کا دھکا لگا تھا اس وجہ سے اس کا ہاتھ کرسی سے ٹکرایا تھا۔۔

"آہ۔۔!" اس کی درد سے کراہ نکلی تھی۔۔

"کیا ہوا ہے۔۔؟" وہ پیپرز لئے اندر آیا تو اس نے ایک اسٹوڈنٹ کو درد سے کراہتے سنا تو وہ اس کے پاس آیا تھا۔۔

"کچھ نہیں سر کل چوٹ لگ گئی تھی۔۔!!" وہ سیدھی کھڑی ہوئی تھی۔۔

"تو آپ کو خیال رکھنا چاہیے۔۔!!" اس نے ڈانٹا تھا اسے، جیسے چوٹ لگنے میں بھی اسی کی غلطی ہو۔۔  
 "سر میں تو اپنا خیال رکھ رہی تھی، لیکن سامنے سے ایک بلڈوزر آیا اور ٹھاہ کر کے مجھے فرش پر گرا دیا، ہاتھ ٹوٹنے سے بچ گیا ہے سر۔۔!!" اس نے ایسا منہ بنا کر کہا جیسے اس کے منہ میں کڑوا بادام آگیا ہو۔۔

اور پروفیسر کا منہ ”بلڈوزر“ لفظ پر کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

"آپ نے گرانے والے کو بلڈوزر کہا ہے۔۔؟" وہ حیران ہوا تھا۔۔

"ابھی تو میں نے لحاظ رکھا ہوا ہے ورنہ ایسا بتاتی کہ۔۔؟" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔۔

پروفیسر نے اپنا سر جھٹک کر اپنا کام کرنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔

آج لاسٹ پیپر تھا اور اس کے بعد ایک ہفتے کی چھٹی تھی، اس کے بعد ایڈمیشن شروع ہو جانے تھے۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"پھوپھی جازب ابھی تک گھر کیوں نہیں آیا ہے۔۔؟ اور ویسے بھی مجھ سے تو وہ بات ہی نہیں کرتا۔۔؟ وہ مجھ سے اتنا بھاگتا کیوں ہے۔۔؟" شازمہ صوفے پر بیٹھی اپنی پھوپھی سے لاڈ سے بات کر رہی تھی، اب کیا بتائیں وہ کہ ان کے لاڈلے کو چپکو ٹائپ کی ان کی بھتیجی پسند نہیں ہے۔۔

"بیٹا وہ گھر آ جائے گا اپنا کام ختم کر لے گا تو ان شاء اللہ تمہارے ساتھ گھل مل جائے گا، وہ کسی سے زیادہ بات نہیں کرتا ہے، کسی سے ملتا جلتا جلدی نہیں ہے، غصے کا تیز ہے ناں اس لئے بھی اور تم سے بھاگنے کی کیا بات ہے وہ لیٹ گھر آتا ہے وہ تو مجھ سے بھی بہت کم مل پاتا ہے۔ اس کا کام بڑھ گیا ہے، اللہ اس کو کامیابی نصیب عطا فرمائے۔!!" انہوں نے شازمہ کو جواب دینے کے ساتھ اپنے بیٹے کے لیے ساتھ ہی دعا بھی کرنے لگیں۔

"اسلام وعلیکم ماما۔!!" اسی وقت جازب گھر کے اندر داخل ہوا تھا اور اپنی ماما کو سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام بیٹا بس ابھی میں تمہاری ہی بات کر رہی تھی، آؤ کھانا کھا لو اور بہت لیٹ ہو گیا ہے کھا کر سو جاؤ۔!!" وہ اس کا تھکا تھکا چہرہ دیکھ کر اندر سے پریشان ہوئی تھیں۔

"آئی ایم سوری ماما آج کل کام بڑھ گیا ہے ناں اس وجہ سے میں اتنا لیٹ آ رہا ہوں، بس کچھ دنوں کی بات ہے پھر میں ٹائم سے آؤں گا انشاء اللہ، ابھی مجھے کل صبح پھر کام سے نکلنا ہے۔!!" اس نے اپنی ماما کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر معصومیت سے انہیں دیکھتا ہوا کچن کی طرف لے کر گیا تھا، اپنی بات میں دونوں نے شازمہ کو انکور کیا تھا، یا شاید بھول گئے تھے وہ انہیں ایک ساتھ دیکھ کر غصہ سے اپنے روم میں بند ہوئی تھی۔

انہوں نے بھی جاذب کے لیے ہی کھانا نہیں کھایا تھا اس لئے دونوں ماں بیٹے خوشی خوشی کچن میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہوئے رات کا کھانا بھی کھا رہے تھے، اور پھر سونے کے لئے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے کیونکہ جاذب کو صبح کام بھی تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ابھی اندھیرا کافی زیادہ تھا فجر کی اذان کی آواز چاروں طرف سے گونج رہی تھی صبح کا نور اپنا دامن پھیلانے کو بیتاب تھا، جب وہ دونوں ہاسپٹل سے گھر پہنچے تھے، دروازے پر آمنہ کھڑی بیل بجا رہی تھی اور وہ اس سے کچھ فاصلے پر چپ چاپ کھڑا تھا۔۔۔

"آپی کیسی ہیں آپ۔۔؟ اندر چلیں آرام کریں۔۔!!"

روشنی نے دروازہ کھولتے ہی اس کا ہاتھ پکڑا تھا اور اندر روم میں لے کر چلی گئی۔ اس کی امی باہر آئی تھیں، وہ فجر کی نماز پڑھنے جا رہی تھی، جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تھے وہ آمنہ کو ٹھیک دیکھ کر پر سکون ہوئی تھیں۔۔

"بیٹا آؤ اندر بیٹھو، وہاں کیوں کھڑے ہو۔۔؟" زین کو دروازہ پر کھڑا دیکھ کر وہ اسے اندر لے کر گئی تھیں۔۔

"آنٹی میں ابھی چلتا ہوں کیونکہ فجر کی اذان ہوئی ہے اور مجھے نماز ادا کرنی ہے، یہ کچھ دوائیں ہیں ان کو آپ وقت پر دیتی رہیے گا اور کوئی بھی ضرورت ہو تو آپ مجھ سے ضرور کہئے گا، ڈاکٹر نے ان کا خاص خیال رکھنے کے لیے کہا ہے۔۔!!" زین نے اسٹریس والی بات انہی نہیں بتائی تھی کیونکہ وہ پریشان ہو جائیں گی لیکن ڈاکٹر کی ساری ہدایت بتا کر وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔



☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"امی بھائی کہاں ہیں۔۔؟ چلے گئے کیا۔۔؟" روشنی اپنے اور آمنہ کے مشترکہ روم سے نکل کر باہر آئی تھی تو زین کو نہ پا کر پوچھنے لگی۔۔

"ہاں بیٹا وہ تو چلا گیا کہہ رہا تھا نماز پڑھنے جا رہا ہے پھر اس کے بعد گھر چلا جائے گا، اچھا تم یہ بتاؤ کہ آمنہ کو دوا دے چکی ہو۔۔؟" انہوں نے اسے بتانے کے ساتھ ساتھ خود بھی سوال کیا تھا۔

"جی امی میں نے آپ کو دوا کھلائی ہے اب وہ سو رہی ہیں پر بھائی چلے کیوں گئے ہیں۔۔؟ میں نے چائے بنا کر پلائی تھی انہیں، ابھی تو رات کو ہم لوگوں نے پریشان کر دیا انہیں اوپر سے چائے بھی نہیں پلائی۔۔!!" وہ بے حد معصومیت سے منہ بگاڑتے ہوئے اسے چائے نہ پلا پانے پر افسوس کر رہی تھی۔۔

"بیٹا اب تو وہ چلا گیا ہے، پھر آئے گا تو تم پلا دینا، کوئی بات نہیں، جاؤ تم بھی فجر پڑھ لو اور آمنہ کا خیال رکھنا، میں ناشتہ بنا لوں نماز پڑھ کے۔۔!!" اسے بھی نماز پڑھنے کا کہہ کر وہ خود بھی نماز پڑھنے چلی گئی تھیں۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ صبح صبح اپنے کسی کام سے گھر سے نکلا تھا، اور ابھی راستے سے گزر رہا تھا کہ اسے بہت زیادہ ہجوم دکھائی دیا تھا، اتنے زیادہ لوگوں کو ایک گھر کے سامنے کھڑے دیکھ کر اس نے بھی اپنی گاڑی روک دی اور اس سے نکل کر وہ کچھ نزدیک پہنچ گیا تھا۔۔

"سنیں کیا ہوا ہے۔۔؟ کوئی بات ہے کیا۔۔؟ کوئی مسئلہ ہوا ہے یہاں۔۔؟" وہیں پر کھڑے ایک بزرگ کو روک کر اس نے ان سے پوچھا تھا۔

"ہاں بیٹا بات تو بہت بڑی ہے، یہ جو سامنے تم بنگلہ دیکھ رہے ہو یہ ہمارے یہاں کی بہت ہی اچھی اور شریف فیملی تھی، بیٹا مجھے زیادہ کچھ تو نہیں پتہ ہے ہاں اتنا ضرور پتہ ہے کہ ان کا نام جمشید تھا اور وہ اپنی بیوی اور ایک ہی بیٹی کے ساتھ رہتے تھے، ان کا خود کا بزنس تھا بہت ہی شریف لوگ تھے، کسی سے کبھی ان کا کوئی جھگڑا اور بیر نہیں ہوا، لیکن کل اچانک کار ایکسیڈنٹ میں دونوں لوگ چلے گئے، سب کچھ بکھر گیا، بچی یتیم ہو گئی، کچھ بھی نہیں بچا اور اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد آج اچانک پتہ نہیں کہاں سے کئی لوگ آگئے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ جمشید صاحب نے کبھی ان لوگوں سے قرض لیا تھا اور وہ زیادہ لیا تھا جس کی وجہ سے ان کی کمپنی، بنگلہ، گاڑی سب کچھ دے کر بھی قرض پورا نہیں کر پا رہی ہیں اتنا سب کچھ چلے جانے کے بعد بھی پانچ لاکھ اور ابھی دینا باقی ہے، اور شاید بچی کے پاس اب کچھ بھی نہیں بچا ہے، بچی کا سارا سامان اور اسے لاکر لوگوں نے باہر پھینک دیا ہے اور ابھی بھی دیکھو قرض پورا بھی نہیں ہوا ہے اور اس بچی کو اپنا خود کا ہوش نہیں ہے کل سے ایک بار بھی وہ جو روئی ہو، ویسے ہی چپ چاپ بیٹھی ہے سبھی لوگ پریشان ہیں کہ قرض کہاں سے دیگی، وہ لوگ بہت ہی ہنگامہ کر رہے ہیں۔۔!!" انہوں نے اس سے پوچھتے ہوئے اسے سارے حالات سے آگاہ کر دیا تھا، اسے بھی اس لڑکی کا سوچ کر بہت تکلیف ہوئی تھی، اس کا دل پتھر سامنے والے کے لئے صرف دکھانے کے لئے ہوتا تھا لیکن اندر سے بہت نرم تھا، ایک دفعہ لڑکی کے بارے میں سوچ کر پریشان ہوا لیکن پھر وہ کچھ لمحے بعد اپنے سر کو جھٹک کے وہاں سے پلٹا تھا۔

"مجھے یہ کیا ہو گیا ہے۔۔؟ میرا دل ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔؟ نہیں میں ایسے کسی انجان لڑکی کے معاملے میں نہیں پڑنا چاہتا ہوں۔۔؟ لوگ اس کے بارے میں باتیں بنائیں گے۔۔؟" اس نے اپنے مچلتے دل کو ڈپٹا تھا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایسے کسی بھی لڑکی کے معاملے میں پڑے اور بعد میں وہ لڑکی بدنام ہو، اس لئے وہ پلٹ کر گاڑی تک آیا تھا لیکن اس کا دل عجیب انداز میں مچل رہا تھا، اور اس کا ضمیر بھی اسے ملامت کر رہا تھا۔

"تم کیسے پتھر دل انسان ہو۔۔؟ تمہیں تو کم سے کم انسانیت کے ناطے ہی یا اپنا فرض سمجھ کر کسی بے سہارا لڑکی کی مدد ضرور کرنی چاہیے، اگر آج تم پلٹ گئے تو پھر اپنے فرض کی گواہی کہیں مت دینا۔!!"

اس کا ضمیر اور دل چلا چلا کر اسے روک رہے تھے اور اپنے ضمیر اور دل کی یہ مار اسے بہت تیز لگی تھی، اس کے قدم اپنے آپ تھم گئے تھے، وہ چند لمحے رکا تھا اور پھر وہیں سے واپس پلٹ کر اپنے ہاتھوں سے بھیڑ کو چیرتے ہوئے وہ آگے بڑھ رہا تھا، آج ضمیر اور دل نے اپنی بازی جیت لی تھی۔۔۔ وہ جیسے ہی آگے پہنچا تھا اس کی افسوس اور حیرت سے نظر کچھ لمحے کیلئے تھم گئی تھیں۔۔۔

ویران آنکھیں، کپکپاتے ہونٹ، چہرہ بالکل سرخ، اور وجود بالکل ساکت، وہ بے بسی کی مکمل تصویر بنی ہوئی تھی، وہ زمین میں گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

اسے اس حال میں دیکھ کر اس کے لب پھڑپھڑائے تھے اور ہمیشہ اس کے منہ سے سنا ہوا اسی کا نام اس کے لبوں سے سرگوشی کے انداز میں آزاد ہوا تھا۔۔۔

"منہا۔!!" وہ ابھی تک بالکل ساکن کھڑا تھا اسے کچھ پل کے لیے سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کرے۔۔۔



وہیں پر کھڑے ایک آدمی کا قرض شاید ابھی باقی تھا وہی آدمی غصے سے چیختے ہوئے منہا کی طرف بڑھا تھا اور جیسے ہی اس کا بازو پکڑنا چاہا تھا تبھی ایک مضبوط مردانا ہاتھ آگے آکر اس آدمی کے بڑھتے ہوئے ہاتھوں کو بیچ میں ہی روک گیا، اپنا ہاتھ پکڑے جانے پر اس نے نظر اٹھا کر اوپر دیکھا تھا۔

لمبا چوڑا چھ فٹ سے اوپر نکلتا ہوا قد، گوری رنگت، بھوری کانچ جیسی خوبصورت آنکھیں، خوب رو چہرہ، بھوری داڑھی اور بھورے ہی بال، پتلی کھڑی ناک، کشادہ روشن چمکتی ہوئی پیشانی، لیکن سب سے خاص اس کی آنکھوں اور چہرے کی چمک تھی۔

اس آدمی نے اپنا ہاتھ چھڑانے کے لیے ایک زور دار جھٹکا دیا تھا لیکن آگے سے بھی گرفت کافی سخت تھی اس لیے چھڑا نہیں پایا۔

"تم نے ہاتھ کیسے اس کی طرف بڑھایا۔؟ تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔؟ تم نے اسے چھونے کی کوشش بھی کیسے کی۔؟۔۔ ہاں۔۔؟" وہ زور سے دھاڑا تھا، اس کی دھاڑ سے پورا محلہ کانپ اٹھا تھا، اس نے اس آدمی کا ہاتھ زور سے مروڑا تھا جس سے اس کی چیخ نکلی تھی۔

"مجھے میرے پیسے چاہیے، اس کے باپ نے مجھ سے پیسے لیے تھے مجھے۔۔ مجھے واپس چاہیے۔۔!!" اس کی زور سے کراہتی ہوئی آواز نکلی تھی، کیونکہ جتنی زور سے اس نے اس کا ہاتھ مروڑ رکھا تھا بس ٹوٹنا ہی باقی تھا اس کا ہاتھ۔۔



"ذلیل انسان کیا وہ تمہیں پیسے دینے کی پوزیشن میں نظر آرہی ہے۔۔؟ تمہارے اندر بالکل بھی شرم و لحاظ نہیں ہے، ارے ایک لڑکی کا ہی لحاظ کر لیتے، جب وہ ٹھیک ہوتی تو خود ہی دیتی۔۔!!" اس نے اب کی بار اسے زور سے جھٹکا دیا تھا جس سے وہ زمین پر منہ کے بل گرا تھا، دو تین اور آدمی جنکا شاید قرض تھا وہ بھی آگے آئے تھے۔۔

"تم کون ہوتے ہو ہمیں روکنے والے۔۔؟ ہمیں ہمارا پیسہ واپس چاہیے، تم سامنے سے ہٹ جاؤ ہم اس سے اپنا پیسہ لے کر ہی جائیں گے۔۔!!" وہ لوگ غصے سے آگے بڑھے تھے، اس نے پیچھے پلٹ کر ایک نظر سب کو دیکھا تھا اور واپس منہا کی طرف نظریں موڑ لی تھی، جو ابھی بھی اسی حال میں بیٹھی تھی، اس کے پاس دو بڑے بڑے بیگ رکھے ہوئے تھے شاید گھر سے نکالے جانے پر اس کا سامان بھی زمین پر پڑا ہوا تھا اسی کی طرح بے یار و مددگار، اس نے اپنی نظریں پھیری تھیں، اسے دکھ، تکلف افسوس سب ہوا تھا اور پھر وہ تن کر اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا جیسے ہر آنے والی مصیبت کو خود پر روک لے گا، اس تک پہنچنے ہی نہیں دیگا۔۔

"خبردار اگر کسی نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو۔۔؟ اگر اس کی طرف کسی نے نظر اٹھا کر بھی دیکھا تو میں اس کی آنکھیں نکال لوں گا، تو سوچو میں اس کی طرف بڑھنے والے پیروں کا کیا حال کروں گا۔۔؟"

اب کی بار اس نے بڑے پرسکون انداز میں دھمکی دی تھی، محلے کی اس بھیڑ نے حیرت سے اس کو برو نوجوان کو دیکھا تھا۔۔

"ہم ان پر کیس کریں گے اور ابھی پولیس بلائیں گے۔!!" اس کی دھمکی کو کسی خاطر میں لائے بغیر ان میں سے ایک آدمی نکل کر سامنے آیا اور اس نے پولیس کو فون کر دیا، وہ بنا کچھ بولے چہرے پر چٹانوں سی سختی لئے اس کے سامنے ڈٹ کر کھڑا تھا، جیسے ہر طوفان سے ٹکرانے کے لئے تیار ہو۔۔۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے پولیس کو فون کر کے بلا لیا تھا، بیس منٹ بعد پولیس کی دو وین آکر اس کالونی کے گیٹ پر کھڑی ہوئی تھی، اس میں سے بارہ کی تعداد میں پولیس والے نکل کر وہاں پہنچے تھے، لیکن سامنے اسے دیکھ کر وہ لوگ حیران ہوئے تھے، پھر اس کے قریب جا کر ترتیب سے کھڑے ہوئے تھے اور اسے سلوٹ کیا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سر آپ یہاں۔۔؟" اُن میں سے ایک نے سرعت سے پوچھا تھا، سارا محلہ یہ سب دیکھ کر حیران سے زیادہ پریشان تھا۔ تبھی اُن میں سے وہی بزرگ سامنے آئے جنہوں نے اسے ساری بات بتائی تھی۔۔ وہ اس کے سامنے آکر کھڑے ہوئے تھے اور بڑے ہی غور سے اس کا چٹان جیسی سختی لیے چہرہ دیکھ رہے تھے۔۔

"بیٹا آپ کون ہو۔۔؟" وہ ابھی تک منہا کے سامنے ہمالیہ پہاڑ کی طرح کھڑا تھا سب سے اس کو چھپائے ہوئے، لیکن اسے اپنا کچھ ہوش نہیں تھا، وہ ایسے ہی زمین کو گھورتے ہوئے ساکت سی بیٹھی تھی اور ساتھ میں روپی اور اس کی امی بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔

"میں ایس پی جازب علی ہوں اور میں وہ سارے قرض دینے کو تیار ہوں جو ان کے اوپر عائد ہیں۔ لیکن خبردار کسی نے ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھا تو میں اس کی آنکھیں نکال لوں گا اور

اگر کسی کو ابھی بھی اعتراض ہو تو وہ سامنے آئے۔!!" اس کی گمبھیر اور روبدار آواز گونجی تھی، جسے سن کر سارا محلہ ساکت ہوا تھا، روبی بھی اسے دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔

"کیا کوئی کسی کے لیے اس طرح بھی لڑ سکتا ہے۔؟ دنیا سے ٹکرانے کو تیار ہو سکتا ہے۔؟ وہ بھی ایک انجان اور غیر محرم لڑکی کے لیے جسے جانتا بھی نہ ہو۔؟" روبی یہ سوچنے پر مجبور ہوئی تھی لیکن اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ فرض اور انسانیت میں لوگ بہت کچھ کر جاتے ہیں۔ اللہ بہت سارے لوگوں کے دلوں میں جگہ بنانے کے لیے ایک خاص کونا رکھتا ہے اور بہت سارے لوگ پتھر دل ہوتے ہیں اور جو پتھر دل ہوتے ہیں ان پر کچھ بھی اثر نہیں کرتا، ناں ہی انسانیت اور فرض، ناں ہی کوئی رشتہ اور محبت۔ کچھ انسانوں کا دل موم سے بھی نرم ہوتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنی نظروں کے سامنے بہت سارے لوگوں کو دیکھتے ہیں جو کسی کے ساتھ بُرا ہوتے دیکھ کر بھی اگنور کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں، لیکن سن لیجئے یہ انسانیت کی معراج نہیں ہے بلکہ کسی انسان کی مدد کرنا وہ بھی یہ دیکھے بغیر کی وہ کون ہے۔؟ کیا ہے۔؟ ان سوالات کو چھوڑ کر۔۔ یہ انسانیت کی معراج ہے۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آس پاس کا شور سن کر کوئی بھی جان سکتا تھا کہ لکھنؤ کی گلیوں میں صبح ہو چکی ہے، ہر طرف گہما گہمی اور ایک شور سا بکھرا ہوا تھا۔ جب وہ گھر پہنچا تو صبح کی روشنی چاروں طرف اپنے پر پھیلا چکی تھی۔۔

"بیٹا آمنہ کیسی ہے اب۔۔؟ اور کیا ہو گیا تھا بچی کو۔۔؟" وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوا۔ ہال میں صوفے پر بیٹھی ہوئی اس کی ماما نے سرعت سے پوچھا۔

"ماما آپ پریشان نہ ہوں اب وہ بالکل ٹھیک ہیں، اور انہیں بخار ہوا تھا تو ڈاکٹر نے رات کو روک لیا تھا۔!!" اس نے انہیں تسلی دی تھی، اور خود اپنے کمرے کی طرف جانے لگا تھا۔

"اوہ اچھا اللہ بچی کو صحت تندرستی عطا فرمائے اور ہاں تم کہاں جا رہے ہو ناشتہ تو کر لو۔۔؟" انہوں نے اسے جاتے دیکھ کر ہانک لگائی۔

"ماما میں ناشتہ نہیں کروں گا بلکہ تھوڑی دیر آرام کرنا چاہوں گا۔!!" وہ کچھ مڑ کر انہیں کہتا ہوا سڑھیاں چڑھنے لگا۔

"اچھا سنو جب سو کر اٹھو گے تو مجھے اپنی "انہیں" کے پاس لے کر جانا۔!!" انہوں نے اپنی مسکراہٹ دبا کر اسے کہا تھا۔

"ماما۔!!" پہلے تو ان کی بات اسے سمجھ میں نہیں آئی لیکن جب آئی تو وہ کچھ مڑا تھا اور تنبیہی انداز میں انہیں پکارا تھا، اس کے چہرے پر بہت ہی خوبصورت مسکراہٹ تھی جسے دیکھ کر وہ سرشار ہو کر آگے بڑھی تھیں اور اس کا ماتھا چوم لیا۔

"اللہ تم دونوں کو ہر خوشی سے نوازے، بہت ڈھیر ساری خوشیاں دے، تمہارے چہرے پر یہ مسکراہٹ یونہی برقرار رہے، آمین۔۔"

انہوں نے دل سے دعا دی تھی، وہ بہت خوش ہوئی تھی اسے مسکراتا دیکھ کر، لیکن وہ حقیقت سے انجان تھیں۔۔





جاذب وہیں کھڑا نڈر انداز میں سب سے مخاطب ہوا تھا، لیکن اس کی شخصیت میں رعب اور دبدبہ دیکھ کر آگے سے کوئی بھی نکل کر سامنے نہیں آیا تھا اس نے فون کر کے اپنے گھر سے فوراً چیک بک منگوائی اور پانچ لاکھ کا چیک انہیں دیا تھا۔

"آپ لوگوں کا قرض پورا ہو چکا ہے اس لیے مہربانی کر کے آپ لوگ اب یہاں سے چلے جائیں ورنہ مجھے دوسرا طریقہ بھی آتا ہے۔!!" اس نے سب کے اوپر ایک نگاہ ڈالی تھی، اس کے دیکھنے پر ساری بھیڑ دھیرے دھیرے وہاں سے چھٹ گئی تھی، اب صرف وہ خود کھڑا تھا اور پیچھے روٹی اور روٹی کے والدین تھے۔

"آئے ہائے میری رانی میری جان یہ کیا ہو گیا۔؟ کس کی نظر کھا گئی۔؟ میری دوست میری بہن مجھے چھوڑ کر چلی گئی اور کسی نے مجھے خبر بھی نہیں دی۔؟" وہ پیچھے مڑ کر کچھ کہتا کہ تبھی ایک عورت آٹو سے نکل کر روتی پیٹتی منہا کے قریب آ کر بیٹھی تھیں، اور وہ بہت زیادہ رو رہی تھیں، ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کی کوئی رشتہ دار ہوں، جاذب چپ چاپ کھڑا اسے دیکھ رہا تھا اسے تھوڑی دیر تک کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو وہ روٹی کے ابو کی طرف بڑھا تھا۔

"یہ کون ہیں۔؟ اور یہ پہلے کیوں نہیں آئی تھیں۔؟" وہ اسے کچھ عجیب سی لگی تھیں، اور ایک پولیس کی زیرک نگاہوں سے کسی کا بیچ پانا بہت ناممکن ہوتا ہے، اسے بھی وہ عورت تھوڑی عجیب لگی تھی، اس لیے ان سے پوچھنا اس نے اپنا فرض سمجھا تھا۔

"بیٹا یہ منہا کی ماما کی بہت دور پرے کی رشتہ دار ہیں اور شاید دوست بھی ہیں، یہ کبھی کبھی سال میں دو سال میں ایک آدھ بار آتی تھیں، میں انہیں جانتی ہوں۔!!" وہ روبی کے ابو سے پوچھ رہا تھا لیکن جواب روبی کی امی نے اسے دیا تھا کیونکہ وہ انہیں جانتی تھی تھوڑا بہت۔۔

"اچھا ٹھیک ہے پھر میں چلتا ہوں، آپ یہ میرا کارڈ رکھیں، اور کوئی بھی ضرورت ہو تو مجھے انفارم ضرور کیجئے گا، اور ان کا بہت زیادہ خیال رکھیے گا۔!!" وہ ویسے ہی بیٹھی تھی چپ چاپ، جازب نے دور سے ہی اسے ایک نظر دیکھ کر روبی کے والدین سے مل کر واپس چلا گیا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"میں ایک بہت اچھا اور دمدار مال لائی ہوں، لیکن مجھے اس کا ٹھیک دام چاہیے ورنہ میں اسے کہیں اور دے دوں گی۔!!" وہ عورت تارا بائی کے آشیانے پر اس کے سامنے بیٹھ کر اسے مال کے بارے میں بتا رہی تھی۔۔

"دیکھ اب تک تو جو بھی مال دے کر گئی ہے وہ سب کسی بھی ملاوٹ سے پاک تھا، اس لئے مجھے اچھا لگا لیکن اس بار بھی مجھے ویسا ہی چاہیے۔!!" تارا بائی اپنے منہ میں پان دبائے اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔

"تارا بائی جب ایک ساتھ کام کرنا ہے تو دھوکہ بازی کیسی، میں اس بار بھی ویسا ہی مال دے رہی، اس کا اس بھری دنیا میں کوئی نہیں ہے جو اسے ڈھونڈنے کی کوشش کرے، اور اس کے پاس ایک روپیہ بھی نہیں ہے جو اس لالچ میں ہی کوئی اس کے پاس آئے، لیکن ہاں مجھے اس کا اچھا معاوضہ چاہیے۔!!"

خود ایک عورت ہو کر وہ دونوں اپنے ضمیر کی آواز سن کر بھی نظر انداز کر دیتی تھیں، اور اس کام میں نجانے کتنے سالوں سے ساتھ ہی کام کر رہی تھیں۔۔

"میں تمہیں منہ مانگی قیمت دے رہی ہوں، اب تم اسے یہیں چھوڑ کر جاؤ، اور دیکھنا کوئی تمہیں دیکھے نہیں۔!!" اس نے اسے نوٹوں کی گٹھیاں پکڑاتے ہوئے ہدایت دی تھی۔۔

"ٹھیک ہے اب میں چلتی ہوں، اس کے ساتھ جو دل میں آئے کرنا کوئی بات نہیں ہے، میرا کام ختم۔!!"

وہ ان نوٹوں کو اپنے بیگ میں رکھتے ہوئے وہاں سے چل دی تھی، یہ سوچے بغیر کی وہ کسی کی زندگی بچ کر جا رہی ہے۔۔

اللہ ایسے لوگوں کی رسیوں کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے کہ جا جتنا اڑنا ہے اڑ لے پھر آنا تو ایک دن تجھے میرے ہی پاس ہے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"جی آپ نے مجھے یاد کیا تھا۔۔؟ کوئی کام ہے کیا۔۔؟" جازب اس وقت روبی کے ڈرائنگ روم میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ان لوگوں کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ہاں بیٹا ہم نے ہی تمہیں یاد کیا ہے، منہا کی جو رشتہ دار اسے لے کے گئی تھیں اسے ہم نے منہا کا بیگ بھی دیا ہوا تھا۔ لیکن دونوں بیگز ہماری کالونی کے گیٹ کے قریب پھینکے ہوئے ملے تھے، جن میں منہا کے کپڑوں سے لے کر مارک شیٹ، موبائل بھی ہے، ہمیں یہ نہیں سمجھ آ رہا ہے کہ انہوں نے اس کا بیگ کیوں پھینکا۔؟ اور اب ہم ان کے نمبر پر فون بھی لگا رہے ہیں تو فون نہیں لگ رہا

ہے کیونکہ نمبر ہی غلط ہے، ہمیں تو کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے اللہ بجائے بچی کو پتہ نہیں کیا ہوا ہوگا۔؟" جازب ان کی بات سن کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا پریشانی اس کے چہرے سے صاف جھلک رہی تھی۔۔

"آپ لوگ تو کہہ رہی تھیں کہ وہ اس کی رشتہ دار ہیں۔۔؟ لیکن ایک بات مجھے بتائیں کہ آپ لوگ نے اسے بھیجا کیوں۔۔؟" غصے کی شدت سے اس کا چہرہ لال ہوا تھا۔۔

"بیٹا وہ مان ہی نہیں رہی تھیں کہہ رہی تھیں کہ کچھ دن اپنے پاس رکھ کر واپس لے آئے گی جب وہ ٹھیک ہو جائے گی، بیٹا اپنے والدین کے جانے کا سن کر وہ ساکت ہو گئی تھی ایک آنسو نہیں گرا اس کا، حالانکہ وہ بہت نرم دل ہے، اور والدین تو پھر والدین ہیں، بیٹا ہم نے سوچا کہ بچی کیا پتہ ٹھیک ہو جائے اس لئے ہم نے اسے جانے دیا تھا لیکن اب یہ سب دیکھ کر میرا دل پتہ نہیں کیوں کچھ غلط ہونے کا احساس کرا رہا ہے۔ بیٹا پلیز بچی کو ڈھونڈ کر لا دو۔!!" وہ اس سے اب التجاء کر رہی تھیں۔۔

"کیا آپ لوگ جانتی ہیں کہ وہ عورت کہاں رہتی ہیں۔۔؟" اس نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

"بیٹا جاتے وقت انہوں نے جو پتہ دیا تھا میں اس پر جا کر دیکھ آیا ہوں انہوں نے غلط پتہ دیا تھا، بیٹا ہم نے اس لئے ہی تمہیں بلایا ہے کیونکہ یہ پولیس کیس ہے، بچی پتہ نہیں کیسی ہوگی، یا اللہ تو اس کی حفاظت کرنا۔!!" روبی کے ابو نے بتانے کے ساتھ ساتھ اس کے لئے دعا بھی کی تھی۔۔

"آپ لوگ پریشان نہ ہوں میں دیکھتا ہوں۔۔!!" وہ انہیں تسلی دے کر نکل آیا تھا لیکن وہ خود پریشان تھا۔۔





"جاذب میں یہاں پندرہ منٹ سے تمہیں ایسے ہی بیٹھ کر خاموشی سے دیکھ رہا ہوں کہ تو کب اپنے مراقبہ سے نکلے گا اور مجھ سے بات کرے گا، لیکن تو ہے کہ اپنے لیپ ٹاپ کو بس گھورے جا رہا ہے، تیرے ساتھ کوئی بات کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتا سکتا ہے، ہو سکتا ہے میں اس میں تیری کوئی مدد کر سکوں، میں جانتا ہوں تو بہت ٹیلنڈ ہے لیکن کبھی کبھی دوسروں کی بھی مدد لے لینی چاہیے یہ تو ہی کہتا ہے۔!!" وہ اس کے گھر آیا ہوا تھا اور پندرہ منٹ سے اس کے روم میں بیٹھا اسے جج کر رہا تھا لیکن وہ اسے دیکھنے کے بجائے اپنے لیپ ٹاپ کو ہی گھور رہا تھا۔

"اچھا یہاں آیا تھا تو مجھے بتا دیتا، میں تجھے دیکھ بھی لیتا اور تجھ سے بات بھی کر لیتا، اتنا بڑا لیکچر جھاڑنے کی کیا ضرورت تھی۔!!" جاذب اپنے لیپ ٹاپ کو بند کرتے ہوئے آکر اس کے پاس بیٹھا تھا۔

"جگر تو پریشان ہے کچھ اس لیے تو ادھر ادھر گھوم رہا ہے۔؟ مجھے بتا دے کیا بات ہے۔؟" اس کا پریشان چہرہ دیکھ کر وہ خود بھی پریشان ہوا تھا، وہ جانتا تھا کہ وہ اس سے کچھ چھپا رہا ہے۔

"ہاں بات تو ہے۔!!" پھر اس نے زین کو شروع سے لے کر آخر تک منہا کی ساری بات بتائی تھی۔

"اچھا شاید یہ تو وہی ہیں جس سے میں آٹو گراف لینے والا تھا، یار ایسے کیسے ہو سکتا ہے اس کا مطلب اس عورت میں گھپلا تھا، اور ہمیں جتنی جلد ہو سکے انہیں ڈھونڈنا ہوگا، ہم اس طرح سے نہیں اس کو جانے دے سکتے۔ اور ایک بات بولوں یہ شاید وہی تھیں ناں جنہیں تم نے کالج میں باندھ دیا تھا اور روڈ پر بھی اس دن تم نے شاید ان کی مدد کی تھی۔؟ دیکھ وہ ہمیشہ تجھ سے ٹکراتی تھیں اس

لئے کہ شاید اللہ نے تجھے ایک اچھا کام کرنے کے لیے ملوایا تھا، اللہ نے لگایا تھا، اور میں تم سے یہی امید کروں گا کہ چاہے تو کتنا بھی لڑکیوں سے دور بھاگتا ہے لیکن ان کی مدد تو ضرور کرے گا۔!!" اس کی ساری بات سننے کے بعد افسوس اور تکلیف سے اس کا دل بھر گیا تھا لیکن پھر وہ جازب سے پوچھنے لگا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ فرض اور انسانیت میں وہ کچھ بھی کر سکتا ہے، اور کرنا بھی چاہیے۔۔

"یار اکیلی لڑکی ہے تنہا نہ کوئی آگے ہے ناں پیچھے ہے اور حالت بھی اس کی کافی خراب تھی، وہ تو اس کی کالونی میں دوست اور والدین وہ تھوڑا بہت اسے سپورٹ کر رہی تھیں، انہوں نے ہی مجھے بتایا تھا ورنہ میں کیا جانتا، ان سے کوئی میری رشتہ داری تو تھی نہیں جو میں جانتا، اللہ کرے کہ وہ جہاں بھی رہے سیف رہے اور وہاں سے نکل جائے، لیکن تجھے پتہ ہے یہ ایک عزت دار لڑکی کی عزت اور زندگی کا معاملہ ہے میں اس چیز میں اپنی ٹیم ممبرز کو شامل نہیں کر سکتا، یہ کام مجھے اکیلے ہی کرنا ہو گا کسی بھی حال میں۔!!" اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایک لڑکی کی عزت کتنی نازک ہوتی ہے اگر وہ اپنی ٹیم میمبرز کو شامل کرتا تو انہیں اس کی تصویر، اس کی ڈیٹیل سب کچھ دینی پڑتی اور اس کے بعد وہ پولیس کیس بن جاتا جو کہ بہت ساری جگہوں پر اسے دقت کرتا، اس لیے اس نے خود ہی اسے حل کرنے کا سوچا تھا۔۔

"میں ہمیشہ تیرے ساتھ ہوں ہر حال میں، ہر پل، میں بھی تیری مدد کروں گا اور ضرور کروں گا۔!!" زین نے بھی اس کے ساتھ دینے کے لئے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔۔

"اچھا چل ابھی پھر مجھے ٹکنا ہے اسی سلسلے میں، تو بھی چل رہا ہے میرے ساتھ، اور ہاں تیری میرڈ لائف کیسی گزر رہی ہے۔۔؟ ہاں میں جانتا ہوں کہ ابھی تیرا نکاح ہوا ہے پھر بھی سب ٹھیک تو ہے نا۔۔؟"

اس نے مسکراتے ہوئے سوال چنچ کیا تھا جسے سن کر ایک پل کے لئے زین کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا پھر اس نے خود کو نارمل کر لیا۔۔

"سب ٹھیک ہے یار، میں صرف یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ کیا نکاح کے بول میں اللہ نے اتنی طاقت دی ہے کہ وہ انسان جسے ہم کبھی دیکھے بھی نہیں ہوتے، جو کبھی ہماری نظروں کے سامنے سے گزرا بھی نہیں ہو، جسے ہم کبھی جانتے بھی نہیں ہوں، ہمیں یہ تک نہیں معلوم ہو کہ اسے کیا پسند ہے کیا نہیں۔۔؟ اسے کیا چیز بری لگتی ہے کیا نہیں لگ سکتی ہے۔۔؟ پھر بھی وہ ہمیں اتنا اچھا کیسے لگنے لگ جاتا ہے۔۔؟ ہمارے دل میں کیسے اتنی جگہ بنا لیتا ہے۔۔؟" دونوں اس وقت پورچ میں آئے تھے، زین کے چہرے پر ایک سوچ کی لکیر بکھری ہوئی تھی جسے دیکھ کر جازب کچھ پل کے لئے حیران ہوا تھا۔۔

"میں تمہاری طرح یہ تو نہیں کہوں گا کہ تمہیں ان سے محبت ہو گئی ہے، کیونکہ یہ فضول سوال ہے لیکن ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ وہ رشتہ ہم سے جڑا ہوتا ہے اور اس کی عزت کرنا، اس سے محبت کرنا اور اسے سمیٹ کر رکھنا ہمارا اولین فرض ہونا چاہیے۔۔!!" جازب اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر محبت کے ساتھ اسے دلا سے دیا، وہ سمجھ سکتا تھا کہ اس وقت وہ کس حالات سے گزر رہا ہے۔۔

"سب کچھ چھوڑ اور یہ بتاؤ کہ آگے ہمیں کرنا کیا ہے۔۔؟" زین نے اس ٹاپک کو انگور کر کے اسے اس کیس کی طرف نظر ثانی کرنے کو کہا تھا۔

"ہاں میں نے اس عورت کو دیکھا ہوا ہے تو میں نے اس کا اسکیج بنوایا ہے اور سب سے پہلے ہمیں اس عورت کو ڈھونڈنا ہے۔۔؟" وہ لوگ وہاں سے نکل کر پوری رات ہر اس جگہ چھان مارا تھا جہاں اس کے ملنے کے امکان تھے لیکن ان کے ہاتھ کچھ نہیں لگا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کھولو مجھے، نکالو یہاں سے پلیز، اللہ کے واسطے مجھے یہاں سے نکالو میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ مجھے اپنے ماما پاپا کے پاس جانا ہے، چھوڑ دو مجھے، مجھے جانا ہے۔۔!!" وہ چیخ رہی تھی، چلا رہی تھی لیکن کوئی اس کی سننے والا نہیں تھا۔

اس نے اپنے ذہن پر زور ڈال کر یاد کرنے کی کوشش بھی کی کہ وہ یہاں کیسے پہنچی لیکن اسے کچھ بھی یاد نہیں آ رہا تھا۔ وہ مسلسل فریاد کر رہی تھی لیکن اس کی فریاد سننے والا کوئی نہیں تھا، کوئی اس کا اپنا نہیں تھا جو یہاں سے بچانے آتا، کوئی اس کا خیر خواہ نہیں تھا جو اس کے لیے کچھ بھی کر گزرتا۔

"اے سنتو یہ اتنا چیخ کیوں رہی ہے۔۔؟ اس کے منہ میں کچھ بھی ڈال جا کے اور اس کی آواز بند کرا، مجھے نفرت ہو رہی ہے اس لڑکی کی آواز سے، اگر اب اس کی آواز آئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔!" وہ موٹی بھدی سی عورت اپنے چہرے پر غصے کے تاثرات لیے سب پر چلا رہی تھی، اسے ذرہ برابر افسوس نہیں تھا کہ وہ کسی لڑکی کی زندگی کے ساتھ کھیلنے جا رہی تھی۔



"میڈم آپ اسے اپنی زبان میں ایک بار سمجھا دیں، اگر وہ تب بھی نہیں مانی اور اسے سمجھ نہیں آیا، تو اسے سبق سکھانے کے لئے ساری تیاری مکمل ہے۔!!" نیلم جو کی میڈم کی خاص چچی تھی، وہ وہیں کھڑی تھی اور اس نے تارا بائی کو منہا کے روم میں بھیجا تھا۔

"مم مجھے یہاں کون لایا ہے۔؟ پلیز مجھے یہاں سے نکالو۔؟ میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا۔؟ مجھے جانا ہے، مجھے جانے دو۔؟ میں اپنے ماما پاپا کے پاس جاؤنگی۔!!" وہ رو رہی تھی، چلا رہی تھی اور اسے اپنا کچھ ہوش نہیں تھا اسے تو یہاں تک یاد نہیں تھا اس کے والدین اب اس دنیا میں نہیں ہیں، وہ بس فریاد کر رہی تھی۔

"اے لڑکی چپ کر جا، ورنہ اگر جو میں نے تجھے خاموش رہنے پر مجبور کیا تو وہ تجھ سے برداشت نہیں ہوگا، اور یہ کیا ماما پاپا کر رہی ہے۔؟ مر گئے تیرے والدین، اور اب تو یہاں سے تب تک کہیں نہیں جاسکتی جب تک تارا بائی نہیں چاہے گی۔؟" وہ ابھی چیخ رہی تھی کہ تبھی کمرے کا دروازہ کھول کر کوئی اندر آیا تھا، منہا نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک موٹی بھدی سی عورت اور اس کے ساتھ ایک لڑکی اور ایک مرد بھی تھا۔۔

"نہیں یہ۔۔ یہ جھوٹ ہے۔ میرے ماما پاپا کو کچھ نہیں ہوا، وہ مجھے لینے آئینگے۔!!" اس کے لہجے میں درد کے ساتھ ساتھ ایک مان بھی تھا، اس کی آنکھوں سے آنسو روانی سے بہہ رہے تھے۔

"کہاناں کوئی نہیں آئے گا۔ سمجھ نہیں آرہا ہے کیا تمہیں یا پھر دوسرے طریقے سے تمہیں سمجھاؤں۔؟"

تارا بائی نے اس کے بالوں کو پکڑ کر جھٹکا دیا تھا، درد کی شدت سے اس کی چیخ نکل گئی تھی۔

"تم لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔۔؟ مجھے جانے دو۔۔!" اس نے اپنی بات دہرائی تھی، اس کی آنکھوں میں ایک درد تھا یا شاید وہ ابھی بھی ہوش و حواس میں نہیں تھی۔

"چٹاخ۔۔!" اس کی ایک ہی رٹ سن کی تارا بائی کا ہاتھ اٹھا تھا اور اس کے گالوں پر اپنا نشان چھوڑ گیا تھا، تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ منہا کا ہونٹ پھٹ گیا تھا اور اس سے خون نکلنے لگا تھا، درد سے اس کی سسکی نکلی تھی۔۔

"اب جو تم نے پھر وہی بات دہرائی تو میں تمہارا گلا دبا دوں گی، اور تو رے انجیکشن لا اور اسے دے۔۔!!" منہا پر چلانے کے بعد وہ ساتھ کھڑی نیلم سے ڈرگزر کا انجیکشن لگانے کو بول رہی تھی۔۔

"میڈم ہم اسے زیادہ مقدار میں ڈرگزر نہیں دے سکتے، کیونکہ اس کے لئے کافی خطرناک ہو سکتا ہے، اور پتہ نہیں ہمیں اسے یہاں ابھی کتنے دن رکھنا ہوگا۔۔؟" سنتو نے تارا بائی کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔

"اے لگا رے انجیکشن اسے۔۔!!" تارا بائی نے نیلم سے سکون سے کہا تھا۔ اور اس کے کہتے ہی بنا سوچے سمجھے اس نے ڈرگزر کا انجیکشن اسے لگا دیا۔

"میرے ساتھ ایسا نہ کرو پلیز۔۔!!" وہ گڑگڑاتے ہوئے اسے منع کر رہی تھی لیکن وہاں رحم کرنے والا کون تھا۔۔

نیلم کے انجیکشن دیتے ہی وہ کرسی پر ہی ایک طرف کو لڑھک گئی تھی۔۔

"جو لڑکیاں اس مہینہ میں آئی ہیں انہیں اگلے ہفتے بھجوانے کا انتظام ہو گیا ہے، کل ہی شاہو صاحب کا پیغام آیا تھا اور اس کے ساتھ ہی ہم اس لڑکی کو اسی رات اسپیشل شاہو صاحب کو گفٹ کرینگے جسے

دیکھ کر ان کا دل خوش ہو جائے گا۔ اور ہاں اس حساب سے ابھی پانچ دن کا وقت ہے تب تک اس لڑکی کو ایسے ہی رکھو، جب یہ حوش میں آنے لگے اس سے پہلے ہی اسے ڈرگزر کا انجکشن دے دینا، پانچ دن ڈرگزر کا انجکشن دینے سے اس لڑکی کا کچھ بگڑ نہیں جائے گا۔!" تارا بائی روم سے نکل کر ساری ہدایت دے رہی تھی۔ جسے سن کر ان لوگوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا، کیونکہ وہ لوگ اس کے حکم کے غلام تھے۔

ان پانچ دنوں تک یہی ٹارچر منہا کے ساتھ چلتا رہا، اور پھر ان لڑکیوں کے بعد اس کو بھی بھیجنے کا دن آگیا۔

کبھی کبھی لڑکیاں اپنی نادانی اور نا سمجھی سے ایسے حالات میں پھنس جاتی ہیں اور کبھی کبھار انہیں اس حالت میں پہنچانے کا ذمہ دار کوئی اور ہوتا ہے۔ لیکن یہ معاشرہ بنا جانے، بنا سمجھے بس لڑکیوں پر ہی الزام لگانا جانتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اسلام و علیکم ماما۔!" اس نے گھر کے اندر داخل ہوتے ہی اپنی ماما کو سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام میری جان، کہاں تھے اب تک۔؟ میں کل دوپہر سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں کہ کب تم مجھے میری بہو کے پاس لے کر جاؤ گے۔؟ لیکن تمہارا کوئی پتہ ہی نہیں تھا۔!" اسے دیکھتے ہی وہ شروع ہو گئی تھیں۔

"سوری ماما، میں جازب کے ساتھ تھا، کچھ ضروری کام سے گیا تھا۔!!" وہ ان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا اور محبت سے ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر بوسہ دیا۔

"اچھا تم آرام کر لو تو مجھے میری بہو کے پاس لے کر چلو۔!!" انہوں نے حکم فرمایا تھا۔

"میں ابھی فریش ہو کر آتا ہوں تب چلتے ہیں۔!!"

وہ اندر اپنے روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد زین تیار ہو کر ان کے سامنے تھا۔ بلیک پینٹ اور بلیک ہی شرٹ پہنے، بلیک کلر کی ہاتھوں میں گھڑی لگائے، وہ بے حد ہینڈسم لگ رہا تھا۔

"چلیں ماما۔!!" انہوں نے اوپر سے نیچے اسے دیکھا تھا اور دل میں ماشاء اللہ کہا تھا اور اس کے ساتھ جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ دونوں ماں بیٹا سامان سے لدے پھندے آمنہ کے گھر پہنچے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ صبح سو کر اٹھی تو اسے ابھی بھی کمزوری محسوس ہو رہی تھی لیکن اب پہلے سے بہتر تھی۔

"آپی آپ اٹھے نہیں میں آپ کا یہی منہ دھولا دیتی ہوں، ابھی آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، آپ کو ڈاکٹر نے ہفتہ بھر آرام کیلئے بولا ہے۔!!" روشنی اس کے پاس آکر کندھوں سے پکڑ کر اسے لیٹنے میں مدد کرنے لگی تھی۔

"نہیں چھوٹی میں فجر کی نماز پڑھوں گی اب میں پہلے سے ٹھیک ہوں ویسے بھی رات کو میری نماز قضا ہو گئی تھی۔!!" آمنہ نے اسے منع کیا تھا اور خود ہی اٹھ کر دھیرے دھیرے ہاتھ روم کی طرف چلی گئی تھی، پھر وضو کر کے نماز پڑھنے کے لیے کھڑی ہو گئی، نماز پڑھ کر اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا تھا۔



وہ نماز پڑھ کر پھر سے سو گئی تھی اور اب دوپہر میں اسے روشنی خود اٹھانے لگی تھی۔۔  
 "آپی اٹھیں، آپی اٹھ جائیں ناں، آنٹی اور بھائی آئیں ہیں، آپ سے ملنے کے لئے، ابھی وہ آپ کے  
 روم میں ہی آرہے ہیں اس لئے میں نے سوچا آپ کو جگا دوں۔۔!!"!! روشنی اسے اٹھا کر اب اسے  
 اسکارف پکڑا رہی تھی کیونکہ اسے پتہ تھا کہ وہ بنا سر ڈھکے کسی سے نہیں ملے گی۔۔  
 "اتنا سب سننے کے بعد بھی یہ پھر چلے آئیں ہیں۔۔؟ بڑے ہی عجیب ہیں۔۔!!" زین کی آمد کا سن کر  
 وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے جلدی جلدی سب کچھ ٹھیک کر کے بیٹھی تھی۔۔  
 تبھی وہ روم میں داخل ہوئی تھیں۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہاں پہنچنے کے بعد زین نے بیل پر ہاتھ رکھا تھا،  
 روشنی کی امی نے دروازہ کھولا اور انہیں سامنے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی تھیں۔۔  
 "اسلام وعلیکم۔۔!!" دونوں ماں بیٹے نے مشترکہ سلام کیا تھا۔۔  
 "وعلیکم اسلام، آئیں اندر چلیں۔۔!!" وہ ان دونوں کو راستہ دیتی ہوئی ڈرائنگ روم کی طرف آئی  
 تھیں۔۔

"میری بہو کیسے ہے اب۔۔؟" انہوں نے روشنی کی امی سے آمنہ کا احوال لیا تھا۔۔  
 "ماشاء اللہ پہلے سے کافی بہتر ہے۔ لیکن ابھی کمزوری ہے؛ زین بیٹا آگئے تھے تو سب کچھ اچھے سے میچ  
 ہو گیا ورنہ ہم تو شہر کا کچھ جانتے بھی نہیں ہے ابھی۔۔!!" دونوں پھر آپس میں باتیں کرنے لگی تھیں

اور روشنی نے فوراً ریفریشمنٹ کا انتظام کیا تھا، زین وہیں خاموش سا بیٹھا تھا۔ تبھی وہ زین کی والدہ کو لے کر باہر نکل کر روم کی طرف چلی گئیں تھیں آمنہ سے ملانے کے لیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"السلام وعلیکم۔۔!" آمنہ نے انہیں اپنے روم میں دیکھ کر فوراً سلام کیا تھا اور بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔ وہ بھی جواب دیتے ہوئے اس کے پاس ہی آ کر بیٹھ گئی تھیں۔

"وعلیکم السلام بیٹا، کیسی ہیں اب آپ۔۔؟ اور اب اپنا خیال اچھے سے رکھیں گی کیونکہ اب سے آپ ہماری بھی بیٹی ہیں اور ہماری بیٹی کمزور رہے ہم ایسا بالکل نہیں چاہتے، ہماری بیٹی کو بہت اسٹرانگ ہونا ہے۔۔!"

انہوں نے کافی سنجیدگی سے لمبی چوڑی تاکید کی تھی، جسے سن کر اس کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اس نے بڑی مشکل سے روکنے کے کوشش کی تھی۔

"جی آنٹی میں بہت خیال رکھوں گی۔!!" اس نے ان سے زیادہ خود کو تسلی دی تھی۔

پھر وہ تھوڑی دیر تک اس کے پاس بیٹھ کر اس کی پیشانی چوم کر اور اسے ہدایت دیتے ہوئے باہر نکل گئیں تھیں۔

"کیا کوئی اتنا اچھا بھی دنیا میں ہو سکتا ہے کہ بیٹا جلدی میں بنا جانے، بنا سمجھے کسی کو اپنی زندگی میں لانے کا فیصلہ کر لے اور والدین بھی خوشی سے راضی ہو جائیں۔۔؟" وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب دروازہ ایک بار پھر کھلا تھا اور کوئی اندر آیا تھا۔ آمنہ نے فوراً اپنے چہرے کو ڈھکا اور بیڈ سے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی۔

"آپ۔۔؟ آپ یہاں کیا کرنے آئیں ہیں۔۔؟" اس نے کافی بیدردی سے اس کا دل نوچا تھا۔۔  
 زین نے اسے چہرے کو ڈھکتے دیکھ کر اپنی نظریں پھیری تھیں لیکن اس کا دل آج پھر رو رہا تھا۔۔  
 "کیسی ہیں آپ۔۔؟" وہ دل میں اٹھتے درد کو دبا کر اس سے کافی نرمی سے پیش آرہا تھا، جیسے ان میں  
 سب کچھ ٹھیک ہو، کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔

اسنے اپنا رخ غصے سے دوسری طرف کیا تھا اور اس کا سوال سن کر بھی نظر انداز کیا تھا۔۔  
 "کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے جو آپ اس طرح کر رہی ہیں۔۔؟ یا پھر آپ کہیں اور انوالو۔۔؟"  
 اس نے ایک پل کے لئے سوچا تھا اور جو دل میں تھا وہ پوچھ لینا چاہتا تھا فوراً۔ ابھی وہ اپنے لفظ بھی  
 پورے نہیں کر پایا تھا جب وہ مڑی تھی اس کی طرف اور خونخوار نظروں سے اسے گھورا تھا۔۔  
 "اسٹاپ اٹ۔۔ آپ نے سمجھا کیا ہے مجھے۔۔؟ میں آپ کو ایسی لگتی ہوں۔۔؟ کسی پر بھی الزام لگانے  
 سے پہلے کم از کم دیکھ لینا چاہیے لیکن نہیں آپ مردوں کو تو یہ عادت ہی نہیں ہے، اسی لئے نفرت  
 کرتی ہوں، بہت زیادہ نفرت کرتی ہوں، بے حساب، بے حد، بے انتہا نفرت محسوس ہو رہی ہے اس  
 وقت۔!!" وہ دبی دبی آواز میں ہی چلائی۔۔

"نہیں میں جانتا ہوں کہ آپ بہت اچھی ہیں لیکن آپ کی بے رخی دیکھ کر مجھے پوچھنا ہی ٹھیک لگا  
 تھا۔۔ لیکن اگر آپ کو میں نے ہرٹ کیا ہے اس کے لئے آئی ایم سوری، میں آپ کو تکلیف پہچانا  
 نہیں چاہتا تھا۔!!" وہ شرمندہ ہوا تھا کیونکہ اس کا ارادہ اسے ہرٹ کرنے کا نہیں تھا۔۔

"آپ اپنا خیال رکھیے اور کسی بھی چیز کی ضرورت ہو آپ مجھے بتائیں گی کیونکہ اب آپ میری ذمہ داری ہیں، اور زین سالک کبھی اپنی ذمہ داری سے منہ نہیں موڑتا۔!!" وہ جانتا تھا کہ اگر وہ صبح سے شام تک یہیں کھڑا رہا تب بھی وہ اسے کوئی جواب نہیں دے گی اس لئے وہ فوراً وہاں سے نکل کر باہر چلا گیا تھا۔ اور اندر وہ ابھی تک شکڈ کھڑی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مجھے آپ سے نفرت محسوس ہو رہی ہے، بہت زیادہ نفرت۔!!" یہ آواز اور الفاظ اس کے کانوں میں ابھی تک گونج رہے تھے، وہ تبھی سے گاڑی سڑکوں پر بے مقصد دوڑا رہا تھا، اسے بار بار اس کے لفظ یاد آرہے تھے۔

"میں نہیں جانتا تھا کہ محبت کیا ہوتی ہے، میں ایک عام سا لڑکا تھا اپنے والدین کی محبت اور اپنے دوستوں میں رہنا ہی جانتا تھا لیکن آپ سے رشتہ جوڑنے کے بعد پتہ نہیں مجھے کیا ہوا ہے میں ہر وقت، ہر لمحہ، ہر پل آپ کو ہی سوچتا ہوں، بس آپ ہی مجھے یاد رہتی ہیں، میں یہ بھی نہیں جانتا کہ آپ کو کس چیز نے اتنا ڈسٹرب کیا ہے۔؟ کس چیز نے آپ کو اتنا پریشان کیا ہے کہ آپ اس کنڈیشن میں پہنچ گئی تھیں۔؟ میں صرف یہی جانا چاہتا ہوں۔ میرا مقصد آپ کو کبھی ہرٹ کرنا نہیں ہے اور نہ ہی میں کبھی ایسا کروں گا، آپ میری محرم ہیں لیکن میں نے آپ کا آج تک نہ ہی چہرہ دیکھا ہے اور نہ ہی اس کی خواہش ہے کیونکہ میں آپ کی روح سے رشتہ جوڑنا چاہتا ہوں اور میں آپ سے محبت کا، عشق کا رشتہ جوڑنا چاہتا ہوں۔!!" اس نے گاڑی سُنسان سڑک پر روکے سر



اسٹیرنگ پر جھکائے اپنے دل کے درد کو دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس وقت اس کی آنکھیں بے اختیار نم ہوئی تھیں جسے اس نے بیدردی سے رگڑتے ہوئے اپنی آنکھوں پر ظلم کیا تھا۔

"آپ مجھ سے اتنی نفرت کیوں کرتی ہیں میں نہیں جانتا لیکن میں جاننا ضرور چاہتا ہوں۔!!" اس نے ایک گہری سانس لی تھی اور اپنے آپ کو ریلیکس کیا تھا اور پھر وہیں سے گھر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کس جگہ ڈھونڈوں تمہیں۔۔؟ کہاں چلی گئی تم۔۔؟ میں جانتا ہوں کہ تم بہت بہادر ہو، اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرونگا تم جہاں بھی رہو بہادری کے ساتھ ان سب حالات کا مقابلہ کرو۔!!" رات کے تین بجے کا وقت تھا اور وہ گزشتہ پانچ دن سے اس کے لئے خوار ہو رہا تھا۔ ہر دن ایک جوش کے ساتھ نکلتا تھا کہ شاید وہ اسے مل جائے لیکن پتہ نہیں زمین کھا گئی یا آسمان نکل گیا تھا۔ اس کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔

اس کے بعد اسے اپنا کیس بھی دیکھنا ہوتا تھا لیکن اس کا دل اور دماغ منہا میں اٹکا ہوا تھا، حالانکہ اس سے کوئی لگاؤ نہیں تھا پھر بھی انسانیت کی وجہ سے وہ اسے ڈھونڈنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔ وہ اپنے بیڈ سے اٹھ کر وضو کر کے تہجد کے لئے کھڑا ہو گیا اور بہت عاجزی کے ساتھ اس نے نماز ادا کر کے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا۔

"اے رب العالمین تو ہر چیز پر قادر ہے تو مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے، اللہ تو مجھے ملوا دے اس سے، وہ پتہ نہیں کس حال میں ہوگی۔؟ اللہ تو اس کی حفاظت کرنا، اے رب میں بے چین ہوں

تو اسے میرے سامنے لا دے اور مجھے سکون دے دے، یا اللہ کوئی ایسا راستہ دکھا جو مجھے اس تک پہنچا دے، اے اللہ تو مالک و خالق ہے اور تو اپنے بندوں کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا، تو مجھے بھی نواز دے۔ آمین۔۔!!" اس نے اپنے چہرے پر ہاتھوں کو پھیرا تھا تو اسے اپنا چہرہ بھیگا محسوس ہوا تھا، اس کی آنکھیں نم تھی وہ رو رہا تھا، ایک غیر محرم لڑکی کے لئے جس سے اس کا انسانیت کے سوا کوئی رشتہ نہیں تھا، اگر کوئی اس سے جڑ جاتا پھر وہ اس سے کتنی محبت کرتا۔۔؟

وہ اب کچھ پر سکون تھا اور سونے کے لئے لیٹ گیا تھا حالانکہ نیند پیچھلے پانچ دنوں سے اسے نہیں آئی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سر اب تک بیس لڑکیاں غائب ہو چکی ہیں، اس وقت وہیں پر رکھی گئی ہیں جہاں پر ہم نے آج کی لوکیشن ٹارگٹ کی ہوئی ہے، سر انفارمیشن کے مطابق آج رات ہی لڑکیوں کو وہاں سے باہر نکالنے کے لئے وہ لوگ تیار ہیں اس سے پہلے ہی ہمیں وہاں سے ان لوگوں کو نکالنا ہو گا۔۔!!" خفیہ اڈے پر میٹنگ جاری تھی اور سب آفیسرز اپنی اپنی انفارمیشن اس تک پہنچا رہے تھے کیونکہ آج رات ان سب کیلئے بہت ہی بڑی رات تھی، لڑکیوں کو ان کے گھر تک پہنچانا ان کی ذمہ داری تھی جو وہ اپنی جان بھی قربان کر کے کرنا پڑتا تب بھی وہ ضرور کرتے۔۔

"اب تک ہمارا مشن خفیہ ہی رہا ہے، ہم منظر عام پر نہیں آنا چاہتے، تب تک جب تک ہمارا مشن آخری مرحلے پر نہ پہنچ جائے، تب تک ہم میں سے کسی ایک کو بھی یہ دنیا نہ جاننے پائے، جیسا کہ آپ لوگوں کو پتہ ہے کہ اس میں بڑے سے بڑے پولیس آفیسر اور بہت سارے سیاست دان

منسوب ہیں، اس وجہ سے ہمیں اور زیادہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے اور جہاں تک رہی آج لڑکیوں کو نکالنے کی بات تو ہم انشاء اللہ پوری کامیابی کے ساتھ کریں گے۔!!" ایس پی جازب علی جو اس ٹیم کا مین لیڈر تھا، وہ اپنی ٹیم کو ثابت قدم رہنے کے لئے اور ان کو اس مشن کی کامیابی کے لیے ٹپس دے رہا تھا، اور جوش و جذبے کے ساتھ آج کا مشن ان لوگوں کو کمپلیٹ کرنا تھا۔

"اسد تیاری مکمل ہے ناں۔؟ ہم اب سے دو گھنٹے بعد اپنے مشن پر روانہ ہو جائیں گے۔!!" ٹیبل پر میپ رکھا ہوا تھا جس پر جھک کر ہی وہ سب کو ہدایت دے رہا تھا۔

"سر ابھی ابھی خبر ملی ہے بالکل پکی خبر ہے کہ آج رات بارہ سے ایک کے بیچ لڑکیوں کو ایک کینٹنر میں ڈالا جائے گا۔!!" آفیسر ظفر نے اپنے کانوں میں لگے بلوٹوتھ کو نکال کر اسے یہ خبر دی تھی۔

"اس میپ کے ذریعے ابھی ہم سب کچھ ڈسکس کر لیتے ہیں۔ لڑکیوں کو تہہ خانے میں رکھا گیا ہے اور ہمیں اس سے نکالنے میں دیکھا جائے تو دس منٹ کا وقفہ چاہیے لیکن ہمیں یہ کام پانچ منٹ کے اندر کرنا ہے، ہم پانچ منٹ کے لیے اس پورے ایریے کی لائٹ کو کٹ کریں گے اور ہماری ٹیم دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ میں، اسد اور ظفر اندر جائیں گے، باقی سب لوگ باہر رہیں گے، ہم ان لڑکیوں کو پچھلے راستے سے لے کر آئیں گے باہر۔ بارہ بجے کے قریب باہر کھڑی ہماری ٹیم ان لڑکیوں کو تہہ خانے سے نکال کر یہاں پر شفٹ کریں گے۔!!" اس نے میپ پر ایک جگہ انگلی رکھی تھی جو کہ اس گھر کے باہر کا ایریا تھا۔

"آپ سبھی لوگ اچھے سے جانتے ہیں کہ جب لڑکیاں یہاں شفٹ ہو جائیں گی تو سیورٹی سخت ہو گی۔؟ ہمیں اس کا ایشو نہیں ہے، ہمیں ان کے سامنے بس نہیں آنا، یہ کام ہم نے خفیہ طریقے سے

کرنا ہے، اس وجہ سے ہم انہیں تہہ خانے سے ہی نکال لائیں گے۔۔ از دیٹ کلیئر۔۔!!" اس نے ان سب پر نظر دوڑائی تھی جو ٹیبل کو گھیر کر چاروں طرف سے ایک لائن سے اپنے ہاتھوں کو باندھے کھڑے تھے۔۔

"یس سر۔۔!" سبھی نے جوش اور جذبے کے ساتھ ہاں کہا تھا اور پھر اپنے اپنے کاموں پر لگ گئے تھے کیونکہ اب سے دو گھنٹے بعد ان کا ایک بہت ہی اہم مشن تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ جگہ شہر سے کچھ دوری پر تھی جہاں سکون اور سناٹا تھا۔۔ وہیں بغل میں ایک نیو بلڈنگ تھی جس میں وہ لوگ ساری تیاری کے ساتھ کھڑے تھے اور دور بین سے وہاں کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھی جا رہی تھی۔ ابھی بارہ بجنے میں بیس منٹ بچے ہوئے تھے اور ان کا مشن ٹھیک بارہ بجے سے شروع ہونا تھا۔۔

رات کی تاریکی اور سناٹے نے پورے شہر کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا، ہر طرف ہو کا عالم تھا، چڑیا تک اپنا پر مارتی نظر نہیں آ رہی تھی۔۔ لیکن جب ساری دنیا نیند کے نشے میں ڈوبی ہوئی تھی تو وطن کے شیر جوان اپنے ہی وطن کی بچیوں کو بچانے کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالنے کو بالکل تیار کھڑے تھے۔۔

"ہماری مٹی ہمیں پکارتی ہے ہمارا وطن ہمیں بلاتا ہے آؤ اپنے وطن کے لیے، اپنی مٹی کے لیے مر مٹنے کے لئے تیار ہو جاؤ، یہ قرض ہے ہم پر اور یہ قرض ہمیں ہر حال میں چکانا ہے۔۔ ہم جوان اگر پوری رات جاگتے ہیں تبھی ہم پر بھروسہ کر کے، ہم پر یقین کر کے وطن کے لوگ اپنی آنکھیں



سکون سے بند کر کے میٹھی نیند لیتے ہیں۔!!" وہ اس وقت بھی ان کے اندر جوش جگانے میں لگا تھا۔ بیس منٹ بعد اندھیرے نے جیسے ہی اپنا کام پورا کیا ٹھیک اسی وقت اس بلڈنگ کے ایک کونے سے رسیوں سے اتر کر تینوں اندر بڑھ گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چررر۔۔ کی آواز کے ساتھ تہہ خانے کا دروازہ کھلا تھا اور دو آفیسرز اس میں داخل ہوئے تھے جن میں ایک وہ خود بھی تھا اور ایک اسد تھا۔ وہ بڑی آسانی کے ساتھ چھت سے ہوتے ہوئے نیچے تہہ خانے تک پہنچے تھے انہیں اب تک کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی۔۔

"شش۔۔!" لڑکیوں کو ہڑبڑا کر اٹھتے دیکھ کر جازب نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں چپ کرایا تھا، حالانکہ ان کے چہرے ڈھکے ہوئے تھے پھر بھی ان کی آنکھیں کسی کو بتانے کے لئے کافی تھی کہ یہ وطن کے محافظ ہیں، کیونکہ ان آنکھوں میں ہوس نہیں بلکہ حفاظت کرنے کا جذبہ صاف جھلک رہا تھا۔

"کوئی شور مت کرنا، تم سب کو کچھ نہیں ہوگا، ہم یہاں سے نکلنے آئے ہیں تمہیں، چلو ہمارے ساتھ فوراً۔!!" اس نے لڑکیوں پر ایک نظر ڈال کر انہیں چپ رہنے کا اشارہ دیا تھا، کچھ لڑکیاں اس میں بہت ہی بری حالت میں تھیں، جنہیں جو تھوڑی ٹھیک تھی انہوں نے سنبھالا ہوا تھا۔

"اسد ان کو سہی سلامت پچھلے راستے سے لے کر جاؤ، آگے وہاں پر سب لوگ کھڑے ہیں یہ تمہیں پتا ہے اور کوئی بھی بیچ میں آئے انہیں شوٹ کر دینا، میں یہ سارے روم چیک کر کے آتا ہوں۔!!" وہ اسد کو ہدایت دے کر لڑکیوں کو بھیج کر اب سارے روم چیک کر رہا تھا۔ پتا نہیں کیوں

اس کا دل عجیب پریشانی کا شکار تھا وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ اس نے بہت سارے کیس حل کیے تھے لیکن یہ کیس کچھ پیچیدہ تھا۔

وہ تین چار روز چیک کر چکا تھا، اب لاسٹ کونے والے روم کے سامنے پہنچ چکا تھا، معلوم نہیں کیوں اس کا دل عجیب سے انداز میں دھڑکا تھا جسے سمجھنے سے قاصر تھا وہ، اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی تھی اور اس دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کے دھیرے سے کھولا تھا۔ اور اس کی نظر جیسے ہی سامنے اٹھی تو پلٹنا بھول گئی تھی۔

آج دوسری بار اسے دیکھ کر اس کی نظر ساکت ہوئی تھیں وہ کچھ پل کے لئے وہیں کھڑا رہ گیا تھا۔ ہاں وہ وہی تھی، اور ایسے حال میں تھی کہ اسے دیکھ کر دل تڑپ اٹھا تھا۔

ہاتھ اور پیر اس کے کرسی پر بندھے ہوئے تھے گردن آگے کو جھکی ہوئی تھیں، بال بالکل خراب ہو چکے تھے، اس کی حالت دیکھ کر ہی پتہ چل رہا تھا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے۔ ابھی وہ اسے اسی طرح دیکھتا کہ اس کے بلوٹو تھ سے اسد کی آواز آئی تھی۔

"سر ان لڑکیوں کو ہم اپنے سینٹر لے کر جا رہے ہیں، آپ بھی وہاں سے جلدی سے نکل جائیں، بس پانچ منٹ ہونے ہی والے ہیں۔ سر۔ سر۔!!" اسد اسے کچھ نا بولتے دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔

"یس۔ تم انہیں لے کر نکلو، میں بھی پہنچ رہا ہوں۔!!" وہ اسد کی آواز سن کر ہوش میں آیا تھا اور اسے ہدایت دے کر وہ دروازے کے اندر داخل ہوا تھا۔

اب وہ چند قدم چل کر وہ اس کے سامنے پہنچوں کے بل بیٹھا تھا اور اس کی گردن کو اپنے ہاتھوں سے اوپر کیا، اسے اس حالت میں دیکھ کر اسے حیرت سے بھی زیادہ اسے تکلیف ہوئی تھی، کیونکہ اس کے

چہرے پر تھپڑوں کے نشان تھے اور ہونٹ بھی پھٹے ہوئے تھے اس سے خون نکل رہا تھا، چہرہ بالکل پیلا زرد جیسا ہو رہا تھا۔

وہ جیسے ہی اس کا ہاتھ رسیوں سے کھولنے کے لئے جھکا تھا، ایک عجیب سی اسمیل اس کے دماغ کو جھنجھوڑ گئی تھی۔

"یہ۔۔ یہ تو ڈرگزر کی اسمیل ہے۔۔؟ لیکن۔۔!!" وہ ابھی اس سے آگے سوچتا کہ اس کے دماغ میں جھماکا ہوا، وہ اندر تک ڈر گیا تھا جو سوچ اس کے دماغ میں آئی تھی اس سے، وہ دل سے منا رہا تھا کہ یہ سچ نہ ہو۔۔ وہ اس کے ہاتھوں کو کھول کر اسے اپنے بازوؤں میں بھرے وہاں سے پک جھپکتے نکلتا چلا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات ایک بجے کا وقت تھا تارا بائی اپنے گھر کے اگلے حصہ میں بنے کوارٹر کے باہر کھڑی تھی اور اس کی بے چین نظریں گھر کے اندرونی حصے میں طواف کر رہی تھی۔۔۔

"سنو۔۔ نیلم کہاں مر گئے سارے کے سارے، ارے جلدی لے کر آ ان سب کو، ارے او سنو۔۔؟" تارا بائی چیخ چیخ کر انہیں آوازیں دے رہی تھی اس کے چہرے پر خوف سے پسینہ آ رہا تھا جسے وہ بار بار پونچھ رہی تھی۔۔

"میڈم غضب ہو گیا۔۔؟ میڈم جو آج تک نہیں ہوا وہ آج ہو گیا۔۔!!" نیلم اندرونی حصے سے بھاگتی ہوئی پسینہ سے شرابور تارا بائی کے سامنے تھی۔۔

"اوے یہ کیا بکواس کر رہی ہے۔۔؟ جو بولنا ہے صاف صاف کہہ، کیوں میرے سر پر بم مارنا چاہتی ہے۔۔؟" تارا بائی بھی اندر سے ڈری ہوئی تھی لیکن اپنے ڈر کو، اپنے خوف کو دبا کر وہ اس پر چیخ رہی تھی۔۔

"میڈم تہہ خانے سے ساری لڑکیاں غائب ہیں۔ لیکن ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟ تہہ خانے کا ہم تین کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے، اور ہم ایسا کبھی نہیں کریں گے۔۔؟ پھر وہ لڑکیاں کہاں گئی۔۔؟ میڈم ہم نے پورا گھر دیکھ لیا لیکن ہمیں کہیں کوئی سراغ نہیں مل رہا ہے۔۔؟ اب کیا کریں، شاہو صاحب تو ہمیں جان سے مار دیں گے۔۔؟" نیلم ڈر اور خوف سے پسینہ سے شرابور تھی، اسے ابھی تک سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کیسے ممکن ہے۔۔؟ جو آج تک کبھی نہیں ہوا وہ آج کیسے ہو گیا۔۔

"میڈم شاہو صاحب کا پیغام آیا ہے شاید انہیں یہ بات پتہ لگ چکی ہے۔۔؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں فوراً یہ جگہ چھوڑ کر اپنے خفیہ اڈے پر روانہ ہو جانا چاہیے۔۔؟ میڈم جلدی کریں، ہمیں یہاں سے فوراً نکلنا ہے۔۔!!" تارا بائی وہیں ایک جگہ اب تک کھڑی تھی اس کو یہ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ ہو کیسے گیا۔۔ وہ سوچ میں کھڑی تھی کہ تبھی سنتو شاہو صاحب کا پیغام لے کر آیا تھا۔۔

"تارا بائی کے آشیانے پر جس نے بھی نظر گاڑی ہے اس نے اپنی موت کو آواز دی ہے۔ لگتا ہے اسے اپنی زندگی پیاری نہیں ہے۔۔؟" تارا بائی اس وقت غصے سے لال تھی۔۔ اسے یہ بھی نہیں پتہ تھا جس کی موت کا پیغام وہ دے رہی ہے شاید اس کے ہاتھوں ہی تم سب کا انجام لکھا ہو۔۔؟

"اے نیلم وہ لڑکی کہاں ہے۔۔؟ ذرا دیکھ اسے تو جا کر۔۔!!" اب اسے منہا یاد آئی تھی۔۔



"میڈم وہ بھی نہیں ہے، شاید اسے بھی کوئی لے کر چلا گیا یہاں سے، کیسے ہوا کے جھونکے کی طرح آئے اور چلے گئے۔۔؟ کون تھا آخر وہ۔۔؟ کس نے ایسا کیا ہے۔۔؟ کس کے اندر اتنی ہمت ہے یہاں پر ہاتھ ڈالنے کی اور میڈم ایک سُرراغ تک نہیں چھوڑ کر گیا۔ یہاں ہمارے سارے کیمرے پہلے سے ہی خراب کیا گیا ہے۔۔!!" نیلم ابھی تک حیران تھی کیونکہ ان کے ساتھ ایسا پہلی بار ہوا تھا، اتنی سخت سکیورٹی کے باوجود ان کے ساتھ ایسا کیسے ہوا تھا، وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔

"ابھی کیلئے بیس منٹ کے اندر اندر جگہ خالی چھوڑ کر چلو، شاہو صاحب کا پیغام ہمیں ٹھکرانا نہیں ہے، انہوں نے ہم سب کے بھلے کے لیے ہی یہ قدم اٹھایا ہو گا۔؟ پتا نہیں کون ہے جو دشمنوں کی طرح پیچھے ہی پڑ گیا ہے لیکن یہ جو کوئی بھی ہے اس نے اپنی موت کو آواز دی ہے۔ چلو رے سب۔۔!!" تارا بائی غصے سے بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے سب کو لے کر روانہ ہو چکی تھی اسی اندھیری رات، اسی سنسان سڑک پر ظلم کرنے والے بہت سکون سے نکلتے چلے جاتے ہیں، جہاں سے نکلتا ان کے لئے مشکل بنا دینا چاہیے۔۔

لیکن کہتے ہیں کہ اللہ ایسے برے لوگوں کی رسیوں کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے کہ جتنا اڑنا ہے اڑ لے، لیکن ایک دن جب یہ رسی کھینچی جائے گی تب سمجھ آئے گا کہ برائی کا انجام کیا ہوتا ہے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مسلسل پانچ گھنٹے سے وہ آئی سیو کے باہر کھڑا تھا، ڈاکٹر ابھی تک باہر نہیں آئے تھے۔۔ وہ اسے اپنی گاڑی میں ڈال کر کسی اور ہاسپٹل لے جانے کے بجائے اپنے آرمی ہاسپٹل لے کر آیا تھا کیونکہ اسے پتہ تھا کہ منہا کی سیفیٹی اب اس کی ذمہ داری ہے۔۔

ڈاکٹر ابھی تک باہر نہیں نکلے تھے اس لئے اب اسے پریشانی نے گھیر لیا تھا، وہ بے چین سا ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا کہ تبھی آئی سیو کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر باہر آئے تھے۔

"ڈاکٹر کیسی ہے وہ۔۔؟" اس نے ڈاکٹر سے بے چینی سے سوال کیا تھا۔ اس کی بے چینی اس کے روم سے ظاہر ہو رہی تھی۔

"بہت بری حالت ہے انکی، میں آپ سے کچھ بھی چھپانا نہیں چاہتا ہوں، چلیں میری کیمین میں سب کچھ بتاتا ہوں۔۔!!" وہ انکے ساتھ انکے کیمین میں آکر سامنے رکھی کرسی پر بیٹھا تھا۔

"انہیں بہت زیادہ مقدار میں ڈرگز دی گئی ہے جو ان کے باڈی کے ساتھ ساتھ انکے مینٹل لیول پر بھی بہت برا اثر ڈالے گی، اور انہیں ذہنی اور جسمانی دونوں طرح سے ٹارچر کیا گیا ہے۔۔!!" ڈاکٹر اپنے پیشہ ورانہ انداز میں سب کچھ اسے بتا رہا تھا۔

"ڈاکٹر پشینٹ ہوش میں آتے ہی بہت زیادہ شور کر رہی ہیں، بہت زیادہ چلا رہی ہیں اور ایگریسو ہو رہی ہیں، وہ بالکل قابو میں نہیں ہیں، چلے آپ دیکھ لیں پلیز۔۔!!" ابھی ڈاکٹر نے اپنی بات پوری بھی نہیں کی تھی کہ نرس بھاگتی ہوئی ڈاکٹر کے کیمین میں آئی تھی، نرس سے منہا کی بابت سنتے ہی ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی اس کے روم تک گیا تھا۔

"چھوڑو مجھے جانے دو، مجھے اپنے پاپا کے پاس جانا ہے، میں نے تم لوگوں کا کیا بگاڑا ہے۔۔؟ کیوں مجھے اتنا درد دے رہے ہو۔۔؟ مت دو مجھے انجیکشن پلیز، میں ہاتھ جوڑتی ہوں تم لوگ کے آگے، اللہ کا واسطہ ہے، مجھے میری ماما کے پاس جانے دو میں ان کے بغیر کیسے رہوں گی۔۔؟" منہا کو دو نرسز نے دبوچ رکھا تھا لیکن وہ ان سے دور جانے کے لیے پوری کوشش کر رہی تھی، شاید وہ اس حادثے

سے خود کو نکال نہیں پا رہی تھی۔؟ ابھی وہ اپنے والدین کے جانے کا غم بھی جھیل نہیں پائی تھی کہ اس کے ساتھ یہ حادثہ پیش آگیا۔۔ جیسے ہی ڈاکٹر کے ساتھ جازب روم میں داخل ہوا تو اس کی نظریں ساکت ہو گئی۔۔

فرش پر ہر طرف دوائیوں کا ڈھیر بکھرا پڑا تھا اور وہ خود بھی ہوش و ہواس سے بیگانہ بکھری بکھری سی لگ رہی تھی، چہرے پر تھپڑوں کے نشان کے ساتھ ساتھ آنسو بھی بڑی روانی سے بہہ رہے تھے، چہرہ بالکل مرجھایا ہوا تھا اور آنکھوں کے گرد حلقے پڑے تھے، یہ وہ منہا تو نہیں تھی جو ہمیشہ اس سے ٹکرایا کرتی تھی یہ تو کوئی اور منہا تھی۔۔

اسے اس حال میں دیکھ کر اس نے کچھ پل کے لئے اپنی نظریں پھیری تھیں، غصے کے باعث اس کی رگیں تنی ہوئی تھی وہ اپنے آپ کو قابو کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا اسے ان لوگوں کے ساتھ ساتھ خود پر بھی غصہ آ رہا تھا کہ وہ کیسے اس تک نہیں پہنچ پایا۔۔

"تم لوگ مجھے جانے کیوں نہیں دے رہے۔؟ میں نے تم لوگوں کا کیا بگاڑا ہے۔؟ مجھے وہ انجکشن مت دینا پلیز، مت دینا مجھے۔۔ میں ہاتھ جوڑتی ہوں تم لوگوں کے آگے، تمہیں اللہ کا واسطہ ہے مجھے مت دینا۔!!" اسے دونوں نرس نے پکڑا ہوا تھا وہ ان سے التجا کر رہی تھی اور اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش بھی کر رہی تھی جب اس کی نظر وہیں رکھے سیزر پر پڑی تھی، اس نے اپنے بچاؤ کے لیے فوراً سیزر اٹھایا تھا اسے سیزر اٹھاتے دیکھ کر جازب کے قدم اپنے آپ ہی اس کی طرف بڑھے تھے، وہ بھاگ کر اس تک پہنچا اور جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے سیزر چھینتے بنا سوچے سمجھے اس کے دونوں بازوؤں کو جکڑتے اسے اپنے آپ میں بھیج لیا تھا۔۔

"تم ہاسپٹل میں ہو، منہا ہوش کرو تم ہاسپٹل میں ہو، تمہیں کچھ نہیں ہوا ہے، تم ٹھیک ہو جاؤ گی، ادھر میری طرف دیکھو۔۔ منہا۔۔!" اس نے اسے اپنے آپ میں بھینچتے ہوئے زور سے جھنجھوڑا تھا جیسے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا ہو لیکن وہ ابھی بھی اسی کیفیت میں تھی اور چیخنے کے ساتھ ساتھ اس سے اپنا آپ چھڑوا رہی تھی، ڈاکٹر نے اسی حالت میں اسے فوراً انجکشن دیا تھا، وہ کچھ پل بعد ہی ہواس کھوتی اس کے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔۔

جاذب نے غور سے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے اسے احتیاط سے بیڈ پر لٹایا تھا اور خود روم سے باہر نکل کر چلا گیا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح کے سات بج رہے تھے، وہ اسی طرح وہی بیچ نجانے کتنے گھنٹے سے بیٹھا ہوا تھا جب اسے زین کوریڈور سے آتا ہوا دکھائی دیا تھا، اس نے خود زین کو فون کر کے بلایا تھا۔۔  
 "جاذب تو ٹھیک تو ہے نا۔۔؟ یہاں ہاسپٹل میں کیا کر رہا ہے۔۔؟ اور مجھے کیوں بلایا ہے۔۔؟" زین اس کے پاس پہنچتے ہی فکر مندی سے اس سے سوال پر سوال کرنے لگا تھا اور خود اسے اس حال میں دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں، مجھے کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔۔!!" جاذب نے اسے اپنے پاس کھینچ کر وہیں بیچ پر بیٹھایا تھا۔ زین نے جاذب کی طرف دیکھا۔ وہ اسے بے حد پریشان نظر آیا۔۔  
 "جگر اب بول بھی دے کہ کیا ہوا ہے۔۔؟ کیا وہ مل گئی ہے۔۔؟" زین نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا تھا۔



"تمہیں معلوم ہے زین میں نے اسے ایسے بے بس، لاچار کب کب دیکھا ہے۔۔؟" وہ فرش کو گھورتے ہوئے بہت لاچاری سے اس سے مخاطب ہوا تھا، خود جاذب کے چہرے پر بے بسی جھلک رہی تھی۔۔۔ زین نے تسلی کے سے انداز میں اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے ہاتھوں میں بھینچا تھا، جیسے وہ بتانا چاہتا ہو کہ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔

"پہلی بار جب وہ روڈ پر ساکت بے یارو مددگار بیٹھی تھی تب اور پھر آج، تمہیں تو معلوم ہے ناں کہ میں صنف نازک میں دلچسپی نہیں رکھتا، لیکن وہ ہمیشہ مجھ سے ٹکراتی تھی۔۔؟ ہمیشہ میری راہ میں حائل رہتی تھی یا شاید اللہ ہمیں ایسے ہی ایک دوسرے کے سامنے لانا چاہتا تھا۔۔!!" اب کی بار وہ مسکرایا تھا لیکن اس کی مسکراہٹ میں درد اور تڑپ تھی۔۔۔

"وہ بہت خوش دل اور خوبصورت تھی لیکن آج۔۔ آج وہ جس حال میں ہے، مجھ سے دیکھا نہیں جاتا، کیوں وہ مجھے اتنی دیر سے ملی۔۔؟ کیوں میں اسے اسی دن اپنے ساتھ لے کر نہیں گیا۔۔؟ شاید اس دن لوگوں سے بچا کر میں لے جاتا تو وہ آج اس حال میں نہ ہوتی۔۔؟ اس کا کوئی ہے بھی تو نہیں کہ میں اسے انہیں کے حوالے کر دوں۔۔؟ تجھے پتہ ہے کہ ڈاکٹر نے کیا کہا ہے۔۔؟" وہ کچھ پل رکا تھا۔

"ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اس کا ذہنی اور جسمانی توازن بگڑ گیا ہے، اسے ایک اچھے گھریلو ماحول کی ضرورت ہے ورنہ وہ ایسے ہی رہی تو اسے ریہبیلیشن سنٹر بھیجنا پڑے گا۔ آج اس نے ہوش میں آنے کے بعد خود کو مارنے کے لیے سیزر اٹھایا تھا اگر میں وقت پر نہ پہنچتا تو پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔۔!!" اس

نے اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے رگڑا تھا جیسے اپنے آپ کو اس فیر سے باہر نکالنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش کی ہو۔۔

"جاذب وہ۔۔ وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔؟ مطلب انہیں۔۔؟" زین کا بھی دل کانپا تھا، یہاں تک کہ وہ اپنا سوال بھی پورا نہیں کر پایا، حالانکہ وہ کبھی اس سے نہیں ملا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ ایک لڑکی کی عزت کسی آگینہ سے کم نہیں ہوتی جو ایک بار اگر ٹوٹ جائے تو کبھی واپس جڑ نہیں پاتی ہے۔۔

"اللہ کا بہت بہت شکر ہے کہ وہ ٹھیک ہے اللہ نے اسے بے آبرو ہونے سے بچا لیا، لیکن اسے بہت زیادہ مقدار میں ڈر گز دی گئی ہے اور اسے بہت زیادہ ذہنی اور جسمانی ٹارچر کیا گیا ہے۔۔!!" زین کے ادھورے سوال کو وہ سمجھ گیا تھا۔ اس نے ایک گہری سانس لی تھی اور اٹھ کر کھڑا ہوا تھا، اسے اٹھتے دیکھ کر زین بھی اس کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔

"یار ب تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔۔!!" زین نے بھی اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔

"اب تم کہاں جا رہے ہو اور آگے کیا کرنا ہے۔۔؟" زین نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"اس وقت میرا اپنی ٹیم کے پاس ہونا ضروری ہے اس لیے میں جا رہا ہوں۔ لیکن تو یہیں رہے گا اور اس کا خیال رکھے گا۔ جب تک میں واپس نہیں آجاتا۔؟" اس نے زین کو ہدایت کی تھی کیونکہ وہ اپنے علاوہ صرف اور صرف زین پر ہی بھروسہ کر سکتا تھا۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ میں خیال رکھوں گا۔!!" زین نے اسے تسلی دی تھی اور خود وہی بیچ پر دوبارہ بیٹھ گیا تھا اور جاذب اپنے کام کے سلسلے میں وہاں سے روانہ ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح کے چار بج رہے تھے اس وقت لکھنؤ شہر پورا سویا ہوا تھا سورج نے ابھی اپنا چہرہ نہیں دکھایا تھا، وہ آج کچھ زیادہ ہی صبح اٹھ گئی تھی اور تہجد پڑھنے کے بعد اب فجر کی اذان کا انتظار کر رہی تھی، وہ اپنے اور روشنی کے مشترکہ روم سے نکل کر بالکنی میں آکر کھڑی ہوئی تھی اندھیرے اور رات کے باعث اسے سڑک پر روشنیوں کے سوا کوئی ذی روح تک دکھائی نہیں دے رہا تھا اور اندھیرے کے باعث نہ کوئی اسے دیکھ سکتا تھا اور نہ ہی اسے کوئی دکھائی دے رہا تھا اس لیے وہ سکون سے بالکنی میں کھڑی تھی۔

"آپ نے میرے بارے میں ایسا سوچ بھی کیسے لیا۔؟ کیا میں آپ کو ایسی دکھتی ہوں۔؟ آپ سارے مرد ہی بے وفا ہوتے ہیں۔۔ بنا سوچے سمجھے کسی پر بھی الزام لگاتے ہیں۔ میں نفرت کرتی ہوں اس چیز سے۔ مجھے نفرت ہے دنیا کے ہر مرد سے۔ نہیں چاہیے کسی کا ساتھ۔ آج تک اپنی زندگی تنہا ہی جی ہے تو آگے بھی جی لیں گے، مجھے اللہ نے یہ زندگی دی ہے تو وہی اس کے بسر کرنے کی توفیق بھی دے گا۔!!" اس کا زہن بھٹک کر زین کی طرف گیا تھا، جب فجر کی اذان کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی، وہ اپنے زہن سے ساری الجھنوں کو نکال کر فجر پڑھنے کے لیے اپنے روم کی طرف بڑھی تھی۔

وہ یہ نہیں سمجھ رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کا کفیل بنایا ہے، کوئی بھی لڑکی اپنے محرم رشتے کے بغیر ادھوری ہوتی ہے؛ خواہ وہ رشتہ باپ، بھائی یا شوہر کا ہو۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج زین کو ہاسپٹل میں تیسرا دن تھا، وہ منہا کا پوری طرح خیال رکھ رہا تھا لیکن ابھی تک اس سے ملا نہیں تھا، ڈاکٹر نے اس کی حالت کو دیکھ کر دو دن تک سکون کا انجکشن دیا تھا، اسے نیند کی اشد ضرورت تھی اور آج تیسرے دن وہ کچھ ٹھیک تھی، یہ بھی اسے ڈاکٹر اور نرس سے پتہ چلتا تھا۔ وہ آج بھی اسی بیچ پر بیٹھا تھا اور جازب کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ آج منہا کو ہاسپٹل سے چھٹی ملنے والی تھی اور جازب دو دن سے ہاسپٹل نہیں آیا تھا لیکن دن بھر میں کئی بار زین کے موبائل پر فون کر کے اس کی خیریت دریافت کرتا رہتا تھا۔

"منہا کا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ ایسا جازب نے خود مجھے بتایا تھا۔ تو منہا کو وہ کہاں رکھے گا۔؟ بنا کسی رشتے کے وہ اسے گھر تو کبھی بھی نہیں لے کر جائے گا۔ یہ تو میں جانتا ہوں۔!!" زین کا زہن آج کچھ الگ ہی رو پر چل رہا تھا۔

"رشتہ۔؟ ہاں رشتے سے یاد آیا کیوں ناں ایسا کچھ کروں کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جڑ جائیں۔؟"

وہ اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار کر بچوں کی طرح خوشی سے کھل اٹھا تھا، وہ اس سوچ پر دل سے مسکرایا تھا۔

"یا اللہ میں جانتا ہوں کہ تو ہر کسی کا جوڑ بناتا ہے، اے رب میری مدد کر۔!!" اس نے دعا کے انداز میں ہاتھ اٹھا کر دل سے اللہ سے مدد طلب کی تھی، وہ جانتا تھا کہ اللہ کبھی اپنے بندوں کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا ہے، کیونکہ وہی نوازنے والا ہے اور وہی نوازے گا بھی۔





ڈاکٹر انیس کو خوف سے جھر جھری لے کر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا دیکھ کر زین کا فلک شکاف قہقہہ پڑا تھا، اس نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کو کنٹرول کر کے ڈاکٹر انیس کو وعدہ دیا تھا تب کہیں جا کر انہوں نے ہامی بھری تھی۔۔۔

زین اب وہاں سے نکل کر اپنے مخصوص بیچ پر بیٹھ کر سکون سے جازب کا انتظار کرنے لگا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس وقت دن کے دو بج رہے تھے اور زین اپنی مخصوص نشست پر بیٹھا جازب کا انتظار کر رہا تھا، جب وہ اسے سامنے سے آتا ہوا دکھائی دیا تھا، اس کے چہرے پر بے چینی اور پریشانی صاف جھلک رہی تھی لیکن چلنے کا انداز بہت مغرور تھا۔

"زین سب ٹھیک تو ہے نا۔۔؟ کیا ہوا تم ایسے کیوں بیٹھے ہو۔۔؟" وہ اس کے قریب کھڑے ہوتے ہی اس سے سوال پر سوال کرنے لگا تھا۔ کیونکہ زین کے چہرے سے پریشانی صاف جھلک رہی تھی جیسے وہ کچھ سوچ رہا ہو۔۔

"کچھ نہیں ہوا، سب بالکل ٹھیک ہے اور منہا بھی ٹھیک ہے۔۔!" زین اسے دیکھتے ہی پہلی فرصت میں اس کے گلے لگا تھا اور اسے تسلی دی تھی۔۔

"اب تم مجھ سے جھوٹ بھی بولو گے۔۔؟ تمہارے چہرے سے صاف لگ رہا ہے کہ تم پریشان ہو۔ کوئی بات تو ہے جو تمہیں پریشان کر رہی ہے۔۔؟" جازب نے اس کے جھوٹ بولنے پر اسے جھڑکا تھا، وہ جانتا تھا کچھ تو ہے جو وہ بتا نہیں رہا۔۔

"اچھا تم اتنا فورس کر رہے ہو تو میں پوچھ لیتا ہوں۔ تم منہا کو لے کر کہاں کہاں جاؤ گے۔؟ تم نے کچھ تو سوچا ہو گا ناں اس کے بارے میں کہ اسے کہاں رکھو گے۔؟" زین نے پریشان ہونے کے کمال کی ایکٹنگ کی تھی کیونکہ اب وہ اپنے مشن پر تھا۔

"ہاں سوچا تو ہے میں نے کیوں کہ میں گھر اسے لے کر جا نہیں سکتا ہوں۔؟ لیکن اسے ایک اچھے گھریلو ماحول تو دے ہی سکتا ہوں، اس لیے میرے ایک افسر ہیں وہ میرے ساتھ ہی رہتے ہیں اور ان کی امی گھر پر اکیلی ہوتی ہیں تو انہیں کے پاس میں چھوڑوں گا، اور اس کی دیکھ بھال کے لیے ایک نرس رکھ دوں گا۔!!" اس نے اپنا پلان بتایا۔

"ہاں مجھے معلوم تھا کہ تو یہی سب کریگا۔؟ ارے جب اس کے لیے اتنا پریشان ہو سکتا ہے تو اسے اپنے گھر کیوں نہیں رکھ سکتا ہے۔؟ ویسے تم ہو بڑی ٹیڑھی کھیر لیکن میں بھی تیرا ہی جگر ہوں، اور دیکھ تو کہ میں کرتا کیا ہوں۔؟" زین اس سے دل میں ہی مخاطب ہوا تھا کیونکہ سامنے بول کر اپنی خوبصورت گردن نہیں توڑوانی تھی۔

"اب تم کس مراقبہ میں مشغول ہو۔؟ اچھا تم رکو میں ڈاکٹر سے مل کر آتا ہوں۔؟" زین کو سوچوں میں گم دیکھ کر وہ ڈاکٹر کے پاس جانے کے لیے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا کہ زین اپنی سوچ سے نکل کر اس کے ساتھ کھڑا ہوا۔

"دیکھو جگر اس کی حالت ایسی نہیں ہے کہ اسے ایسے ہی کہیں چھوڑ دیا جائے۔؟ اور تم اس کی کنڈیشن زیادہ بہتر طور پر جانتے ہو۔؟ وہ اس وقت عورت اور مرد دونوں سے خوفزدہ ہے۔؟ وہ

کبھی کبھی اتنی زیادہ ایگریسیو ہو جاتی ہے کہ اسے قابو کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔۔؟ اور ڈاکٹر نے تم سے خود ہی تو کہا تھا کہ اسے ایک اچھے گھریلو ماحول کی ضرورت ہے۔۔؟"

زین نے تمہید باندھی۔۔

"تم جو بھی کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو۔۔؟ مجھے تمہاری بات سمجھ نہیں آ رہی ہے۔۔؟" جازب اس کی لمبی چوڑی تقریر پر پریشان ہوا تھا۔

"ڈاکٹر انیس کو جانتے ہو۔۔؟" زین نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"ہاں جانتا ہوں، اب آگے بولو۔۔!!" جازب نے اسے گھورا تھا۔

"وہ اسے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں نکاح کر کے، وہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں کہیں تو شادی کرنی ہی ہے پھر وہ منہا سے کیوں نہیں۔۔؟ یہ تو بہت اچھا اور نیک کام ہے۔ اور اس میں برائی بھی کچھ نہیں ہے۔ وہ سامنے دیکھ ڈاکٹر انیس ہیں۔۔!!" وہ اس کی گھوری کو نظر انداز کرتے ہوئے ساری باتیں جلدی جلدی بتا رہا تھا۔ جب اسے سامنے سے ڈاکٹر انیس آتے ہوئے دکھائی دیئے تھے۔

"ڈاکٹر انیس ادھر آئیں، اور میرے جگر کو یقین دلائیں کہ آپ اس سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اور اس کا بہت زیادہ خیال بھی رکھیں گے۔۔!!" زین نے ڈاکٹر انیس کو ہاتھ ہلا کر اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا، اور جیسے وہ ان کے سامنے آئے وہ ان سے یقین دہانی کروانے لگا تھا۔

"جی میں کرنا چاہتا ہوں۔۔!!" ڈاکٹر انیس نے اپنے لرزتے دل کو قابو میں کر کے جازب کے سامنے ہامی بھری تھی۔۔



"اچھا تو یہ اب خیال رکھیں گے۔۔؟ بلکل بھی نہیں، میں اسے کسی کو نہیں دوں گا کیونکہ مجھے اپنے سوا کسی پر بھی یقین نہیں ہے۔۔!!" وہ اس کی بات پر دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوا تھا۔

زین کی نکاح والی بات سن کر اس کا دل ایک پل کے لیے دھڑک کر سکڑا تھا، وہ اپنے دل کی اس دغا بازی پر مشتعل ہوا تھا۔

"ڈاکٹر انیس آپ اپنے کین میں جائیں۔ میں اس کو کسی کے بھی ساتھ نہیں جانے دے سکتا اس لیے آپ اگلی دفعہ اپنی نیک سوچ پر لگام ڈال کر میرے سامنے آنے کی جرأت کیجیے گا۔۔!!" جازب جارہانہ تیور لیے خون آشام نظروں سے ڈاکٹر انیس کو گھورتے ہوئے اسے وارنگ دے رہا تھا۔ ڈاکٹر انیس وہاں سے فوراً اپنی جان بچا کر رنچر ہوئے تھے۔

"یار تم اتنا غصہ کیوں کر رہے ہو۔۔؟ انہوں نے غلط تو کچھ نہیں کہا۔۔!" زین نے اس کے غصے کو اور ہوا دی تھی، اور خود دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا۔

"میں اسے گھر لے کر جاؤنگا، میں کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتا، ابھی وہ ٹھیک نہیں ہے اور میں ایسے کیسے پھر وہی غلطی دوہرا سکتا ہوں بھلا۔۔ بلکل بھی نہیں۔۔!!" اس نے اپنا فیصلہ بڑی ہی شان سے زین کو سنایا تھا۔

"یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے لیکن یہ بھی تو سوچو کہ وہ تمہارے ساتھ جانے کے لیے راضی ہی نہ ہو، اس لیے تم انکل آنٹی کو یہاں بلا لو، وہ منہا سے مل لینگے تو ہو سکتا ہے وہ تم پر ٹرسٹ کر لے، تم تو جانتے ہی ہو کہ وہ اب پہلے والی کانفیڈنٹ منہا نہیں ہے جو ہر کسی کا مقابلہ کر لیتی تھی۔ بلکہ اب

تمہارے سامنے ڈری سہمی خوفزدہ سی منہا ہے۔!! "زین نے تیر بلکل ٹھیک نشانے پر مارا تھا وہ اب اپنے مشن "جاذب میرج مشن" کے بہت قریب تھا۔

"ٹھیک ہے تم ماما پاپا کو فون کر کے ساری صورت حال سے آگاہ کر دو۔!!" جاذب اسے فون کرنے کا کہہ کر ڈاکٹر کے کیمین میں چلا گیا تھا۔

"اچھا تم ڈاکٹر سے مل کر آؤ تب تک میں انکل اور آنٹی کو فون کر کے ساری صورت حال بتاتا ہوں۔!!" زین نے اپنے چہرے پر معصومیت سجا کر اسے بالکل بھی محسوس نہیں ہونے دیا کہ اس وقت وہ کسی کے جال میں پھنس چکا ہے۔

"ٹھیک ہے میں ابھی آتا ہوں۔!!" جاذب اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ڈاکٹر کی کیمین کہ طرف بڑھ گیا تھا اور زین انہیں فون کرنے چلا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ جاذب کے گھر کے ڈرائنگ روم کا منظر تھا جہاں اس کے والدین زین سے بات کرنے کے بعد سوچ میں بیٹھے تھے۔

"احسن آپ کس سوچ میں پڑے ہیں۔؟ نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے اور ویسے بھی بیٹا اسی بہانے ہتھے چڑھ رہا ہے ورنہ پھر اسے ہاتھ نہیں لگنا ہے۔!!"

جاذب کی ماما یعنی عالیہ بیگم اپنے شوہر کو سمجھا رہی تھیں۔

"بیگم آپ سمجھ نہیں رہی ہیں، ہم اپنے بیٹے پر دباؤ نہیں ڈال سکتے۔ کیونکہ اگر وہ خوش نہیں ہوگا تو بچی کو بھی خوش نہیں رکھ پائے گا اور ابھی تو وہ بچی بہت بڑے دکھ سے گزر رہی ہے۔!!" وہ جازب کو لے کر بہت پریشان تھے۔

"نہیں آپ غلط سمجھ رہے ہیں، جب تک ہمارا بیٹا خود اپنے منہ سے ہاں نہیں کرے گا، خود قبول نہیں کرے گا، ہم اس پر کوئی دباؤ نہیں ڈالیں گے۔ لیکن ہم ایک کوشش تو کر سکتے ہیں اور زین بھی تو وہیں پر ہے۔ احسن آپ بات کو سمجھ نہیں رہے ہیں، زین نے بتایا ہے ناں کہ جازب ہی اسے بچا کر وہاں تک لے کر آیا ہے اور ایسے ہی نہیں لے کر آیا ہوگا اس کے دل میں کچھ تو سو فٹ کارنر اس کے لیے ہوگا۔ کوئی تو اس کے بچانے کے وجہ ہوگی۔ اور نہیں ہوگی تو اللہ نکاح میں اتنی طاقت ڈالتے ہیں کہ محبت اپنے آپ ہو جاتی ہے۔!!" عالیہ بیگم نے ان کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں تسلی دی تھی کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو اچھی طرح جانتی تھیں کہ لاکھ مغرور اور کھڑوس سہی لیکن اس کا دل بہت نرم ہے۔

"آپ شاید ٹھیک کہہ رہی ہیں، ہمیں ایک کوشش تو کرنی ہی چاہیے اور اگر ہم کامیاب ہوئے تو ہم بہو والے ہو جائیں گے۔!!" احسن علی اب اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے عالیہ بیگم سے مخاطب ہوئے تھے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ یہ ان کی بیگم کی دلی خواہش ہے اور ہونی بھی چاہیے کیونکہ یہ تو ہر ماں کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے بیٹے کے سر پر سہرا سجے اور وہ اسے دیکھیں۔

"جی مجھے آج سچ میں بہت خوشی ہو رہی ہے لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارے بیٹے کی میرڈ لائف نارمل نہیں ہوگی۔!!" وہ خوشی کے اظہار کے ساتھ ساتھ منہا کی کنڈیشن کو لے کر تھوڑی سی پریشان تھیں۔۔

"بیگم بس ہمارے بیٹے نے اگر نکاح کر لیا تو وہ سب سنبھال لیگا، آپ پریشان مت ہوں اور اب ہمیں نکلنا چاہیے، میں نے مولوی صاحب کے لیے گاڑی بھیج دی ہے اور زین سے کہا ہوا ہے کہ وہ انہیں جازب کے سامنے ابھی نہیں لے کر آئیں گے ورنہ اس نے ہماری سارے گیم کو سمجھ جانا ہے۔!!" انہوں نے اپنی بات کے آخر میں ایک فلگ شکاف قہقہہ لگایا تھا۔۔

انہیں ہنستا دیکھ کر وہ بھی مسکرانے لگی تھیں اور پھر دونوں ہاسپٹل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"جازب ڈاکٹر نے کیا کہا ہے۔۔؟ اب کوئی پریشانی والی بات تو نہیں ہے نا۔۔؟" جازب جیسے ہی ڈاکٹر کے کیمبن سے باہر نکلا تھا زین اس کے پاس پہنچ کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا اور پھر اس سے سوال پر سوال کرنے لگا تھا۔۔

"یار ڈاکٹر نے تو بہت کچھ کہا ہے۔۔؟ سچ میں یہ بہت مشکل ہے لیکن مجھے یہ کرنا ہی ہوگا۔ کیونکہ یہ اس کی زندگی کا سوال ہے اور جس نے بھی اس کے ساتھ ایسا کیا ہے نا اسے میں نہیں چھوڑوں گا۔!!" اس نے اپنی مٹھیوں کو غصے سے زور سے بھینچا تھا۔۔

"اچھا تم پریشان نہ ہو اور وہ دیکھو انکل اور آنٹی ادھر ہی آرہے ہیں۔!!" زین اسے تسلی دینے کے بعد اس کو کوریڈور کی طرف اشارہ کر کے انکل اور آنٹی کی طرف متوجہ کیا تھا۔۔



"پاپا ماما آپ آگئے، میں آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا، ماما آپ پہلے چلیں اس سے مل کر اسے یقین دلائیں کہ ہم اسے اچھے سے رکھیں گے۔ آپ کو زین نے سب بتایا تو ہو گا ناں۔ اس کی کنڈیشن زیادہ ٹھیک نہیں ہے، ماما آپ سنبھال لینگے ناں۔۔؟" وہ عالیہ بیگم کو منہا کے روم تک چھوڑنے جا رہا تھا اور انہیں حالات سے بھی آگاہ کرتے ہوئے جا رہا تھا۔

"بیٹا میں کوشش کرتی ہوں۔۔!!" وہ اسے تسلی دے کر روم کے اندر داخل ہوئی تھیں۔ ان کی نظر سامنے اٹھی تھی، وہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی تھیں۔۔

وہ بیڈ پر پیر لٹکا کر بیٹھی ہوئی تھی، اس کا سانولا چہرہ بیماری کی وجہ سے اور زیادہ ڈل لگ رہا تھا، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑے ہوئے تھے اور چہرہ بالکل ویران لگ رہا تھا، ہاتھ اور سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی چہرے پر بہت زیادہ خراشیں تھیں، جیسے کسی نے اسے بہت زیادہ ٹارچر کیا ہو، وہ ہاسپٹل کے کپڑوں میں انہیں ایک عام سی لڑکی لگی تھی، بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر تھا کہ اپنے بیٹے کے مقابلے وہ انہیں کچھ بھی نہیں لگی تھی۔۔

انہوں نے اپنی اس سوچ پر لانت بھیج کر اس کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔ وہ فرش کو گھور رہی تھی کہ اسے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی تھی، وہ آہٹ سن کر اندر سے پریشان ہوئی تھی اس کے چہرے پر ڈر اور خوف سے پسینہ صاف جھلک رہا تھا۔

"نہیں مجھے مت چھونا۔ مجھے انجکشن مت دینا۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے نہیں۔۔ نہیں۔۔؟" منہا کے اندر سے یہی آواز اٹھ رہی تھی اس نے پسینہ صاف کرتے ہوئے بنا اوپر دیکھے ڈیسک ٹاپ پر رکھا

واز اٹھا کر دروازے کی طرف زور سے پھینکا تھا۔ چھن کی آواز کے ساتھ شیشے کا واز دیوار پر لگ کر چکنا چور ہو گیا تھا۔

عالیہ بیگم نے جیسے ہی اپنی طرف واز آتے دیکھا انہوں نے جھک کر اپنے آپ کو بچایا تھا۔ چھناک کی آواز سن کر جازب جو روم کے باہر کھڑا تھا وہ فوراً اندر داخل ہوا۔

"اما آپ ٹھیک تو ہیں۔۔؟ کہیں لگی تو نہیں ہے۔۔؟"

وہ انکے بازو اور سر کو چھوتے ہوئے حواس باختہ سا پوچھ رہا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا، مجھے کچھ بھی نہیں ہوا

ہے۔۔!!" انہوں نے جازب کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے تسلی دی تھی کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ ان کا بیٹا کتنا جنونی ہے۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ انہیں لگی نہیں ہے وہ ٹھیک ہیں، تو جازب منہا کی طرف خونخوار نظروں سے گھورتا ہوا آگے بڑھا تھا۔ لیکن وہ چند قدم چل کر رک گیا تھا، کیونکہ منہا اسے دیکھتے ہی بیڈ کے نیچے دبکنے کی بھرپور کوشش میں مصروف تھی، جیسے اس سے بچنا چاہ رہی ہو، اس کی خوف بھری نظریں دیکھ کر وہ واپس پلٹ کر اپنی اما کا ہاتھ پکڑ کر انہیں بھی ساتھ باہر لایا تھا۔

"یہ کیا کرنے چلے تھے جازب۔۔؟ وہ جس فیر سے گزر رہی ہے اس کا اس طرح خوفزدہ ہو کر اپنے بچاؤ کے لیے یہ سب کرنا فطری عمل ہے، ہم اس بچی کے اپنے تو ہیں نہیں کہ وہ ہمیں دیکھ کر خوش ہوتی۔۔؟" وہ باہر آکر اپنے بیڈ کو ہی جھاڑنا شروع ہو گئی تھیں اور وہ پرسوج نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"بیٹا تمہاری ماما بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ بلکہ میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ ہم کس رشتے سے اس سے بات کریں اور اگر ہم بچی کو گھر لے کر گئے اور خدا نا خواستہ کوئی رشتے دار بعد میں ہی اسے طعنہ دینے لگے کہ کس رشتے سے وہ ہمارے ساتھ ہمارے گھر ہے تو پھر وہ دنیا کا سامنہ کیسے کر پائے گی۔؟ اور سب سے بڑی بات یہ ڈاکٹر نے کہا کہ اسے اس فیز سے نکالنے میں سب سے مددگار اس کا شوہر ثابت ہو سکتا ہے لیکن ہم اتنے جلدی میں بچی کے لیے لڑکا کیسے ڈھونڈیں گے۔؟ جو اس سے بڑی محبت اور ایمانداری کے ساتھ اپنا سکے۔؟!" احسن علی بھی اب انکی گفتگو میں شامل ہوئے تھے اور زین اب چپ چاپ کھڑا یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اب یہ مشن کس موڑ پر رکتا ہے۔۔

جاذب اب اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تیار تھا، کیونکہ یہی منہا کے لئے ٹھیک تھا۔۔ "ماما پاپا میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔۔ آخر مجھے تو کسی دن شادی کرنی ہی ہے تو اس سے کیوں نہیں۔؟ میں جانتا ہوں کہ یہ بات میں ابھی پورے دل اور دماغ سے نہیں کر پا رہا ہوں لیکن میں پوری کوشش کروں گا کہ اسے جیسے پہلے تھی ویسے ہی بنا دوں، اور اس کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھے تو میں اس کی آنکھیں نوچ لوں۔۔ لیکن مجھے آپ کی اجازت درکار ہے۔؟ میں نے یہ حق صرف آپ دونوں کو دیا تھا لیکن اس وقت میں آپ سے وہ حق چھین رہا ہوں لیکن مجھے معاف کر دیجیے گا۔ میں اسے کسی اور کے ہاتھوں نہیں سونپ سکتا کیونکہ میں ایک بار یہ غلطی کر چکا ہوں اب بار بار نہیں کرنا چاہتا۔!!" وہ اپنے والدین کے آگے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اجازت طلب نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔

"نہیں میری جان تم تو ہمارے جگر کا ٹکڑا ہو اور ہمیں خود سے بھی زیادہ تم پر بھروسہ ہے، میں آج بہت خوش ہوں؛ بہت زیادہ خوش ہوں کہ میرے بیٹے نے اپنے لئے نہ سوچ کر کسی کے حق کے لئے سوچا ہے۔۔ کسی کی اچھائی کے لئے سوچا ہے۔۔ پتہ ہے میری جان دنیا میں ایسے بہت ہی کم لوگ ہوں گے جو کسی دوسرے کے لئے سوچیں اور جو سوچتا ہے وہ بہت گریٹ ہوتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ میرا بیٹا دنیا کا سب سے گریٹ بیٹا ہے۔۔ آئی لو یو مائی سن۔۔!!" احسن علی نے کھینچ کر اسے زور سے اپنے سینے میں بھینچ کر اس کی پیٹھ کو تھپتھپاتے ہوئے اسے خود سے ہٹا کر عالیہ بیگم کی طرف موڑا تھا۔۔

عالیہ بیگم نے خوشی سے سرشار ہو کر اس کی پیشانی کو زور سے چوما تھا۔ اور آج ان پانچ دنوں میں پہلی بار جازب کے چہرے پر مسکراہٹ نے کچھ پل کے لیے اپنا ڈیرہ جمایا تھا۔۔

زین بھی بہت زیادہ خوش تھا لیکن وہ اپنی خوشی زیادہ نہیں ظاہر کر رہا تھا کہ کہیں اسے شک نہ ہو جائے۔۔ ویسے بھی ابھی "جازب میرج مشن" کو کمپلیٹ ہونے میں تھوڑا وقت تھا اور جب تک نکاح نہیں ہو جاتا تب تک وہ اس خوشی کو منانا نہیں چاہتا تھا۔۔

زین بیٹا ابھی عصر کی اذان ہونے والی ہے اس کے بعد ہمارے بیٹے کا نکاح کیا جائے گا، مولوی صاحب کو بتاؤ اور میٹھائی کا انتظام کرو۔۔

وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے خوشی سے مڑ گیا تھا، ویسے بھی کون سا مولوی صاحب کو لے کر آنا تھا، پلاننگ کے تحت وہ تو پہلے سے ہی یہیں پر تھے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆



منہا سے جازب کے والدین اور زین ایک ساتھ دوبارہ ملنے اندر گئے اور بڑی مشکل سے یقین دلایا اسے کہ وہ لوگ اس کے اب اپنے ہیں اور نکاح کا بھی اسے بتایا۔ اس وقت اس کا دماغ کچھ پرسکون تھا اس لیے ہی ڈاکٹر نے کہا کہ ابھی نکاح ہو جائے تو ہی اچھا ہے۔

عصر کی نماز پڑھ کر ان دونوں کا نکاح ہوا تھا۔ یہ ایسا نکاح تھا جس میں نہ ہی دھوم دھام تھا اور نہ ہی شور شرابا تھا، بس جازب کے والدین اور زین کے والدین؛ ڈاکٹر اور نرسز کا پورا اسٹاف شامل تھا۔ نکاح کے بعد سب نے اسے مبارک باد دی تھی اور وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ سب سے مل رہا تھا۔ "آج میرے یار کی شادی ہے، آج مجھ سے گلے لگ اور مجھے یقین دلا کہ آج سے تیری آزادی پر بڑا والا ٹھپہ لگ گیا۔" زین سب کے ملنے کے بعد بائیں پھیلا کر مسکراتے ہوئے اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ جازب نے کھینچ کر اسے اپنے گلے سے لگایا تھا۔

"یا ہوں۔۔!" جازب میرج مشن "از کمپلیٹ۔ میں آج بہت خوش ہوں۔۔!" زین اس کے کاندھے سے لگا ہی مارے خوشی سے چلایا تھا۔

"جازب میرج مشن۔۔" یہ لفظ جازب نے دوہرایا تھا اور جیسے ہی اسے ساری بات سمجھ میں آئی تھی ویسے ہی اس نے زین کو اتنی زور سے جکڑا کہ اسے لگا کہ اس کے ہڈیوں کا کہیں سورمانا بن جائے۔

"ابے جگر چھوڑ مجھے، میں کوئی تیری بیوی تھوڑی ہوں جو تو مجھے اس طرح سے گلے لگا رہا ہے۔!!" زین نے اپنے آپ کو چھڑانے کے ساتھ ساتھ دہائی دی تھی۔ اس کے چلانے پر جازب نے اور زور سے جکڑا تھا۔

"ارے چھوڑ مجھے پہلے پھر بتاتا ہوں۔۔!" زین قہقہہ لگا کر اپنے آپ کو اس سے چھڑا رہا تھا، جازب نے اسے دور کیا اور خونخوار نظروں سے دیکھا تھا۔

"یار وہ ڈاکٹر انیس والی بات سرے سے تھی ہی نہیں کیونکہ وہ پہلے سے ہی منگنی شدہ ہیں۔ میں نے ہی انہیں وہ بولنے کو کہا تھا اور انکل آنٹی کو میں نے پہلے ہی سب کچھ بتا دیا تھا اور مولوی صاحب بھی وہ پہلے ہی ساتھ لائے تھے، کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ ان کا بیٹا سکی اور جنونی ہے۔!!" زین اس کی گھوری پر ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے اسے سب سچ بتاتا چلا گیا تھا۔

"کیا تمہیں یقین تھا کہ جیسا تم نے پلان کیا بالکل ویسے ہی ہو گا یا کوئی اور بھی وجہ ہے۔۔؟" جازب اب بھی اسے خون آشام نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"میں نے پلان سے زیادہ اللہ سے دعا کی تھی کہ اے رب العالمین تو ہی جوڑے اتارتا ہے اور اگر میرے جگر کی زندگی اس سے جڑی ہے تو اسے آج ہی اس کا ہمسفر بنا دے۔ بس اللہ نے میری دعا قبول کر لی۔۔ ویسے سچ بتاؤں تو میں بھی ڈاکٹر سے مل چکا تھا اور مجھے یہی لگا کہ میرا جگر ہی ہے جو اس کی حفاظت اپنی جان سے بھی زیادہ کرے گا۔ بس پھر تبھی میں نے یہ سب کیا۔۔ تجھے ایک بات بولوں۔۔؟" زین سارے سچ سے پردہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ ہی اسے کچھ بتانے کے لیے اجازت طلب نظروں سے دیکھا تھا۔

"ہاں بک۔۔؟ میں اگر نہیں کہوں گا تو کونسا تو مان جائے گا۔ ایسے دیکھ کیا رہا ہے اب بول بھی دے۔۔؟ زیادہ وقت نہیں ہے ابھی گھر کے لیے نکلتا ہے۔۔؟" اس نے مسکراہٹ دبا کر اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اسے جھڑکا تھا۔

"کچھ تو ہے تم میں اور اس میں۔۔ کوئی تو کنکیشن ہے جو مجھے تو محسوس ہو رہا ہے لیکن شاید ابھی تمہیں نہیں ہو رہا ہے۔ جب وہ تمہاری نظروں سے اوجھل تھیں اور تم اسے دن رات پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہے تھے اور تجھے نہیں مل رہی تھی۔ تب تیرے آنکھوں کی چمک بہت ماند پڑنے لگی تھی، لیکن اب وہی آنکھیں روشن صبح کی طرح بالکل چمکدار لگ رہی ہیں۔ اور دیکھو میں آج پہلی بار اس سے ملا ہوں اور بھائی کی حیثیت سے ملا ہوں، تو اس حساب سے مجھے اپنا بہنوئی بہت پسند ہے، آئی لو یو جگر۔!!" ساری بات سنجیدگی سے کرتے آخر میں شرارت سے ایک آنکھ دبا کر زور سے اس کے گال کو چوما تھا۔ کیونکہ زین ہمیشہ سے جب بہت زیادہ خوش ہوتا تھا تو اسی طرح اس کے گال کو چوم لیا کرتا تھا۔

"بہن کے بھائی زیادہ بیہودگی مت دکھا اور جا ڈسچارج پیپرز لے کر آ اب گھر چلنا ہے۔۔؟" جازب نے اسے دھکا مارا تھا۔ اور پھر وہ لوگ گھر کی طرف روانہ ہوئے تھے، منہا ڈر اور خوف کی باعث جازب کی ماما کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی کیونکہ وہ ان سے اور حسن علی سے کچھ مانوس ہو گئی تھی۔۔ جازب اور زین ایک ساتھ گھر پہنچے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سر ہمیں اپنی دو دنوں کے لئے الیکشن کمپین کو روکنا پڑے گا کیونکہ پولیس ہمیں سیورٹی دینے سے انکار کر رہی ہے، ہماری ایک فیکٹری پکڑی گئی ہے نام ہمارا نہیں نکلا ہے، لیکن جس نے ہمارا نام لیا ہے اسے آج رات دنیا سے رخصت کرنے کا بھی انتظام ہو گیا ہے۔ سر جو ٹیم جانچ کے لیے لگی ہوئی ہے

اس میں بہت ہی ایماندار آفیسرز ہیں، جن کا ہم پیسے سے منہ بند نہیں کروا سکتے ہیں۔ اس لیے ہمیں یہ دو دن سکون سے انتظار کرنا ہوگا۔!!" فرید اور ایم جے ایک سیاسی میٹنگ سے واپس آرہے تھے جب فرید نے ایم جے کو انفارم کیا تھا۔

ایم جے کا دماغ اس کی بات پر گھوم گیا تھا، اسے یہ خاص اپنی انسلٹ لگی تھی۔ فرید پتہ کرو کہ ان سب کے پیچھے کون ہے۔؟ شاید ابھی وہ ایم جے کو جانتا نہیں ہے۔ ایسے بہت سے ایماندار آفیسرز آئے اور چلے گئے، پر ایم جے کا کچھ بگاڑ نہیں پائے۔ مجھے جلد سے جلد اس کی پورا بائیو ڈاٹا چاہیے۔ پھر میں اسے دکھاتا ہوں کہ ایم جے کی پاور کتنا ہے۔!!" ایم جے غصے سے تملایا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس آفیسر کو کہیں سے لے کر آئے اور اس کے ساتھ بھی وہی کرے جو باقی آفیسرز کے ساتھ کرتا آیا ہے۔

فرید اس کی بات پر اسے عجیب سی نظروں سے گھور رہا تھا، ایم جے اگر ہوش میں ہوتا تو شاید فرید کا اس طرح گھورنا دیکھ بھی لیتا لیکن وہ گھمنڈ سے چور دھمکی دینے میں لگا ہوا تھا۔ کبھی کبھی انسان غرور میں اتنا اندھا ہو جاتا ہے کہ اسے سہی اور غلط کی پہچان بھولنے لگتی ہے، کہتے ہیں کہ اللہ کو غرور نہیں پسند ہے اور جو غرور کرتا ہے وہ منہ کے بل ایسا گرتا ہے کہ کبھی اٹھ نہیں پاتا ہے۔ شاید اسی غرور کی وجہ سے ایم جے بھی منہ کے بل گرنے والا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ رائٹنگ ٹیبل کے پاس بیٹھی اپنے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔



"آج پانچ دن ہو گئے ہیں وہ ادھر آئے نہیں ہیں۔ کیا اس دن کی بات پر وہ شرمندہ ہیں۔۔؟" وہ اپنے خیالوں میں ہی سہی لیکن اسی کو سوچ رہی تھی جس سے وہ ہزار دفعہ نفرت کا اظہار کر چکی تھی۔۔

"کیا میں انہیں سوچ رہی ہوں۔۔؟ لیکن کیوں۔۔؟ نہیں۔۔ نہیں۔۔؟ وہ آئیں یا جائیں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں نفرت کرتی ہوں بے انتہا نفرت۔۔!!" وہ اپنے خیالات سے چونکی تھی اور اپنے آپ کو نفرت کے وہی الفاظ بول کر تسلی دی تھی جو ہمیشہ اس کے سامنے پیش کرتی تھی۔۔ لیکن شاید اسے نہیں معلوم تھا کہ بہت زیادہ نفرت کا اظہار کرنے والے بہت شدید محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔۔ وہ سوچوں میں غرق تھی جب اسے روشنی کی خوشی سے سرشار آواز سنائی دی تھی۔۔

"آپی۔۔ آپی۔۔!" روشنی اسے پکارتے ہوئے روم میں داخل ہوئی تھی، وہ اپنے ہاتھوں کو پیچھے کیے جیسے اس سے کچھ چھپا رہی ہو۔۔

"کیا ہوا چھوٹی، کیا چھپا رہی ہو۔۔؟" وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔

"آپی یہ دیکھیں بھائی نے آپ کے لیے کیا بھیجا ہے۔۔؟" اس نے خوشی سے اپنے ہاتھ آگے کیے تھے۔۔

"گفٹ۔۔!" روشنی کے ہاتھ میں ریپر میں لپٹا گفٹ دیکھ کر اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا، چہرہ غصے کی شدت سے لال ہوا تھا۔۔

"آپی اسے کھولیں ناں، دیکھیں بھائی نے آپ کیلئے کیا بھیجا ہے۔۔؟" روشنی نے گفٹ ٹیبل پر رکھ کر اسے کھولنے کے لئے کہہ رہی تھی، آمنہ اپنے چہرے کو نارمل کر کے اب اس سے مخاطب ہوئی تھی، اسے دیکھ کر کوئی کہہ نہیں سکتا تھا کہ ابھی وہ چند لمحے پہلے بہت زیادہ غصے میں تھی۔۔

"چھوٹی اسے رکھ دو میں دیکھ لوں گی۔!!" اس کے کہتے ہی روشنی روم سے فوراً غائب ہوئی تھی۔۔

"مجھے اور گفٹ، لیکن کیوں۔۔؟" وہ غائب دماغی سے اپنے سامنے رکھے گفٹ کو گھور رہی تھی، اس کے دل و دماغ میں ایک جنگ سی چھڑی ہوئی تھی، جسے نظر انداز کرتے ہوئے اس نے گفٹ کو ریپر سے آزاد کیا تھا، اس کے بعد اس نے ڈبے کا اوپری حصہ کھول کر اپنے سامنے کیا۔۔ اور حیرت سے اس گفٹ کو پھر دیکھنے لگی۔۔ جس میں اپیل کا موبائل فون تھا اور ساتھ میں ایک کاغذ تھا۔۔

آمنہ نے کاغذ اٹھا کر اپنے سامنے کیا تھا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا، اس کی نظریں ان لفظوں پر پھسلی تھی۔۔

اسلام و علیکم۔۔

"میں نے آپ کو موبائل بھیجا ہے اسے رکھ لیں، اس میں سم میں نے ایکٹویٹ کر دی ہے اور نمبر بھی ایڈ کر دیا ہے، کبھی بھی، کسی بھی وقت اگر میری ضرورت ہو تو آپ مجھے فون کر دیجئے گا۔ اور آپ یہ مت سوچیے گا کہ میں آپ کو امپریس کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ بلکل نہیں۔۔ مجھے آپ کو امپریس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ میرے نکاح میں ہیں تو آپ میری ذمہ داری ہیں جسے میں اپنی آخری سانس تک پوری کروں گا۔!!"

اللہ حافظ۔۔

یہ کاغذ پر لکھے چند الفاظ وہ پانچویں دفعہ پڑھ رہی تھی، پھر گفٹ اسی طرح واپس لپیٹ کر الماری میں رکھا۔۔ جیسے اس سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہو۔۔

محبت درد ہے یارا

محبت روگ ہے یارا  
کبھی پھولوں پر چلنا ہے  
کبھی کانٹوں پر چلنا ہے  
کبھی مایوس دل میں بھی  
وفا کا پھول کھلنا ہے  
کسی بے نام رشتے کی  
محبت درد دیتی ہے  
بڑی ظالم ہے یہ دنیا  
بڑی تکلیف دیتی ہے۔۔ (بقلم ثنا سفیان خان)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کے سات بج رہے تھے، جب ان کی گاڑی علی ہاؤس کی پورچ میں رکی تھی، پہلے عالیہ بیگم نکلی  
تھیں پھر انہوں نے ہاتھ پکڑ کر منہا کو نکالا اور اسے لے کر اندر چلی گئیں۔۔  
"پاپا آپ اپنی بہو کو ذرا دیکھ لیجئے گا، میں ابھی ایک گھنٹے میں واپس آتا ہوں مجھے کچھ ضروری کام  
ہے۔۔!!" اندر بڑھتے احسن علی کو روک کر جازب نے ان سے فرمائش کی تھی۔۔  
"ٹھیک ہے بیٹا جاؤ اور جلدی واپس آنا، کیونکہ اب میری بہو کو تمہیں ہی سنبھالنا ہے اور مجھے معلوم  
ہے کہ میرا بیٹا ایک اچھا بیٹا ہے اور اب ایک اچھا شوہر بھی بنے گا۔!!" احسن علی نے اس کی پیٹھ  
تھپتھپاتے ہوئے اسے کہا تھا۔۔ پھر زین اور جازب دونوں پورچ سے گاڑی نکال کر باہر نکلے تھے۔۔



اس وقت سکریٹ روم میں ساری ٹیم کے آفیسرز اکٹھے تھے جہاں جازب پہنچا تھا۔

"سر اس کیس کی سب سے اہم فائل آج ہمارے ہاتھ لگی ہے۔ آپ ایک بار اسے چیک کر لیجئے، ہو سکتا ہے ہمارے ہاتھ بہت کچھ مل جائے اور اسی کی ہمیں ضرورت بھی ہے۔!!" اسد نے اس کے ہاتھ میں ایک بہت ہی پرانی فائل پکڑاتے ہوئے اسے اس فائل کی انفارمیشن بھی دے رہا تھا۔

جازب نے فائل دیکھتے ہوئے ایک ایک پوائنٹ پر غور کیا۔

"ظفر اور کوئی انفارمیشن۔؟" جازب نے فائل بند کرتے ہوئے ظفر کی طرف دیکھا تھا اس کے چہرے پر چٹانوں سی سختی تھی۔

"سر وہ آپ کی انفو نکلوانے کے چکر میں پاگل کتے کی طرح ادھر ادھر سر مار رہا ہے کہ کون ہے جو آکر اس کے کھیل کو پلٹ رہا ہے۔!!" جازب لیپ ٹاپ پر نظریں مرکوز کیے ظفر کی بات سن رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک زہر خند مسکراہٹ نمودار ہو کر معدوم ہوئی تھی۔

"اس کو اپنا سر پیٹنے دیں، کیونکہ جب تک ہم نہیں چاہیں گے تب تک کوئی ہماری انفارمیشن نہیں نکال پائیگا، اس لیے بے فکر رہیں، لیکن اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھیں۔!!" جازب کی پرسوج نگاہیں گلاس وال سے باہر نکلی تھی۔

"یس سر۔!!" انہوں نے اس کی بات سے اتفاق کیا تھا اور سر ہلاتے ہوئے اپنے اپنے کام پر لگ گئے تھے۔





وہ رات گئے گھر لوٹا تھا، تھکا تھکا سا جیسے ہی لاؤنج سے گزر کر سیڑھیوں کی طرف بڑھا تبھی پیچھے سے عالیہ بیگم نے اسے آواز دے کر روک لیا۔

"جاذب میری جان اتنی رات گئے گھر لوٹے ہو۔؟ تو کیا ایسے ہی آگے بھی کرنے کا ارادہ ہے۔؟" بیٹا ایک ذمہ داری آپ نے لی ہے جسے نبھانا آپ کا اولین فرض ہے، اور مجھے یقین ہے کہ میرا بیٹا جیسے اپنے وطن کے لیے اپنا سب کچھ دے کر اپنا فرض ادا کر رہا ہے ویسے ہی اس فرض میں بھی سرخرو ہوگا۔!!"

انہوں نے اسے ڈانٹنے کے ساتھ ہی ایک بڑا سا ڈوز دیا تھا۔

"اما اپنے ایک فرض کو نبھانے کے لیے دوسرے فرض سے منہ نہیں موڑ سکتا، اور ابھی وہ کیسی ہے۔؟ دوا لی اس نے۔؟" جاذب نے انہیں تسلی دے کر اب پریشانی سے منہا کا پوچھ رہا تھا۔

"بیٹا میں نے اسے کھانا کھلا کر، دوا دے کر سلا دیا تھا لیکن۔؟" وہ کچھ پل چپ رہی تھیں۔

"لیکن کیا اما۔؟" وہ ان کے چپ ہونے پر الجھا تھا۔

"لیکن وہ بہت زیادہ چپ تھی اور ہو سکتا ہے ابھی وہ تمہیں ایکسپٹ نہ کرے، یا شاید تم سے ڈر جائے۔ کیونکہ اس کے چہرے پر ڈر اور خوف صاف جھلک رہا تھا۔ اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں کون ہوں۔؟ تو میں نے اسے کہا کہ اما ہوں تمہاری بھی۔ تمہیں پتہ ہے اما کے نام پر اس نے چونک کر میری طرف دیکھا تھا مجھے اس کی وہ نظریں نہیں بھول رہی ہیں، جیسے وہ مجھ میں کسی کا عکس ڈھونڈ رہی تھی اور شاید اس کے آگے بھی کچھ کہتی کہ اس سے پہلے ہی دوا نے اپنا کام کر دیا تھا اس لیے وہ سو گئی تھی لیکن اس کے دماغ میں کچھ چل رہا تھا اور مجھے لگتا ہے کہ وہ پینک کرے

گی لیکن تم اسے سنبھال لینا۔!!" انہوں نے پرسوچ سے اندازہ میں آج کی روداد سنا رہیں تھیں اور ساتھ ہی اپنے خیالات کا اظہار بھی کر دیا۔

"جی ماما۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ اور آپ پریشان نہ ہوں میں خیال رکھونگا، آپ اب جا کر سو جائیں۔!!" اس نے آگے بڑھ کر ان کی پیشانی چومی تھی اور شب بخیر بول کر اس نے تسلی دے کر انہیں روم کی طرف روانہ کیا اور خود اپنے روم میں داخل ہوا تھا۔

پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آن کر کے پورے کمرے میں نظر دوڑائی تھی لیکن بیڈ سے لے کر ہر جگہ خالی تھی، اس کی سوچ کے برعکس روم بالکل ویسا ہی تھا؛ پرفیوم اور ڈریسنگ ٹیبل کی ساری چیزیں زمین پر بکھری ہوئی تھی، تکیہ دیوار کی سلامی دے رہا تھا، چادر بیڈ سے اتر کر فرش کا منہ چوم رہی تھی، پورے کمرے کا ایسا حال تو اس نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔

اس نے ایک لمبی سانس لے کر اپنے آپ کو ریلیکس کیا تھا اور سب سے پہلے اس روم پر قبضہ جمانے والی اس کمرے کی مالکن کو ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی۔

اس نے دروازہ کو لاٹ کر کے دو منٹ چپ چاپ کھڑے ہو کر اسے محسوس کرنے کی کوشش کی تھی، کیونکہ وہ ایک بہت اچھا پولیس آفیسر تھا، اس کے سنس، احساسات اور وقت پر فیصلہ لینے کا ہنر ہی اسے ہر کیس میں جیت دلاتا تھا۔

وہ وہی کھڑا ابھی چاروں طرف نظر دوڑا رہا تھا کہ تبھی اسے دبی دبی سی سسکی سنائی دی تھی، وہ اس طرف بڑھنے لگا تھا۔ اس کے پیر بیڈ کے قریب جا کر تھمے تھے وہ ہر طرح کے حالات کے لیے تیار تھا۔

جاذب حیران ہوا تھا اس کی نظریں حیرت کے مارے پھیل گئی تھی کیونکہ منہا بیڈ اور سائیڈ ٹیبل کے بیچ میں جو تھوڑی سی جگہ تھی اسی میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"منہا۔۔!" جاذب نے بے اختیار اسے پکارا تھا لیکن جواب ندارد، اس نے آگے بڑھ کر سائیڈ ٹیبل ہٹا کر اسے بڑی نرمی سے نکال کر اپنے سامنے کھڑا کیا تھا۔ اور اس کا چہرہ دیکھ کر اسے شدت سے اس کا درد محسوس ہوا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس کے ساتھ زندگی اتنی بھی آسان نہیں ہونے والی ہے۔

کہتے ہیں نا زندگی کا اگلا موڑ کیا ہو گا یہ ہمارے رب کے سوا کون جانتا ہے، شاید وقت کچھ بے رحم تھا، یا شاید ان کی زندگی میں نیا موڑ آنے والا تھا۔

اس کی نظریں جیسے ہی منہا کی طرف اٹھی تھیں وہی ساکت ہو گئیں۔

ویران آنکھیں، کپکپاتے ہونٹ، زیادہ رونے کی وجہ سے سو جا ہوا لال سرخ چہرہ، وہ بے بسی کی مکمل تصویر بنی ہوئی تھی۔

"چھوڑیں مجھے، مجھے ماما کے پاس جانا ہے۔ مجھے یہاں نہیں رہنا۔ وہ۔۔ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔!!" اس نے اپنا ہاتھ جاذب کے ہاتھوں سے جھٹکا دے کر چھڑانے کی کوشش کی تھی اور وحشت اور خوف سے بڑبڑاتے ہوئے پسینہ پسینہ ہوئی تھی۔

"چپ بلکل چپ، تم ایس پی جازب علی کی دسترس میں ہو، اس کی بیوی ہو، تمہیں کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہے یہ ایس پی جازب علی کا وعدہ ہے۔!!" جازب کو اس کا خوف کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا اس لیے اس نے اس کا وہی ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا جس سے ان کے درمیان فاصلہ نہ ہونے کے برابر بچا تھا۔

"ماما۔۔ پاپا۔۔!!" اچانک وہ ہلک کے بل چیخی تھی، اس کی چیخ میں بڑی اذیت تھی اسے اپنے والدین کی یاد اور ان کی موت کا وہ منظر، خود کا گھر سے نکالے جانا، کسی کا اس کے سامنے پہاڑ کی طرح کھڑے ہو کر اس کی حفاظت کرنا، پھر ان گندے لوگوں کے ہاتھ لگنا، وہ اذیتیں برداشت کرنا اور پھر اسی محفوظ ہاتھوں میں پہنچ جانا۔۔ سب ذہن کے پردے پر لہرایا تھا۔

واہ رے قسمت کے کھیل آج پندرہ دن بعد اسے اپنے والدین یاد بھی آئے تو کس کے سامنے۔۔ اپنے مسیحا، اپنے ہمدرد، اپنے محرم کے سامنے۔۔

وہ بڑے درد سے چیخ رہی تھی، اور روتے ہوئے ہی جازب کو دھکا مارتے ہوئے خود سے دور کیا تھا۔۔ "ماما۔۔ پاپا۔۔ کہاں ہیں آپ۔ دیکھیں آپ کی منہا آپ کو پکار رہی ہے۔ آجائیں پلیز۔۔ مجھے تنہا نہیں کریں۔ ماما۔۔ ماما۔۔؟" وہ شدت سے روتے ہوئے دروازہ کی طرف بھاگی تھی۔

جازب اسے اس طرح چلاتے دیکھ کر اس کی طرف بڑھا تھا اور دروازہ سے باہر نکلنے سے پہلے ہی اسے پیچھے سے پکڑ کر خود سے لگایا تھا لیکن وہ اپنے آپ کو اس سے چھڑانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔۔



"منہا۔۔ منہا ادھر دیکھو میری طرف۔ مت کرو ایسا، اب وہ چلیں گئے ہیں، انہیں کیوں تکلیف دے رہی ہو۔۔؟" جازب نے اسے دبوچے ہی سمجھایا تھا لیکن اس کے چپخنے میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا، اس کو اسی طرح روتے دیکھ کر جازب نے اسے خود کی طرف موڑا اور اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا، اس کے رونے میں اور روانی آئی تھی وہ اس کے سینے سے لگی زارو قطار رو رہی تھی۔۔

"آج جتنا ان پر رونا ہے رولو، لیکن اس کے بعد میں تمہیں روتا نہ دیکھوں۔۔!!" جازب نے اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹے اسے مان بھری دھمکی دی تھی لیکن اسے معلوم تھا کہ اس دھمکی کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔۔

تقریباً بیس منٹ بعد اس کے رونے میں کمی آئی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی آواز آنا بند ہو گئی۔۔ ڈرگز کے سائیڈ افیکٹ کو دور کرنے کے لیے اور اس کے ڈپریشن کے لیے ڈاکٹر نے دوا دی تھی اور منہا نے اسے کھالی تھی اس لیے وہ روتے ہوئے ہی نیند کی وادیوں میں گم ہو گئی۔۔ وہ جازب کے اوپر اپنا پورا وزن ڈالے اب سکون سے سو رہی تھی، جازب کو اپنا سینہ اس کی سانسوں کی حدت سے جلتا محسوس ہوا تھا، اس نے اپنی گردن جھکا کر منہا کا چہرہ دیکھا۔۔ آنسوؤں سے بھیگا رخسار، اور ان پر بھیگی ہوئی بند پلکیں اپنا سایہ کیے ہوئے تھی، وہ پہلی بار مبہوت ہوا تھا لیکن یہ پل بس چند لمحے کا تھا، اس نے اپنا سر جھٹکا تھا اور اسے لیے ہی بیڈ پر لٹایا تھا، کمرٹ درست کر کے وہ خود واشروم میں گیا تھا تھوڑی دیر بعد وہ وہاں سے نکل کر اپنے اسٹڈی روم میں داخل ہوا تھا اور وہی ایک کیس کی فائل ریڈ کرتے ہوئے ہی سو گیا تھا۔۔

کبھی ہمیں اپنی زندگی سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ جب ایک در بند ہوتا ہے تو اللہ اگلا در کھول دیتا ہے، اور جو ہمارا رب ہمارے لیے کرتا ہے وہ بہتر سے بہترین ہوتا ہے۔۔۔  
 ہماری قسمت کا ورق جب پلٹتا ہے تو ہمیں نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اگلے ورق میں زندگی نے ہمیں کیا سبق سکھانا ہے۔۔۔ لیکن ہمیں ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سر ہیڈ کوارٹر سے کال آئی ہے کہ ہم کیس کو ری اوپن نہیں کر سکتے۔ یہ ہم سب کے لئے مشکل پیدا کر سکتا ہے اور اگر ہمیں اپنے کیس میں آگے بڑھنا ہے تو کیس ری اوپن نہ کر کے بلکہ پہلے ہمیں اس کی انفارمیشن چاہیے۔۔۔!!" آج پھر ان کی میٹنگ جاری تھی اور اسد نے ہیڈ کوارٹر سے آئی فون کالز کے بارے میں اسے بتایا تھا۔۔۔

"سر اس فائل کو کھنگالنے کے بعد اور انفارمیشن نکالنے کے بعد ہمیں یہی تک پہنچ سکے ہیں کہ اسی کیس کے ساتھ جڑا ہوا ہے ہمارا پہلا کیس۔ سر آپ نے ایس پی عرفان ندیم کا نام تو سنا ہی ہوگا۔۔۔؟ انہیں کون نہیں جانتا ہے۔۔۔؟ جن سے دشمن کانپ جاتے تھے، اپنے وطن کے لیے انھوں نے بہت ساری قربانیاں دی ہیں اور ایسے ایسے کیس حل کیے تھے جو عام پولیس والے یا پھر کسی آفیسرز کو کرنا بہت ہی مشکل کام تھا، سر لیکن ان کے ساتھ ان سے نچلی پوسٹ پر کام کر رہے ان کا دایاں بازو کہے جانے والے ان کے دوست جمال ملک کا بھی کمال تھا۔۔۔!!" ظفر اسے اس کس کے مطلق انعام کر رہا تھا، وطن کی ان محافظوں کے چہرے پر اس وقت چٹانوں جیسی سختی اور آنکھوں میں ایک جنون تھا۔۔۔

"ہاں۔۔ ایس پی عرفان ندیم کو کون نہیں جانتا ہے۔۔؟ وہ ہمارے رول ماڈل ہیں انہی کے نقش قدم پر ہم چل رہے ہیں اور یہاں تک پہنچے ہیں، انہوں نے بہت ساری قربانیاں دی ہیں اور انہیں قربانیوں میں شہید کا درجہ بھی انہیں ملا ہے۔۔ لیکن جہاں تک معلومات کے مطابق انہیں کسی قریبی دوست نے ہی دھوکہ دیا تھا، اور اس وقت وہ وہیں کی جیل میں بند ہیں، انہیں عمر قید کی سزا سنائی گئی تھی، ہمیں سب سے پہلے ان سے ملنا چاہیے تبھی ہم اس پر کام کر سکتے ہیں اور یہ کیس ہمارے پچھلے سارے کیسز سے جڑا ہوا ہے۔ میں وہاں جا رہا ہوں اور آپ سبھی لوگ یہاں کے چپے چپے پر نظر رکھ کر مجھے انفارم کرتے رہیگا۔؟ الحمد للہ ہم اس کیس کے کافی قریب ہیں۔۔!!" وہ اپنے چہرے پر ایک جنون لیے ان سے مخاطب تھا۔

"ایس سر ہم اپنے جان کی بازی لگا دیں گے لیکن اپنے فرض سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔۔!!" سب نے ایک ساتھ کہا اور اپنی اپنی تیاری میں لگ گئے۔۔

جب وطن کے محافظ ٹھان لیں تو انہیں کوئی پیچھے نہیں ہٹا سکتا ہے۔۔

ہر محافظ کی زندگی میں ایک بار ایسا وقت ضرور آتا ہے جب اسے فرض اور رشتے میں سے کسی ایک کو چننا پڑتا ہے، لیکن فرض اور رشتوں میں ہمیشہ فرض کو آگے رکھنے والے محافظ ہی اچھے سولزر کہلاتے ہیں۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح کا سورج پورے آب و تاب سے چمک رہا تھا، جاذب کی آنکھ کھلی تو وہ فوراً اٹھ کر روم میں داخل ہوا تھا، اس کی سیدھے نظر منہا پر پڑی جو ایک لگاتار چھت کو گھور رہی تھی جیسے اس میں کچھ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی ہو۔

جاذب اسے دیکھتے ہی فریش ہونے واش روم چلا گیا، نکل کر باہر آیا تب بھی وہ ویسے ہی چھت کو گھور رہی تھی۔

یہ وہ منہا تو نہیں تھی جو ہر کسی کی بول بند کروا دیتی تھی۔؟ جو ایس پی جاذب علی جیسے آفیسر کی بھی بولتی بند کروا سکتی تھی۔

ایسے ہی آنے والے دس دنوں تک یہی سلسلہ چلتا رہا تھا، وہ صبح جب اٹھتا تھا تو وہ ایسے ہی کسی چیز پر اپنی نظریں مرکوز کئے ساکت سی پڑی رہتی تھی اور جب رات میں آتا تھا تو وہ دوا کے زیر اثر سوئی ملتی تھی، نہ ہی کسی سے بات کرتی تھی اور نہ ہی کوئی رسپانس دیتی تھی۔ لیکن ڈاکٹر کے مطابق یہ بہت خطرناک ثابت ہو سکتا تھا، اگر وہ ایسے ہی رہتی تو اس کا ڈپریشن سے نکلنے کے چانسز بہت کم تھے۔

"مجھے ہر حال میں کچھ کرنا ہوگا، میں تمہیں ایسے ہی نہیں چھوڑ سکتا۔؟ میں تم سے کوئی شدید قسم کی محبت نہیں کرتا لیکن تم میری عزت ہو، مجھ سے جڑی ہو، اور میں نے تمہیں اپنی دلی رضامندی سے قبول کیا ہے، تو اب تم میری ہو، اور آج میں تم سے اور خود سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تم کو پہلے والی نڈر منہا بنا کر رہونگا، یہ ایک شوہر کا اس کی بیوی سے وادہ ہے۔!!" جاذب اپنے آپ سے بڑبڑایا تھا اور بس فیصلہ ہو گیا تھا۔ وہ اپنے والدین کے روم میں اجازت لے کر داخل ہوا تھا۔



"آؤ بیٹا جانی۔۔ سب خیریت تو ہے نا۔۔؟ کوئی کام ہے۔۔؟" وہ جیسے ہی عالیہ بیگم کے پاس گیا تھا وہ فوراً شروع ہو گئی تھیں۔۔

"ماما سب خیریت ہے، میں آپ دونوں سے کچھ کہنے آیا ہوں، پاپا آپ یہاں بیٹھیں پلیز۔۔!!" جازب نے ہاتھ سے پکڑ کر احسن علی کو بھی عالیہ بیگم کے پاس صوفے پر بیٹھایا تھا۔

"جازب تم اب ڈرا رہے ہو مجھے، جلدی سے بتاؤ کہ کیا بات ہے۔۔؟" عالیہ بیگم پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔

"ماما آپ تو جانتی ہی ہیں کہ میری جاب کیسی ہے۔۔؟ ہم وطن کے محافظ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اپنے وطن کی حفاظت کا زمہ اپنے مضبوط کاندھوں پر لے کر نکلتے ہیں۔۔!!" وہ ان کے آگے گھٹنے کے بل بیٹھ کر ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر تمہید باندھ رہا تھا۔

"پاپا میں بیس دنوں کے لیے شہر سے باہر جا رہا ہوں اپنے کیس کے سلسلے میں، مجھے جانا ضروری ہے، لیکن ایک اور بھی بات ہے۔۔!!" وہ کچھ پل کے لیے چپ ہوا تھا۔

"جیسے کہ آپ منہا کی حالت کو دیکھ رہے ہیں۔۔؟ ان دس دنوں میں ڈاکٹر کے مطابق کوئی سودھار نہیں ہوا ہے اور یہ اس کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔۔ اس لیے میں اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ جیسی منہا میں نے دیکھ رکھی ہے میں بیس دن بعد ویسی ہی منہا آپ کے سامنے پیش کرونگا۔۔ بس آپ مجھے اجازت دیجئے۔۔!!" اپنے مجرموں کو کانپنے پر مجبور کر دینے والا ایس پی جازب علی آج اپنی بیوی کو زندگی کی طرف لانے کے لیے کچھ بھی کر گزرنے کو تیار تھا۔

اور یہی چیز اس کے والدین نے نوٹ کی تھی۔۔

"بیٹا میں جانتی ہوں کہ وہ ان حالات کو، اپنے رشتے کو، اپنے والدین کی موت کو قبول نہیں کر پارہی ہے، ہم نے ان دس دنوں میں بہت کوشش کی ہے کہ وہ ہمارے بیچ بیٹھے، ہم سے بات کرے لیکن ہم اس کی یہ خاموشی نہیں توڑ پائے ہیں۔۔؟ لیکن ہم دعا کریں گے کہ جیسے تم لے کر جا رہے ہو، اس میں اللہ تمہیں کامیاب کرے۔ ہمیں ہماری ہنستی مسکراتی بہو ملے، اس سے زیادہ ہمیں کیا چاہیے۔۔!!" عالیہ بیگم نے محبت سے سرشار ہو کر اپنے بیٹے کی پیشانی چومی تھی۔۔

"کب تک جانا ہے۔۔؟" احسن علی نے اس کی پیٹھ کو تھپتھپاتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔۔

"پاپا کل صبح میں نکلنا ہے، اس لیے میں زین سے ملنے جا رہا ہوں۔۔!!" وہ انہیں انعام کر کے اب ان سے ہلکی پھلکی باتیں کر رہا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دسمبر کا مہینہ ہونے کی وجہ سے پورا صوبہ اتر پردیش ہی ٹھنڈ سے ٹھٹھر رہا تھا اور زین اتنی سردی میں لان میں جھولے پر بغیر شال یا سویٹر کے بیٹھا چاند پر نظریں مرکوز کیے کسی اور دنیا میں پہنچا ہوا تھا۔۔

"کیوں۔۔؟ کیوں مجھ پر اعتبار نہیں آپ کو۔۔؟ کیوں آپ مجھے میری ہی نظروں میں گرا رہی ہیں۔۔؟" وہ دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوا تھا جو پہلی فرصت میں اس کے دل پر قبضہ جما کر بیٹھ گئی تھی، وہ اسے بن دیکھے ہی تنہا عشق کی منزلیں طے کرتا آگے بڑھ رہا تھا۔۔

اس کی آنکھیں شدت ضبط سے نم ہوئی تھی، اسے ایک عجیب سی بے چینی نے گھیرا ہوا تھا، جیسے زندگی تھم گئی ہو، اسے وحشت ہوئی تھی۔۔

وہ ان بیس دنوں میں ایک بار بھی اس کے سامنے نہیں گیا تھا، وہ اپنا ضبط آزما رہا تھا۔  
 زین لال انگارہ آنکھیں موندے جھولے کی بیک سے ٹیک لگائے پیر کو ہلا رہا تھا جیسے اپنی بے چینی کو  
 کم کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔۔

"سارا قصور آپ کا ہے۔ آپ کی چاند جیسی آنکھوں کا ہے۔ مجھے عشق کی بھٹی میں جھونک کر آپ کیسے  
 سکون سے رہ سکتی ہیں۔؟ مجھ سے میرا چین، میرا سکون سب آپ نے چھین لیا ہے زندگی بے رنگ  
 کر دی ہے آپ نے۔!!" اس نے اپنی آخری بات کو خود نکارا تھا، شدت غم سے اس کی آنکھیں  
 بے اختیار نم ہوئی تھیں۔۔

"نہیں۔۔ نہیں آپ نے میری زندگی بے رنگ تو نہیں کی ہے بلکہ آپ کے آنے سے میری زندگی  
 میں رنگ ہی رنگ بھر گئے ہیں، آپ میری ہیں آمنہ اور ہمیشہ میری ہی رہیں گی، میں کبھی آپ کو  
 خود سے جدا نہیں کرونگا۔ کبھی بھی نہیں۔!!" اپنی اس سوچ پر وہ بے تحاشہ چونکا تھا پھر اپنی ہی  
 بات پر اسے روح تک سکون اتر آیا تھا معلوم نہیں کیوں۔۔؟ وہ اپنے آپ ہی اب مسکرایا تھا، اور  
 اس کی اس مسکراہٹ کو دیکھ کر ہی کوئی بہت ہی جاندار طریقے سے مسکرا دیا۔۔

"تمہیں معلوم ہے جگر کہ دنیا میں دو طرح کے لوگ پاگل کہلاتے ہیں ایک تو وہ جو سچ میں پاگل ہو  
 اور دوسرا جو محبت میں دیوانہ ہو اسے بھی لوگ پاگل کہتے ہیں۔!!" جازب کچھ پل اسے دیکھتے رہنے  
 کے بعد اس کے قریب ہی جھولے پر دھپ سے جا کر بیٹھا تھا۔۔

"ہے جگر تو کب آیا۔۔؟" زین اسے دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔

"جب میرا یار کسی اور کے خیالوں میں گم تھا۔!!" جازب نے کافی سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔

"دفع کر میرے خیالوں کو تم پہلے یہ بتاؤ کہ کب جانا ہے تمہیں اور ہاں سن اپنا اور میری بہن کا بہت ڈھیر سارا خیال رکھنا، ویسے اگر تمہاری پر میشن ہو تو میں کل مل لو آکر۔۔؟" زین نے فوراً بات بدلی تھی اور وہ اب اس کے جانے کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

"زین۔۔!!" جازب نے اپنی گردن ٹیڑھی کر کے اسے گھورتے ہوئے اس کا نام لیا تھا جیسے اسے تنبیہ کرنے کی کوشش کی ہو کہ مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتے ہو۔۔

اس کے ایسا کرنے پر کچھ پل ان کے بیچ خاموشی رہی پھر زین نے اپنی نظریں سامنے مرکوز کرتے ہوئے اسے شروع سے اب تک سب کچھ حرف بہ حرف بتا دیا۔۔

"جہاں تک مجھے لگتا ہے زین انہوں نے بہت ٹف لائف دیکھی ہے، اس لیے اب وہ کسی پر یقین نہیں کر پا رہی ہوں گی، میں جانتا ہوں کہ تم شوہر ہو ان

کے، تم پر انہیں آنکھ بند کر کے بھروسہ کرنا چاہیے، کیونکہ تم نے ہر مشکل گھڑی میں ان کا ساتھ دیا ہے، جب سے ان کی زندگی میں آئے ہو کبھی کوتاہی نہیں کی ہے، لیکن کیا تمہیں معلوم ہے زین کہ کسی بھی عورت کے دل میں اپنے لیے جگہ بنانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے کیونکہ وہ جب چاہیں تبھی کوئی اس دل کی مسند پر براجمان ہو سکتا ہے اور اگر وہ نہیں چاہیں تو وہ اپنے دل کے دروازے ایسے بند کر لیتی ہیں کہ کسی طوفان سے ٹکرا کر بھی وہ نہ کھلے۔۔ اس لیے ابھی کے لیے بس اتنا ہی کہ تم انہیں وقت دو، اور اپنا احساس کراؤ کہ تم کوئی غیر محرم نہیں ہو بلکہ ان کے بہت اپنے

ہو۔۔!!" جازب خود بھی کھویا کھویا سا اسے سمجھا رہا تھا، اس وقت اس کے چہرے پر ایسی نرمی تھی جیسے



وہ بہت خاص کے لیے اس کا بچاؤ کر رہا ہو، ایک پل کے لیے وہ خود حیران ہوا تھا پھر سر جھٹک کر مسکراتے ہوئے اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا تھا۔

"او اجڑی ہوئی ریاست کے لوٹے ہوئے سلطان تم یہ اپنا مجنوں پن ہٹاؤ اور لگ جاؤ اپنی ذمہ داری پر، اور ہاں آفس کا کام اپنے سیکرٹری کو اچھے سے سمجھا دینا، پاپا پر کوئی دباؤ نہیں ہونا چاہیے، اور ہاں علی ہاؤس کی سیکورٹی بڑھا دو، اگر میری فیملی پر ایک کھروچ بھی آئی تو میں اس ایم جے کو زمین میں زندہ گاڑ دوں گا۔!!" اس وقت اپنی فیملی کی فکر میں جازب کے چہرے پر نرمی کی جگہ سختی نے لے لی تھی، چہرہ بالکل سپاٹ تھا اور آنکھوں سے جیسے شعلے نکل رہے تھے۔

"میں سب دیکھ لوں گا تم بے فکر ہو کر یہاں سے جاؤ، اور ہاں اپنا بہت زیادہ خیال رکھنا۔!!" زین نے اسے تسلی دی تھی اور پھر دونوں ادھر ادھر کی باتوں میں لگ گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اٹھا تھا وہاں سے گھر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح کا سورج پورے آب و تاب سے چمک بکھیر رہا تھا ہر طرف اندھیرے کو چیرتی ہوئی روشنی نے اپنے پر پھیلانے تھے، جازب صبح فجر کی نماز پڑھ کر جاگنگ کرنے گیا تھا اور اب واپس آکر اپنے روم میں داخل ہوا، شاید وہ پوری رات نہیں سویا ہوا تھا اس لیے اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہوئی تھیں، اس وقت اس کا بیڈ روم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا جسے اس نے لائٹ جلا کر ختم کر دیا تھا، پھر وہ بیڈ پر سوئے ہوئے اس وجود کو دیکھے بنا ہی آگے بڑھ کر ونڈو سے پردے ہٹا کر اب اس کی طرف متوجہ ہوا تھا جو اس کے بیڈ پر پہلے دن سے اپنا قبضہ جما کر بڑی ہی شان سے کسی شہزادی کی طرح

سوئی ہوئی تھی، لیکن یہ تو وہی جانتا تھا کہ یہ نیند دوائیوں کے مرہون منت ہے۔۔۔ وہ اب اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔۔

پہلے کی بانسبت اب وہ کچھ حد تک ٹھیک تھی اس لیے اب چہرہ بھی اپنے اصل سنہرے رنگ میں آچکا تھا، چھوٹی سی پیاری سی ناک، خوبصورت گلابی چھوٹے سے ہونٹ جو تھوڑے سا کھولے ہوئے تھے، بڑی بڑی آنکھیں اس وقت بند تھی لیکن اس پر بے حد گھنی خمدار پلکیں اپنا سایہ کیے کسی کو بھی مبہوت کر دینے کی صلاحیت رکھتی تھیں، اس کی نظریں اس کے چہرے کا طواف کرتے ہوئے ایک جگہ ٹھہری تھی، اس کا چہرہ فوراً غصے کی شدت سے لال ہوا تھا اس نے اپنی مٹھیوں کو بھینچ کر اپنے غصے کی شدت کو کم کرنا چاہا تھا۔۔۔ وہ اپنے ہونٹوں کو بھینچے ایک لمبی سی سانس لیتا آگے بڑھ کر اس کے قریب ہی بیڈ پر بیٹھ گیا تھا، اس کی نظریں ابھی بھی وہیں ٹکی ہوئی تھی؛ اس کی چھوٹی سی پیشانی پر تھوڑے دانے سائیڈ پر ایک گہرا سا نشان تھا، شاید جب وہ ان لوگوں کے پاس تھی تو اسے کسی چیز سے مارا گیا تھا جس سے یہ نشان اس کی پیشانی پر تھا۔۔

"ایک ایک حرکت کا بدلہ لوں گا، جس نے تمہیں تکلیف پہنچانے کی کوشش کی ہے؛ جس کی وجہ سے تم اپنا آپ بھول چکی ہو میں انہیں ایسے کیسے جانے دے سکتا ہوں۔۔؟ تمہاری ہر تکلیف سے کہیں زیادہ میں انہیں تکلیف دوں گا، یہ تم سے وعدہ ہے وانٹی۔۔!!" اپنی نظروں سے ہی جاذب نے اس نشان پر مرحم رکھنے کی کوشش کی تھی، اس کی بے قرار نظریں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھی، لیکن اسے چھونے کی غلطی نہیں کی تھی، کیونکہ وہ نیند میں تھی اور جاذب علی کسی کی نیند کا فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا اور ابھی وہ تو سمجھنے کی کنڈیشن میں بھی نہیں تھی۔۔

منہا نیند میں ہی گھبرائی تھی۔۔! شاید اس کے لفظوں کی شدت تھی یا اس کی سلگتی پر حدت نگاہوں کے حصار میں خود کو محسوس کرتے ہوئے اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔۔

ان دس دنوں میں وہ پہلی بار اس کے اتنا قریب بیٹھا نظر آیا تھا، منہا کی آنکھیں اسے اس طرح خود پر جھکے دیکھ کر خوف سے اور زیادہ بڑی ہوئی تھی، اسے دیکھتے ہی منہا نے چلانے کے لیے جیسے ہی اپنے ہونٹوں کو کھولا تھا، اس نے فوراً اس کے ہونٹوں پر اپنے شہادت کی انگلی رکھ کر چپ کروا دیا تھا۔۔

"چپ بلکل چپ، اگر چلانے کی کوشش بھی کی تو ابھی اٹھا کر تمہیں اس کھڑکی سے باہر پھینک دوں گا۔!!" جاذب نے اپنے چہرے پر مصنوعی غصہ لاتے ہوئے اسے کھڑکی کی طرف اشارہ کر کے دھمکی دی۔۔

اگر یہاں پہلے والی کانفیڈنٹ منہا ہوتی تو اس دھمکی کے جواب میں وہ بھی اسے دھمکی دیتی لیکن یہ تو کوئی اور ہی منہا تھی جو اس کی دھمکی سن کر آنکھوں میں آنسو بھر لائی تھی۔۔ اور بس یہی چیز تو جاذب کے دل پر ٹیس بن کر کے لگتی تھی۔۔

"میں بتا رہا ہوں وائفی اگر ایک بھی آنسو گرا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا، اور چلو تیار ہو جاؤ تم میرے ساتھ جا رہی ہو۔!!" اسے پھر دھمکی دینے کے بعد وہ اپنا فرمان جاری کر کے اس پر جھکا تھا اس کی گرم سانسیں منہا کو اپنے گال کو جلاتی محسوس ہو رہی تھی اس نے اپنی آنکھیں زور سے میچھی اپنی سانسیں تک روکے بیٹھی تھی؛ جاذب نے بڑی عقیدت اور احترام سے اس کی پیشانی کے اسی نشان پر اپنے پر حدت دہکتے ہونٹ رکھے تھے جیسے اس کے زخم پر مرہم رکھنے کی کوشش کی ہو۔۔

وہ پہلی بار خوفزدہ ہونے کے بجائے گھبرائی تھی جس سے اس کی پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں چمک پڑی تھیں۔

جاذب نے اسے گھبراتے دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر دلفریب سی مسکان سچی تھی، اچانک سے اسے دیکھتے رہنے کی خواہش اس کی رگوں میں خون بن کر دوڑی تھی وہ خود پر حیران ہوا تھا۔

"تم جاؤ فوراً تیار ہو کر واپس آؤ، ہمیں ابھی بس ایک گھنٹے کے اندر اندر نکلنا ہے اور خبردار کوئی داویلا شروع نہیں کرنا، کیونکہ جانا تو تمہیں میرے ساتھ ہی ہے۔!!" وہ اپنی ابھی کی کیفیت سے خود پریشان تھا اس لئے اس پر چڑھ دوڑا تھا۔

منہا اسے خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہی تھی اور فوراً واشروم میں گم ہوئی تھی کیونکہ ان دس دنوں میں یہ پہلی بار ہوا تھا کہ وہ اس سے اس طرح کا رویہ اختیار کر رہا تھا، اتنے دنوں میں اس کا جاذب سے آگاہ سامنا ہی جیسے بہت کم ہوا تھا اس لیے اسے اس لہجے اور رویے کی عادت نہیں تھی۔

لیکن جاذب کو یہ لہجہ اختیار کرنا پڑا تھا ڈاکٹر کی وجہ سے، اسے ڈاکٹر کی باتیں یاد آئی تھیں۔

"اس ڈرگز کے اثر کو کم کرنے کے لیے ہم نے جو دوا دی تھی وہ بس لاسٹ تین دن تک چلے گی، اس کے بعد انہیں دوا بند کرنی ہوگی لیکن ہمیں پتہ ہے یہ تھوڑا مشکل ہے کیونکہ اس دوا سے ان کو رات میں نیند بھی آتی ہوگی اور آرام بھی رہتا ہوگا، انہیں دوا کو چھوڑنے کے لیے بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا، اور مسٹر جاذب زخم تو ان کے بھر گئے ہیں لیکن وہ ذہنی طور پر اس اثر سے باہر نہیں آ رہی ہیں جس کے لئے ہمیں ایک طریقہ آزمانا پڑے گا، اور وہ طریقہ یہی ہے کہ آپ کیسے بھی کر کے انہیں بس بزی رکھیں جس سے انہیں سوچنے کا موقع نہیں ملے گا تو وہ ٹینشن میں نہیں



پہنچیں گی، مسٹر جازب اگر وہ اس سے ٹھیک ہو گئی تو زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ رپورٹ کے مطابق اگر وہ کچھ دنوں تک ایسے ہی رہی تو۔۔؟" ڈاکٹر نے تفصیل سے اسے بتایا تھا اور وہ ڈاکٹر کے اس تو۔۔ سے آگے نہ بولنے پر بھی سمجھ گیا تھا۔

"مجھے کیا کرنا ہے میں اچھے سے سمجھ گیا ہوں، اور انشاء اللہ اگلی رپورٹ بالکل نارمل ہوگی۔!!" جازب وہاں سے ایک عظم سے نکلا تھا۔

وہ سوچوں میں غرق تھا، اس کے جانے کے بعد جازب اپنے سر میں ہاتھ پھیرتا بے چینی سے اپنے کمرے میں ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔

اس کا ایسا حال تو کبھی نہیں ہوا تھا، اس وقت وہ انگاروں پر لوٹ رہا تھا، وہ صرف اسے دیکھتے رہنے کی چاہ میں بے چین ہوا تھا۔

"یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔۔؟ کہیں میں پاگل واگل تو نہیں ہو گیا ہوں۔۔؟ یا پھر مجھے بھی ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔۔!" وہ اپنی حالت پر افسوس اور حیرت میں تھا۔

شاید محبت ایسی ہی ہوتی ہے جو اچانک کسی کو بھی اپنے دل میں بسا کر اسے سب سے اونچی مسند پر بیٹھا دیتی ہے، اور یہاں تو بات اپنے محرم کی تھی پھر بھلا محبت اپنا سایہ اس پر کیسے نہیں کرتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دونوں اس وقت تیار ہو کر لاؤنج میں بیٹھے تھے، اس نے خود سفید ٹی شرٹ، کالے رنگ کی پینٹ اور ٹی شرٹ پر ہی بلیک لیڈر کی جیکٹ پہنے بے حد وجیہ لگ رہا تھا۔

"بیٹا اپنا بہت زیادہ خیال رکھنا اور منہا کا بھی، ابھی بھی وہ اس حال میں نہیں ہے کہ دن بھر اسے چھوڑ کر رہا جائے۔ اس لیے اس کا بہت زیادہ خیال رکھنا۔ اور تمہارا بیگ میں نے پیک کروا دیا تھا لیکن منہا کا صرف ایک ہی جوڑا ہے جو میں نے تمہارے بیگ میں رکھوا دیا ہے، میں خود بھی شاپنگ کرنے جانا چاہتی تھی پر بچی کی طبیعت ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے نہیں جاتی تھی لیکن یہ تمہاری ذمہ داری ہے اس کی ہر چیز کا تم خیال رکھو۔ اس کی ساری ضرورت کی چیزیں تم لے کر اسے وہاں دو گے میں خود یہاں لے لیتی لیکن میرے پاس وقت نہیں ملا تھا۔!!" عالیہ بیگم کے کہنے پر اس کی نظر منہا کی طرف اٹھی تھی جو لائٹ پنک کلر کے شلوار سوٹ میں بلیک کلر کی شال اپنے سر سے لے کر کندھوں پر اوڑھے ہوئے تھی، لیکن چہرہ جذبات سے عاری تھا۔

"بیٹا اسے ایسے دیکھنے سے اس کے کپڑے بدل نہیں جائیں گے یہ دو جوڑے زین سے میں نے ہی ہاسپٹل والے لاسٹ دن کو منگوائے تھے۔!!" جازب کے ایسے دیکھنے پر اس کی ماما نے جھاڑا تھا۔

"ماما میں خیال رکھوں گا۔!!" پہلے تو اپنی اس کوتاہی پر خود کو کوسا تھا اور پھر عالیہ بیگم کو تسلی دی۔

"جازب شازمہ کی چھٹی ختم ہونے والی ہے تو وہ بس اسی ماہ میں شاید آجائے۔ ہمیں اسے بتا دینا چاہیے تھا پتہ نہیں کیوں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔!!" عالیہ بیگم کافی پریشان لگ رہی تھیں۔

"ماما آپ کو کیوں ڈر لگ رہا ہے اور جس بات کی طرف آپ اشارہ دے رہی ہیں میں اسے کچھ مانتا ہی نہیں ہوں کیوں کہ میں نے کبھی بھی اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی ہے۔ تو پھر اسے میرے شادی کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے اور اگر اسے فرق پڑ رہا ہو گا تو مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا ہے۔ اور دوسری بات آپ کو میرے نکاح کا بتا دینا چاہیے تھا یہاں تک کہ ہمارے ہر

ریلیشن میں بتا دینا چاہیے تھا۔!!" اس نے شعلہ برساتی سرد بے تاثر آنکھیں لیے ان سے مخاطب ہوا تھا۔

"میں نے منہا کی طبیعت کی وجہ سے نہیں بتایا تھا کیونکہ سب لوگ ہو سکتا ہے آنے لگتے اور ایسے حالات میں ہم کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتے تھے اس لئے میں نے کسی کو بھی نہیں بتایا لیکن تم جیسے ہی ادھر سے واپس آؤ ہم پوری شان سے تمہارا ولیمہ کریں گے انشاء اللہ۔!!" انہوں نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ نکلنے کے لیے کھڑا ہوا تھا اس کی نظر پھر دروازہ پر پڑی تھی وہ پچھلے پندرہ منٹ سے ایسے ہی چپ چاپ کھڑی فرش کو گھور رہی تھی، جیسے سب سے ضروری کام وہی ہو۔ اسے اس طرح کھڑے دیکھ کر اس نے اپنی ماما کو اشارہ کیا کہ وہ اسے لے کر آئیں۔ اور وہ خود نکل کر پورچ کی طرف بڑھا تھا تبھی اس کے پاپا اور زین ایک ساتھ گیٹ سے اندر داخل ہوتے نظر آئے۔ زین اس کی طرف آنے کے بجائے سیدھے منہا کی طرف بڑھا تھا اور اس کے سامنے جا کر کھڑا ہوا تھا۔

منہا کے چلتے قدم اپنے سامنے کسی کو کھڑے دیکھ کر فوراً تھمے تھے اس نے نظر اٹھا کر اوپر دیکھا تھا۔

بے حد وجیہ، خوب رو چہرہ اس کے سامنے تھا۔

"آپ کو مجھ سے ڈرنے کی یا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، میں آپ کے شوہر نامدار کا بچپن کا دوست پلس بھائی ہوں اور اب آپ کا پکا والا بھائی ہوں، آپ کو کسی بھی موڑ پر اپنے بھائی کی

ضرورت محسوس ہو آپ مجھے بس ایک آواز دینا میں بوتل کے جن کی طرح حاضر ہو جاؤں گا۔!!" وہ اس کے ڈر کو ختم کرنے کے لیے بڑے مزاحیہ انداز میں اپنا انٹرو کروا رہا تھا، اور سبھی لوگ انہیں بڑی دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

زین کے اس طرح بولنے پر منہا کی خوفزدہ نظریں جاذب کی طرف اٹھی تھی جیسے کہہ رہی ہوں کہ یہ کون ہے..؟ تم بچا لو مجھے جیسے ہمیشہ بچاتے ہوئے آئے ہو۔

ان نظروں میں اپنے لیے مان دیکھ کر جاذب پہلے سرشار ہوا تھا پھر نظروں ہی نظروں میں اسے تسلی دی تھی۔ "کہ میں ہوں نا، تمہیں پریشان ہونے یا ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" اب وہ مسکرایا تھا کیونکہ اس کے اشارے پر ہی وہ ڈر اور خوف سے آزاد ہوئی تھی۔

"ارے آپ اس کی طرف کیوں دیکھ رہی ہیں۔؟ اس کا کام صرف لوگوں کو ڈرانا اور دھمکانا ہے لیکن آپ کو اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، یہ زیادہ سے زیادہ گھوریاں ڈال سکتا ہے باقی کچھ نہیں۔!!" وہ اپنے چہرے پر نرم سی مسکراہٹ لئے اس کے معصوم سے چہرے کو احترام بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

منہا کے چہرے پر ایک چھوٹی سی مسکراہٹ تک نمودار نہیں ہوئی۔

جاذب اسے اس طرح دیکھ کر اپنے ارادے کو اور بھی مضبوطی سے اپنے ذہن سے باندھ لیا کہ ہر حال میں اسے زندگی سے خوشیوں کو قصیدہ کرتی ہوئی، اپنے حقوق کے لیے دوسروں سے لڑتی ہوئی منہا بنا کر رہے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆



لکھنؤ سے چار گھنٹے کی مسافت پر واقع ایک چھوٹے سے شہر میں وہ دونوں پہنچے تھے، اس نے گاڑی ایک چھوٹے سے مگر پیارے سے گھر کے سامنے روکی تھی۔ منہا سارے راستے وقفے وقفے سے سوتی رہی تھی؛ جازب جیسے ہی اس کی طرف کے گاڑی کا دروازہ کھول کر کھڑا ہوا تھا اس کی نظر سیدھے منہا پر پڑی تھی۔

سورج کی سنہری کرنیں اس کے چہرے پر پڑتی اسے اور بھی سنہرا بنا رہی تھیں، اس کی بند پلکوں کی جھلر بھی اس وقت ان سنہری شعاؤں سے ایک الگ ہی منظر پیش کر رہی تھی، جازب کی بے تاب نظریں اس کے چہرے سے ہٹنے سے انکاری ہوئیں تھیں۔

وہ سویا ہوا نازک سا وجود اس کے دل میں ہلچل مچا رہا تھا۔

"یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔؟ میں ایسا تو کبھی نہیں تھا پھر اب۔۔ نہیں۔۔ نہیں ہم وطن کے محافظ ہیں ہمیں کسی سے محبت بہت مہنگی پڑ سکتی ہے لیکن ہمدردی نہیں، اور مجھے صرف تم سے ہمدردی ہے، ہاں شاید۔۔!!" اس نے اپنے دل میں ہلچل مچاتے ان جذبات سے خود ہی انکاری ہوا تھا، دل زور و شور سے دہائیاں دے رہا تھا لیکن اس نے اپنے کانوں کو بند کر لیا تھا۔ اس کی نظر ایک بار پھر منہا پر گئی تھی جو ابھی تک ویسے ہی سو رہی تھی۔

"منہا۔۔ منہا۔۔!!" اس نے نرمی سے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے اسے جگایا تھا۔

"ہاں۔۔!" وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی اور اب چاروں طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی پشت سے اپنی بند پلکوں کو رگڑ رہی تھی۔

اسے چھوٹے بچوں کی طرح آنکھیں ملتے دیکھ کر جاذب کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جسے اس نے اپنے ہونٹوں کو بھیج کر روکنے کی کوشش کی تھی۔

"چلو اندر۔۔!!" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے دو لفظ بول کر اپنا ہینڈ کیمری نکال کر گھر کے اندر داخل ہوا تھا۔

گیٹ پر کھڑے چوکیدار نے اسے فوراً سلام کیا تھا، اس نے سر ہلاتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گیا تھا بناء یہ دیکھے کہ وہ اس کے پیچھے آرہی ہے یا نہیں۔۔ وہ بیڈروم میں جا کر ابھی کھڑا ہوا تھا کہ اسے اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی تھی، وہ بناء پلٹ کر دیکھے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ اس کے پیچھے ہے، جاذب ایک بار پھر مسکرایا تھا، اس کا تیر بالکل نشانہ پر لگا تھا۔

"یہاں پر کوئی ملازم نہیں ہے اس لیے اب سے گھر کا سارا کام تمہیں ہی کرنا ہے اور اس کی شروعات تم ابھی اور اسی وقت سے کر رہی ہو۔۔!!" وہ اب چہرے پر سنجیدگی لائے اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"یہ سارا سامان ان کی جگہ پر سیٹ کرو، اور گھر کی صفائی کر لو، ہاں لیکن آج کھانا پکانے کے لیے کچھ نہیں ہے اس لیے آج میں سب کچھ لے کر آؤنگا، اور رات کا کھانا بھی لاؤنگا، لیکن اس کے بعد جب تک ہم یہاں ہیں یہ گھر اور اس کی ساری ذمہ داری تمہارے کندھوں پر ہے۔۔ اور ہاں میری ڈکشنری میں "نہیں" لفظ نہیں ہے اس لیے تم نہیں کرنے کی جرأت بھی مت کرنا۔!!" وہ اپنے چہرے پر سرد تاثرات لئے اس کو سمجھاتے ہوئے اب دھمکی پر اتر آیا تھا۔

وہ ڈری سہمی خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی، جاذب کی دھمکی سن کر اس کا چہرہ ذرد ہوا تھا، لیکن اس نے ابھی بھی ہمیشہ کی طرح اپنا چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔

"اور ہاں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، میں دو تین گھنٹوں میں واپس آتا ہوں تب تک تم اپنا کام ختم کرو۔!!" اب کی بار وہ اپنے لہجے میں نرمی سمو کر اس سے کہتا ہوا پلٹ گیا تھا۔

وہ اب خالی خالی نظروں سے اسے او جھل ہوتا دیکھ رہی تھی اور پھر اپنے کام میں لگ گئی تھی۔

وہ جب شام سات بجے گھر میں داخل ہوا تو حیرانی سے اس کی آنکھیں ہر طرف کا جائزہ لینے لگی تھیں۔

پورا گھر چم چم کر رہا تھا، ہر چیز سلیقے سے اپنی جگہ پر موجود تھی۔

"اوووو۔!!" وہ اپنے ہونٹوں کو سیٹی کے انداز میں گول کئے خوشی سے آواز نکالی تھی۔

"میری بات کا اتنا اثر، کیا بات ہے۔!!" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے وہیں سینٹرل ٹیبل پر سارے شاپر رکھ کر اب اپنی نظریں دوڑاتے ہوئے اسے ڈھونڈ رہا تھا، جو اتنی آسانی سے اس کی بات مانتے ہوئے سب کام کر کے خود کہیں چھپ کر بیٹھ گئی تھی۔

یہ دو بیڈروم، کچن، لاؤنج پر مشتمل گھر تھا۔ وہ اسے گھر کے کونے کونے تک تلاش کر چکا تھا لیکن وہ اسے کہیں بھی نظر نہیں آئی تھی، اب اس کے چہرے پر پریشانی کی لکیریں صاف جھلک رہی تھی لیکن وہ اتنا جانتا تھا کہ وہ گھر سے باہر نہیں گئی ہے یعنی وہ اس وقت گھر میں ہی کہیں موجود ہے۔

"منہا۔۔ منہا۔!!" جازب اسے آواز دیتے ہوئے اب دوبارہ کچن کی طرف بڑھا تھا لیکن وہاں پر بھی اسے وہ نہیں ملی تھی، وہ واپس پلٹ رہا تھا جب اس کی نظر کچن کے نچلے حصے میں بنے بڑے بڑے کیبنٹ پر پڑی جس پر لگا دروازہ ہلکا سا کھڑکا تھا۔۔

اس کے قدم فوراً اٹھے تھے وہ واپس پلٹ کر چلتا ہوا کیبنٹ تک پہنچ کر رکا تھا۔ جیسے ہی اس نے دروازے کو دیکھا اس کی آنکھیں ساکت رہ گئی تھیں، کچھ پل اسے خود کو سنبھالنے میں لگے تھے۔۔

منہا اپنی ٹانگیں سینے سے لگائے گھٹنوں کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار بنا کر خود میں سمٹی کیبنٹ کے اندر بیٹھی ہوئی تھی۔۔

"منہا۔۔!!" اب وہ اس کی حالت دیکھ کر پریشانی سے اسے پکار رہا تھا۔۔

وہ جازب کو سکڑ سمٹ کر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی بالکل بے سدھ لگی تھی، اس کا حلیہ بھی بالکل خراب تھا جیسے وہ سارے کام کرنے کے بعد فریش بھی نہیں ہوئی تھی۔۔

ایک دو آوازیں دینے کے بعد بھی جب اس کا کوئی رسپانس نہیں ملا تو جازب اس کے قریب وہیں فرش پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ہولے سے اس کا بازو ہلایا تھا۔۔

اس کے بازو ہلانے پر وہ اپنی ڈری سبھی خوفزدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ جازب کو اس کی نظروں میں اپنے لیے یہ خوف بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔

"یہاں کیا کر رہی ہو۔۔؟ نکلو یہاں سے ورنہ چوٹ لگ جائیگی۔۔؟" اس نے اپنے لہجے میں نرمی سمو کر اس سے مخاطب ہوا تھا لیکن وہ ابھی بھی اسے خوفزدہ سی آنکھوں میں آنسو لیے دیکھ رہی تھی۔۔



جاذب نے کیبنٹ کے اوپری حصے پر ہاتھ لگا کر اسے وہاں سے نکال کر اپنے سامنے کھڑا کیا تھا۔ اس کا ایسا ڈرا سہا سا وجود دیکھ کر جاذب کا دل سکڑ کر پھیلا تھا۔ یہ وہ منہا تو نہیں تھی جو ہر کسی کا مقابلہ ڈٹ کر کرتی تھی، یہ ڈری سہمی منہا تو کوئی اور تھی۔ وہ اپنی پلکوں کی جھالروں کو جھکائے ہوئے اپنے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹ رہی تھی، یہ اپنے آنسوؤں کو روکنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش تھی۔ اس کا چہرہ اس وقت بالکل چھوٹے سے بچے کی طرح لگ رہا تھا۔

جاذب کی نظر اس کی ایک ایک حرکت پر تھی، وہی گھر سے پہن کر آیا ہوا سوٹ جو اب بالکل میلا لگ رہا تھا شاید گھر کی صفائی کرتے ہوئے ہوا تھا، چادر ابھی بھی اس کے گرد لپیٹی ہوئی تھی، ہاتھ اور منہ پر دھول لگی ہوئی تھی اور وہ خوفزدہ سی رونے جیسا منہ بناتی ہوئی سیدھا اس کی دل میں ہلچل مچا گئی تھی۔

وہ کچھ کہنے کے لئے اپنا منہ کھول کر پھر خوف سے بند کر لیتی تھی، وہ بالکل ساکت اپنی سانسیں روکے اس کے سامنے کھڑی تھی، وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کہہ نہیں پا رہی تھی۔ جاذب کی پر حدت نظریں اب اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں، وہ بھول چکا تھا وہ کیوں یہاں کھڑا ہے۔؟ وہ ہر چیز سے غافل ہو کر بس اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیے کھڑا تھا تبھی اس کی سرگوشی نما آواز سنائی دی تھی۔

"منہم۔۔ میں نے سس سارے کام کر دیے ہیں جج جو آپ نے کہا تھا، اب آپ مجھے ماریں گے تو نہیں۔۔؟ اور مجھے انجکشن بھی نہیں۔۔ مم مجھے ڈر لگتا ہے۔۔!!!" اس کی لڑکھڑاتی سرگوشی نما آواز سن کر جازب کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے، وہ کچھ پل ششدر رہ گیا تھا۔۔ شاید اس کا ڈر ابھی بھی اس کے اندر کنڈلی مار کر بیٹھا تھا۔ وہ اس ڈر اور خوف سے آزاد نہیں ہو پا رہی تھی۔۔

جازب نے کچھ پل اس کی آنسوؤں سے بھری آنکھوں میں دیکھا تھا پھر اس کا ہاتھ تھام کر اسے گھیٹتا ہوا بیڈروم میں صوفے پر بیٹھایا تھا۔ اور خود اس کے سامنے گھٹنوں کے بل فرش پر بیٹھا تھا اور نظر اس کے چہرے پر مرکوز کیے ہوئے ہی مخاطب ہوا۔۔

رونے کی وجہ سے لال سرخ چہرہ اور اس پر آنسوؤں کے نشانات، جیسے بہت دیر سے رونے کا شغل پورا کر رہی ہو، آنکھیں ابھی بھی آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں، جس میں دکھ، تکلیف، بے اعتباری، ڈر اور خوف صاف جھلک رہا تھا، کیا کچھ نہیں تھا ان آنکھوں میں۔۔؟ جازب کا دل کسی نے مٹھیوں میں جکڑا تھا۔۔

"ادھر دیکھو میری طرف۔۔!!" جازب نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔ اس نے اپنی آنسوؤں سے بھری لبالب آنکھیں اٹھائی تھیں۔۔

"میرا نام جانتی ہو۔۔؟" وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اسے بناء ہاتھ لگائے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھ رہا تھا۔۔

اس نے اپنے خوف کو دبا کر نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

اس کے جواب پر شدتِ غم سے جازب نے اپنے ہونٹ بھیج لیے تھے۔

"میرا تم سے کیا رشتہ ہے جانتی ہو۔۔؟" وہ کافی نرمی سے اس سے پوچھ رہا تھا اگر اس وقت اس کے وہ کریمنل جو اس کے خوف سے دعائیں مانگتے تھے کہ اس سے کبھی زندگی میں سامنا نہ ہو، وہ ایس پی جازب علی کو اس طرح نرمی سے بات کرتے دیکھ کر بے ہوش ہو جاتے۔

"شش۔۔ شوہر۔۔!!" اس نے اپنے ہونٹوں کو مروڑتے، اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں ایک لفظی جواب دیا تھا۔

اس کا جواب سن کر پہلی دفعہ جازب کے چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جسے اس نے روکنے کی بالکل بھی کوشش نہیں کی تھی۔

وہ اکھڑ بندہ اس وقت مسکراتے ہوئے شہزادہ لگ رہا تھا، اگر اس وقت منہا اسے نظر اٹھا کر دیکھ لیتی تو اپنی قسمت پر ضرور رشک کرتی۔

"کیا جب سے تم میرے پاس ہو تب سے میں نے یا کسی نے بھی تمہیں تکلیف پہنچانے کی کوشش کی ہے۔۔؟" اس نے چن کر لفظوں کو ترتیب دیا تھا اور ہاتھ بڑھا کر پہلی بار استحقاق سے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کی پشت کو سہلایا تھا۔

وہ احساسات سے خالی تھی اس وقت اس لیے اس کا ہاتھ پکڑنا بھی اسے محسوس نہیں ہوا تھا۔

اب کی بار منہا نے اپنی نظریں اٹھا کر اس بے حد وجیہ، خوب رو چہرہ کو دیکھا تھا، جہاں صرف اسے اپنے لیے عزت اور احترام نظر آیا تھا۔

اس نے سوچتے ہوئے نفی میں سر ہلایا کیونکہ اسے اب تک سوچنے پر بھی کوئی تشدد یاد نہیں آیا تھا۔

یہ سوچ آتے ہی اس کا ڈر اور خوف کچھ کم ہوا تھا۔

"منہا تم میری وائف ہو، اور بھلا اپنی وائف کو کوئی تکلیف پہنچاتا ہے۔؟ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ تم نے سہا ہے وہ بہت تکلیف دہ ہے لیکن تم اسے بھول جاؤ اور بس یہ یاد رکھنا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے پر تمہارا شوہر تم پر اب ایک کھروانچ بھی نہیں آنے دیگا، یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔۔ تم پچھلی ساری باتوں کو بھول جاؤ، اور بس یاد رکھو کہ اب تمہیں ٹھیک ہونا ہے۔۔!!!" جازب نے اس کا اعتماد بحال کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو اپنی گرم ہتھیلیوں کے بیچ نرمی سے دبا کر چھوڑا تھا۔

"یہ تمہارا سامان ہے اور ساتھ میں ڈریسز بھی ہیں، اور ہاں یہ تمہارے لئے موبائل ہے، اب جاؤ فریش ہو کر کھانا نکالو بھوک لگی ہے۔۔" وہ اسے شاپنگ بیگ دیتے ہوئے اس سے نارمل سے انداز میں باتیں کر رہا تھا کہ وہ ریلیکس ہو جائے۔۔ منہا ڈریس لے کر فوراً واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔

☆☆☆☆☆

ایک دن بڑے ہی سکون سے گزرا، وہ اسے پورے دن کا کام بتا کر چلا جاتا تھا اور وہ کرتی رہتی تھی۔ رات کا سایہ اپنا پر پھیلانے لگتا تھا کہ وہ آجاتا تھا، کھانا وہ ایک بھی دن نہیں بنا پائی تھی، وہ پیک شدہ کھانا لے کر آتا تھا۔



آج ان کا یہاں تیسرا دن تھا۔ جازب گھر آکر تین گھنٹوں سے اسٹڈی روم میں بند تھا اور منہا جلے پیر بلی کی طرح چکر کاٹ رہی تھی، بے چینی حد سے سوا تھی اور ماتھے سے پسینہ پھوٹ رہا تھا، انگلیوں میں کپکپاہٹ اور پیروں میں اب لڑکھڑاہٹ شروع ہو گئی تھی۔

وہ اب اپنی حالت کو دیکھتے اسٹڈی روم کے بند دروازے پر نظریں مرکوز کیے ہوئے آگے بڑھی اور بناء اجازت طلب کیے ہی زور لگا کر دروازہ کھولا تھا، دروازہ اس کی بے رحمی برداشت نہ کرتے ہوئے زوردار دھماکہ کے ساتھ دیوار سے جا لگا۔

جازب نے اتنے خطرناک ایکشن پر اسے پلٹ کر دیکھا اور بغور جائزہ لیا۔ بلیک ڈریس، اس پر بلیک ہی سویٹر پہنے، بناء شال کے دوپٹے کو سر پر لپیٹے، زرد چہرہ، کپکپاتے لب، ماتھے پر پسینہ، کانپتی انگلیوں کو بیدردی سے مروڑتے ہوئے، لڑکھڑاتے پیروں سے اس کے قریب آرہی تھی۔

اسے اس حال میں دیکھ کر وہ اٹھ کر کھڑا ہوا تھا، اس کی تکلیف جازب کو اپنے دل پر محسوس ہو رہی تھی، لیکن اپنے آپ کو کمزور کرنا مطلب اسے کمزور کرنا تھا، اس لئے وہ اپنے درد کو دباتے ہوئے آگے بڑھا تھا اور اس سے چند قدم کے فاصلے پر رک گیا تھا۔

"سنیے۔!!" منہا کی کپکپاتی سرگوشی نما آواز سنائی دی تھی۔ اس کے بیوی والے انداز پر وہ بے اختیار زیر لب مسکراتے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا ہے۔؟" جازب اس کا چہرہ بڑے غور سے دیکھ رہا تھا جہاں وہ اپنے ماتھے سے پسینہ بار بار صاف کر رہی تھی۔ دسمبر کی ٹھہرتی سردی میں پسینہ آنا معمولی تو نہیں تھا۔

"مم۔۔ مجھے دوا چاہیے۔۔؟ جو رات میں لیتی ہوں۔۔؟" وہی کپکپاتی سرگوشی نما آواز پھر سنائی دی تھی۔۔

جاذب نے اس کی بات سن کر ایک لمبی سانس لی تھی اور اپنے آپ کو ریلیکس کیا تھا کیونکہ اسے پہلے ہی معلوم تھا کہ آج وہ واویلا ضرور کرے گی۔۔

"لیکن کیوں۔۔؟ اب تو تم ٹھیک ہو، تمہیں دوا کی کیا ضرورت ہے۔۔؟" اسے اپنے ہاتھوں کو بے چینی سے آپس میں رگڑتے دیکھ کر پرسکون انداز میں اسے محسوس کروانے کی کوشش کی کہ اب تم ٹھیک ہو، تمہیں کچھ نہیں ہوا ہے۔۔

"مم۔۔ میں ٹھیک نہیں ہوں، مجھے دوا چاہیے۔ مجھے دوا دے دیں پلیز۔۔!!" وہ التجاء کرتے ہوئے اس کے سامنے اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر آگے بڑھی تھی، لیکن پیروں میں جان نہ ہونے کی وجہ سے لڑکھڑا کر منہ کے بل فرش پر گرتی کہ اس سے پہلے ہی وہ اسے اپنے حصار میں لے لیا تھا۔۔

اسے اس طرح استحقاق سے چھوتے ہوئے جاذب کا دل زور سے دھڑکا تھا لیکن سامنے والے کے محسوسات شاید کام نہیں کر رہے تھے اس لیے اسے فرق بھی کوئی محسوس نہیں ہوا تھا۔۔

وہ اپنے ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے ہوئے اس کے حصار میں کھڑی زار و قطار رو رہی تھی، وہ بے چینی سے ایک بار پھر اپنے ہاتھوں کو رگڑ رہی تھی اور ایک بار اپنے چہرے کو تھپتھپا رہی تھی، اس کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں اور یہ سب دیکھ کر جاذب بے چین ہوا تھا۔۔

"مم۔۔ مجھے دوا چاہیے آپ سن رہے ہیں۔۔؟" وہ زور و شور سے چیختی ہوئی اپنے آپ کو اس کی گرفت سے چھڑا رہی تھی۔۔

"تمہیں کیا تکلیف ہے، مجھے بتاؤ منہا۔۔؟" اس نے زبردستی اسے اپنے بازوؤں میں دبوچے اسے محسوس کروا رہا تھا کہ تمہیں کچھ نہیں ہوا ہے۔ لیکن وہ جب ہوش و حواس میں ہوتی تو اس کی بات سمجھتی۔۔

"آآ۔۔ آپ مجھے دوا نہیں دیں گے۔۔؟" وہ اس سے اپنے آپ کو چھڑا کر دروازہ کے قریب پہنچی تھی، اب وہ زار و قطار روتے ہوئے وارنگ کے انداز میں پوچھ رہی تھی۔ اس کے انداز پر وہ کچھ پل ساکت ہوا تھا، اس کی جس نے کچھ غلط ہونے کی گواہی دی تھی۔

وہ اس کی طرف آس بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی لیکن اسے ساکت کھڑے دیکھ کر وہ گردن نفی میں ہلاتے ہوئے وہاں سے کچن کی طرف بھاگی تھی۔

"منہا۔۔ منہا رک جاؤ۔۔!!" وہ اسے حواس باختہ کچن کی طرف جاتے دیکھ کر خود بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا۔ لیکن تب تک وہ کچن میں پہنچ کر چاقو اٹھا چکی تھی۔

"خبردار اگر آپ نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو۔۔؟" جازب کے پیر دروازے پر تھمے تھے وہ بے یقین نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے نہیں جینا۔۔ نہیں جینا، مجھے اپنے ماما پاپا کے پاس جانا ہے، کوئی اچھا نہیں ہے کک۔۔ کوئی بھی اچھا نہیں ہے۔۔؟ منہا سے کوئی پیار نہیں کرتا ہے۔۔ اور آپ مُم۔۔ مارنا چاہتے ہیں مجھے۔۔؟ اس لئے ہی مجھے دوا نہیں دے رہے ہیں۔۔؟ آپ کیوں تکلیف اٹھا رہے ہیں، مُم میں خود۔۔!!" اس نے کپکپاتی آواز میں جازب کو زہر خند مسکراہٹ سے دیکھتے ہوئے چاقو اپنی گردن پر رکھ چکی تھی۔

"منہا نہیں، ایسی غلطی مت کرنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔؟" جازب دھاڑتے ہوئے پلک جھپکتے اس کے سوچنے سمجھنے سے پہلے ہی پاس پہنچ کر چاقو والے ہاتھ کو اپنے ایک ہاتھ میں جکڑتے دوسرے ہاتھ کو اس کے کمر پر اپنا حصار بنا کر اسے اپنے آپ میں بھینچا تھا۔

وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر اب زار و قطار رو رہی تھی۔ اس کا یہ بے بس سا انداز جازب کی آنکھوں میں نمی لے آیا تھا، وہ اس کے ہاتھ سے اب چاقو لے کر سلیب پر رکھتے اسے خود میں سمو کر اس کی پیٹھ کو سہلانے لگا۔

اچانک اسے منہا کا اپنے گردن پر چاقو رکھنا یاد آیا تھا، اس نے بیدردی سے اسے جھٹکا دیا، اس کے بے رحمی سے جھٹکنے پر اس کی کمر کچن کی سلیب سے لگی تھی، اس کے چہرے پر درد کی جھلک صاف دکھائی دے رہی تھی لیکن وہ اس وقت بے حس بنا کھڑا تھا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں۔؟" وہ اب خونخوار نظروں سے اسے گھورتے ہوئے پوچھ رہا تھا، اس کو روتے دیکھ کر بھی وہ اب بے حس بنا تھا۔

"مجھے گھٹن ہو رہی ہے اور سانس بھی پورا نہیں آرہا ہے۔۔ مجھے دوا دیں مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔!!"

وہ بناء اس کی طرف دیکھے اپنے سینے اور گلے کو مسل رہی تھی۔

"مرنا چاہتی ہو۔۔؟ ہاں بولو مرنے کا بہت شوق ہے ناں تمہیں، کوئی بات نہیں میں یہ کام تمہارے لیے آسان بنا دیتا ہوں۔۔؟ اور بڑی آسانی سے تمہارا شوق پورا کر دیتا ہوں۔ تم اتنی محنت کیوں کر رہی ہو، اور سانس آنے کی کیا ضرورت ہے سانس کو تو بند کرنا ہے، اس لئے میں خود تمہیں مار دیتا



ہوں۔۔؟" وہ خون آشام نظروں سے گھورتے ہوئے اس کی طرف بڑھا تھا اور جھٹکے سے اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹے بالکونی کی طرف بڑھا تھا۔

"کک۔۔ کیا کر رہے ہیں، چھوڑیں مجھے۔۔!!" وہ سینے سے اس کے سویٹر کو اپنی کانپتی مٹھیوں میں جکڑے اپنا پیر چلا رہی تھی۔ اور وہ اپنے ہونٹوں کو ضبط سے بھینچ کر اپنے غصے کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اسے بالکونی کی گریل کے پاس لے کر آیا تھا۔

"مرنا آسان لگتا ہے نا تمہیں تو آج دیکھتے ہیں کہ کتنا آسان اور کتنا مشکل ہے۔۔!!" جاذب غصے کی انتہا پر پہنچ کر بڑبڑاتے ہوئے بناء اس کی طرف دیکھے اس کے ایک ہاتھ کو پکڑے گریل سے لٹکا دیا تھا۔

اب منظر یہ تھا کہ منہا کا ایک ہاتھ جاذب کے ہاتھوں میں تھا اور وہ پوری کی پوری ہوا میں لہراتے ہوئے بالکونی سے نیچے لٹک رہی تھی، منہا ہوش میں لوٹی تھی اور خود کو اس طرح ہوا میں جھولتے دیکھ کر خوف سے اس کی سانسیں رکی تھیں، اتنی سردی میں بھی ماتھے پر پسینہ پھوٹ پڑا تھا۔

"سچینک کر تمہارا مرنے والا شوق پورا کر دوں۔۔؟"

جاذب اس کی خوف سے پہلی رنگت دیکھ کر اس کو زور سے جھٹکا دے کر پوچھ رہا تھا۔

منہا کی آواز کہیں اندر ہی دب گئی تھی لیکن اس کے پوچھنے اور جھٹکا دینے پر چیختی ہوئی نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"اگر تم نے دوا مانگی یا خود کو بیمار کہا، وہ حرکت دوبارہ کی (چاقو والی) تو میں بڑے ہی آرام سے تمہیں یہیں سے پھینک دوں گا۔۔!!" اس کے نفی میں سر ہلانے پر وہ دھاڑا تھا۔

"آآ۔ آپ کی سب بات مانوں گی۔۔؟ بچائیں مجھے۔۔!!" اس نے بالکونی میں لگے بلب کی روشنی میں جازب کا چہرہ دیکھتے ہوئے کپکپاتی آواز میں اسے یقین دلا رہی تھی۔۔  
اور اتنی دیر میں پہلی بار جازب کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جسے اس نے ہونٹوں کو بھیجنے کر روکنے کی کوشش کی تھی۔۔

جازب نے اپنے ہاتھوں پر زور دیتے ہوئے اسے کھینچ کر تھوڑا سا اوپر کیا تھا اور جیسے ہی اس کے دونوں بازو اوپر ہوئے اسے اپنی بانہوں میں جکڑتے بالکونی میں کھینچ لیا تھا۔ اس کو وہ کسی چھوٹی بچی کی مانند لگی تھی وہ حیران ہوا تھا کہ اتنا کم وزن اتنی بڑی لڑکی کا کیسے ہو سکتا ہے۔۔  
جیسے ہی منہا کو محسوس ہوا کہ اس کے پیراب ہوا میں نہیں ہے وہ اپنے خوف کو دبا کر اسی سے بچنے کے لئے اسی کے سینے میں منہ دیے زور و شور سے رو رہی تھی اور کچھ بڑبڑا بھی رہی تھی۔۔  
جازب نے اسے خود میں چھپتے دیکھ کر اس کو اپنے حصار میں لیے اسے اپنے سینے میں زور سے بھینچا تھا، اس کے چہرے پر بہت ہی پیاری مسکراہٹ تھی لیکن جیسے ہی منہا کی بڑبڑاہٹ اس کے کانوں میں پڑی وہ ٹھٹھک گیا۔۔

"ظظ۔۔ ظالم ہیں آپ بہت ظالم، کوئی کسی کو اس طرح پھینکتا ہے کیا۔۔؟" جازب نے اس کی پوری بات کو سن کر گردن کو جنبش دی تھی۔۔

"یہ تو ابھی ٹریلر تھا بیوی، اگر اگلی دفعہ ایسی کوئی بھی حرکت کی تو پوری فلم دکھا دوں گا۔۔!!" اس کا کندھے پر لٹکتے دوپٹے کو وہ سر اور بازوؤں پر اوڑھاتے ہوئے اسے اپنے سینے سے ہٹایا تھا۔۔

"چلو اندر۔۔!" جازب نے استحقاق سے اس کے آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کئے تھے اور اب اس کا ہاتھ تھام کر اسے اندر لے جا رہا تھا۔

"مجھے اندر گھٹن ہو رہی ہے اور نیند بھی نہیں آرہی ہے تو کیا میں یہیں بیٹھ جاؤں پلیز پلیز۔۔" اب اس کے لئے آپ مجھے پھینکنا نہیں۔۔!!" وہ روئی روئی آنکھوں سے التجا کر رہی تھی، جازب نے غور سے اس کا پہلے چہرہ دیکھا پھر اسے وہیں ٹھنڈے فرش پر بیٹھا کر خود اندر آیا تھا اور کچھ سیکنڈ بعد وہ ہاتھوں میں شال لئے وہ اس کے پاس فرش پر بیٹھا تھا اور شال کو اس کے گرد اچھے سے اوڑھا کر وہیں اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔

دسمبر کی ٹھہرتی سردی میں وہ دونوں اس وقت بالکونی میں فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔  
 "سنیں۔۔! میں کس کے لیے ٹھیک رہوں، میرا تو کوئی بھی اپنا نہیں ہے۔۔؟" وہ اسے اپنے قریب بیٹھتے دیکھ کر بالکونی کی گرل پر اپنی نظریں مرکوز کئے ہی اپنے دل کا درد کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی، کیونکہ ان دنوں میں اسے یہ تو اچھے سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ انسان اس کے ساتھ بہت مخلص ہے اور کسی بھی حال میں گرنے نہیں دیگا۔

جازب گردن گھما کر اس کی طرف دیکھ رہا تھا اسے منہا کے چہرے پر درد کا ایک سایہ سا لہراتے دکھائی دیا تھا، اپنوں کا درد بہت بڑا ہوتا ہے جسے اپنے کندھوں پر اٹھا پانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔۔ یہ تو رشتوں کے معاملے میں بہت کمزور تھی اور آج جب اس پر اعتبار یقین قائم کرتے وہ اسے اپنے دل کا درد بتا رہی تھی تو وہ بھلا کیسے نہیں اس کا درد بانٹتا۔

"سنو۔۔! تمہیں اپنے والدین کی کمی محسوس ہو رہی ہے تو بیوی تم میرے ماما پاپا کو اپنے پاس اپنے والدین سمجھ کر رکھ لو لیکن کبھی کبھی مجھے دے دیا کرنا کیونکہ مجھے بھی ان سے پیار لینا ہوتا ہے۔۔!!" وہ گردن ٹیڑھی کر کے اس کے اداس چہرے کو دیکھ رہا تھا، جاذب کو اس کے چہرے پر یہ اداسی بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

وہ بڑا دل کرتے ہوئے اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اب میرے والدین پر تمہارا بھی حق ہے۔۔

وہ اس کی بات سن کر بھی بناء ری ایکشن دیئے ہی اب بھی اسی گرل پر اپنی نظریں مرکوز کیے ہی بیٹھی تھی اور جاذب اس ٹھٹھرتی سردی میں بناء کسی شال کے، اپنی ٹانگوں کو پھیلانے اس کے احساس میں بیٹھا تھا۔

آدھی رات گزرنے کے بعد جب منہا کا سر ڈھلک کر اس کو اپنے کندھوں پر محسوس ہوا تب جاذب کی نظر اس کے سوئے ہوئے وجود پر پڑی تھی۔

بہت زیادہ سردی کی وجہ سے وہ اپنے ہاتھوں کو آپس میں باندھے ہوئے تھی، لمبی پلکوں کی جھالر آپس میں جڑ کر ایک حسین منظر پیش کر رہی تھی، چھوٹی سی ناک بالکل سرخ تھی، وہ معصوم بچی کی طرف سکڑی سمٹی اس پر اپنا پورا وزن ڈالے سکون کی نیند لے رہی تھی۔ جاذب اس کے اس انداز پر کھل کر مسکرایا تھا اور پھر ٹھنڈ لگنے کے ڈر سے اس کے برف سے وجود کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر بیڈروم میں بیڈ پر لٹا کر اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔

اس کی نظر ایک بار پھر اس کے سونی چھوٹی سی ناک پر پڑی تھی۔



"جہاں تک مجھے لگتا ہے ساری لیڈیز اپنی ناک میں کچھ پہنتی ہیں کیونکہ میں نے ماما کو بھی دیکھا ہے لیکن اس نے کچھ نہیں پہنا۔؟ لیکن مجھے اس ناک میں اپنی چمک بکھیرتا ایک پیارا سانگ چاہیے جس کی روشنی سے تمہارا چہرہ چمک اٹھے۔!!" وہ اس کی ناک پر انگلی رکھ کر بڑبڑایا تھا اور پھر بے اختیار جھک کر اس کی چھوٹی سی ناک پر اپنے عنابی ہونٹ رکھے تھے۔

"تمہیں دوا کی نہیں بلکہ تمہیں اعتماد، اعتبار، یقین اور پیار کی ضرورت ہے جو میں تمہیں دوں گا۔ اگر مجھے اپنا آپ وار کر کے بھی تمہیں یہ دینا پڑے منہا تب بھی میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔!!" وہ بے اختیار اس کا چہرہ دیکھ کر بڑبڑایا تھا اور پھر جھک کر استحقاق سے اس کی پیشانی پر محبت بھرا بوسہ دیا۔

"ان آنکھوں میں مجھے اداسی، ڈر اور خوف نہیں اچھا لگتا بلکہ مجھے ان آنکھوں میں اپنا عکس دیکھنا ہے ان میں محبت کی چمک دیکھنی ہے۔!!" اس نے جھک کر اس کی بند گھنیری پلکوں پر اپنے دہکتے لب رکھے تھے اور پھر پلٹ کر بیڈ پر اپنی جگہ جا کر لیٹ گیا تھا۔ اور ایک نئی صبح کی امید لیے اپنی آنکھوں کو بند کر کے نیند کی وادیوں میں گم ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اس وقت ایک چھوٹے سے پولیس تھانہ میں موجود تھا۔ پیر پر پیر رکھ کر بڑے پرسکون انداز میں بیٹھا تھا کہ تبھی اس کا موبائل بجا فون اٹھاتے ہی اس کے کانوں میں آفیسر اسد کی آواز گونجی تھی۔

"سر ہمارا ہی بندہ بس فائل لے کر آپ کے پاس پہنچنے ہی والا ہے۔!!" اس نے دو چار کام کی بات کر کے جیسے ہی فون رکھا تھا ویسے ہی ایک پولیس اہلکار اس کے پاس آیا اور سیلوٹ کرنے کے بعد فائل پکڑاتے ہوئے واپس غائب ہو گیا تھا۔

جاذب فائل پکڑے وہاں سے نکل کر اپنی اگلی منزل کی طرف روانہ ہوا تھا۔

اس نے اپنی گاڑی لال پتھروں سے بنی ایک عمارت کے سامنے روکی تھی۔ یہ ایک بہت بڑی جیل تھی جہاں عام قیدی کی بجائے کریمینل اور بڑے سے بڑے جرم میں ملوث لوگ بند تھے۔

وہ اس وقت نیوی بلیو کلر کا پینٹ اور سفید شرٹ، ہاتھ میں برانڈڈ گھڑی، بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے سویلین ڈریس میں پروقار سا چلتا ہوا کوئی شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔

"آہ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔؟ وہی چہرہ، وہی چلنے کا مغرور انداز۔ کیا میں جو دیکھ رہا ہوں وہی میرے سامنے ہے۔!!" اس نے اندر داخل ہو کر جیلر کی کیمین کی طرف بڑھا تھا جب اس کے کانوں میں یہ آواز پڑی تھی۔ جاذب نے پلٹ کر آواز کی طرف دیکھا تھا لیکن اسے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ یہ آواز کہاں سے آئی ہے، وہ سر جھٹک کر کیمین میں داخل ہو گیا۔

جیلر نے سیلوٹ کرنے کے بعد اسے بیٹھایا تھا۔

"سر ہم آپ کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔؟" جیلر اس کے اکھڑ انداز کو دیکھ کر سیدھے مدعے کا سوال کیا تھا۔

"مجھے مسٹر جمال ملک سے ملاقات کرنی ہے۔!!" اس نے سامنے رکھے پیپر ویٹ کو گھماتے ہوئے جیسے ہی بتایا جیلر کا منہ کھل گیا۔

"سر انہیں ان کے نام سے کوئی نہیں جانتا بلکہ اب وہ قیدی نمبر دو سو چھ کے نام سے مشہور ہیں۔ سر آج تک ان کی فیملی سے ملنے کوئی نہیں آیا اس لیے ان کے نام سے اب کوئی واقف نہیں ہیں۔۔۔ جب بھی کوئی کریمنل آتا ہے تو اسے مارنا پیٹنا یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں اور شروع میں جب اس جیل میں آئے تھے تو تین چار مہینوں تک یہ کسی سے بات تک نہیں کرتے تھے لیکن پھر اچانک انکا رہن سہن بدل گیا۔۔۔ یہ یہاں سے بہت بار بھاگنے کی کوشش بھی کر چکے ہیں اور شروع میں جب کبھی نیوز رپورٹر ان سے ملاقات کرنے آئے یہ انہیں جواب دینا تو دور کی بات مار پیٹ کر بھگا دیا، سر اب تو نجانے کتنے سالوں سے ان سے کوئی ملنے ہی نہیں آیا۔۔!!" وہ جمال ملک کے بارے میں تفصیل سے بتا رہا تھا۔۔

"مجھے لے چلو باقی میں دیکھ لوں گا۔۔!!" وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا، تبھی آفیسر ظفر کی طرف سے بھیجی ایک ویڈیو موصول ہوئی تھی اور ساتھ میں ایک مسیج بھی ملا تھا۔۔

"سر بڑی کوشش کے بعد ہمیں یہ ویڈیو ملی ہے، جو آج تک شاید کسی کے ہاتھ نہیں لگی۔۔؟ سر یہ جمال ملک کو بے گناہ ثابت کر سکتی ہے۔۔!!" جازب نے کچھ سیکنڈ رک کر وہ ویڈیو بڑے دھیان سے دیکھا تھا اور پھر وہ دونوں لوگ چلتے ہوئے ایک چھوٹے سے دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ جیلر دروازہ کھول کر وہاں سے ہٹ گیا تھا اور جازب جھک کر اس دروازے کے اندر داخل ہوا۔۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے تین طرف پتھروں کی دیوار تھی اور سامنے کی طرف لوہے کی جالی تھی اور اسی کا دروازہ بھی تھا۔ ایک طرف پتھر کو کاٹ کر پتلے سے بیچ کی شکل دی گئی تھی جس پر

ایک چادر بچھی تھی شاید وہی بیڈ کا کام کرتا تھا اور وہیں فرش پر ایک چھوٹا سا گھڑا رکھا تھا اور اس پر مٹی کا ایک گلاس بھی تھا۔ کیونکہ وہ گلاس میں پانی نکال کر پی رہے تھے اس لیے ہی جاذب کی طرف ان کی پیٹھ تھی۔

"مسٹر جمال ملک۔۔!" اس چھوٹے سے کمرے میں جاذب کی رعب دار آواز گونجی تھی لیکن یہ آواز جمال ملک کو ایک بار پھر پلٹنے پر مجبور کر چکی تھی۔

"تمہارا نام کیا ہے۔۔؟" ان کے پلٹ کر سوال کرنے پر جاذب نے ان کی طرف غور سے دیکھا تھا۔ کسرتی جسم، عمر بڑھنے کی وجہ سے آنکھوں کے پاس کچھ جھریاں تھی لیکن چہرے پر ایک عجیب سی روشنی اور ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ تھی۔

"جاذب علی۔۔!" جاذب انکے پتھر کے بیچ پر بیٹھتے ہوئے اپنا نام بتایا تھا۔ اس کا نام سن کر ان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جاذب ان کی یہ مسکراہٹ دیکھ کر حیران ہوا تھا اس کی نظریں دھوکہ نہیں کھا سکتی تھیں۔

"تمہارے فادر کا کیا نام ہے۔۔؟" وہ بھی اب اس کے پاس بیٹھے تھے۔

"میرے فادر کا نام احسن علی ہے۔ لیکن مسٹر جمال ملک میں یہاں آپ سے پوچھنے آیا ہوں؛ آپ کے سوالوں کے جواب دینے نہیں۔۔؟" جاذب نے اپنے سوالوں کے جواب دینے کے بعد ان کا چہرہ دیکھا تھا جس پر اب پہلے والی روشنی نہیں تھی بلکہ اب سوچ کی لکیریں صاف جھلک رہی تھیں۔

"آپ تو ایس پی عرفان ندیم کے داہنے بازو کہلائے جاتے تھے پھر آپ نے انہیں دھوکہ کیوں دیا۔۔؟ اور کیا آپ اپنا فرض بھول چکے تھے جبکہ پولیس ڈیپارٹمنٹ اپنے فرض سے پیچھے ہٹنا نہیں



سکھاتا ہے۔۔؟" کچھ پل خاموشی کے بعد جازب نے ان سے پوچھا تھا جسے سن کر ان کے چہرے پر دکھ، درد صاف دکھائی دیا تھا۔۔

"میری چھوڑو، مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا ڈپارٹمنٹ تو کبھی اپنے فرض سے پیچھے ہٹنا نہیں سکھاتا تو وہ اپنے فرائض کیسے بھول گیا۔۔؟" اپنی نظریں سامنے مرکوز کیے چہرے پر زہر خند مسکراہٹ لیے اس سے سوال پوچھا تھا جسے سن کر جازب کچھ پل کے لئے چونک گیا تھا۔۔

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔۔؟" جازب ان سے مخاطب ہوا تھا۔۔

"میں دنیا کی نظر میں قصور وار ٹھہرایا گیا تھا لیکن ایس پی عرفان ندیم تو وطن اور فرض کے لئے کبھی پیچھے نہیں ہٹے اور اپنے وطن کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔ انہیں شہید کا درجہ ملا لیکن کیا تمہارے ڈپارٹمنٹ نے یہ پتہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ ایس پی عرفان ندیم کی فیملی کیسی ہے۔۔؟

کس حال میں ہے۔۔؟ کہیں انہیں پروٹیکشن کی ضرورت تو نہیں ہے۔۔؟ جو دشمن ایس پی عرفان ندیم کو نقصان پہنچا سکتا ہے تو وہ ان کی فیملی کو کیسے چھوڑ سکتا ہے۔۔؟" وہ اتنا کہہ کر ہی ہانپ چکے تھے جیسے بہت لمبی مسافت طے کر کے آئے ہوں اور جازب ان کے سوال سن کر کچھ پل کے لئے ساکت ہو گیا تھا کیونکہ جو کچھ انہوں نے کہا تھا وہ بالکل سچ تھا۔۔

"جائیں مسٹر جازب علی! اپنا فرض ادا کرنے کے بعد میرے پاس آئیے گا پھر میں آپ کے ہر سوال کا جواب دوں گا۔ اور آپ کہیں اپنا فرض بھول نہ جائیں اس لیے میں یاد دلا دوں کہ آپ کا فرض ہے کہ آپ ایس پی عرفان ندیم کی فیملی کو ڈھونڈیں اور انہیں پروٹیکشن دیں۔۔!!" وہ اب اٹھ کر کھڑے ہوئے تھے اور اپنا چہرہ دیوار کی طرف موڑ لیا تھا جیسے کہہ رہے ہوں کہ اب تم جا سکتے ہو۔۔۔

وہ جیسے ہی وہاں سے نکل کر گیا ویسے ہی وہ پلٹے تھے اور دور جاتے جازب کے قدموں کو دیکھ رہے تھے۔۔

"میری دعا ہے میری جان کہ کبھی تم ٹوٹ کر نا بکھرو۔!!" ان کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر ان کی داڑھی میں جذب ہوا تھا۔

"اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔ انصاف کا وقت آگیا ہے۔!!" اب کی بار انہوں نے اپنی آنکھوں کو بے دردی سے رگڑا تھا اور چادر اوڑھ کر لیٹ گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

جیل سے نکلنے وقت ایس پی جازب علی کے چہرے پر سوچ کی لکیریں صاف دیکھی جاسکتی تھیں۔۔

"سوال تو میں ان سے کرنے گیا تھا حالانکہ اب ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ سچ کیا ہے۔؟ لیکن جو سچ وہ مجھے دکھانے کی کوشش کر رہے تھے اس سچ سے بھی تو دنیا انجان ہے۔؟ تو کیا انہیں کچھ معلوم ہے۔؟ لیکن جس انداز میں وہ مجھ سے پیش آئے تھے وہ بھی معمولی نہیں تھا کچھ تو ہے جو ہماری نظروں سے ابھی بھی اوجھل ہے۔؟" وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اپنے ہاتھوں میں پکڑی فائل پر نظریں مرکوز کیے خود سے سوال جواب میں مصروف تھا اس کے پر سوچ انداز کو دیکھ کر معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اب جو بھی فیصلہ لے گا بالکل سوچ سمجھ کر لے گا۔۔

اس نے ایک فیصلے پر پہنچتے ہی اپنے کانوں میں لگے بلیوٹو تھ کو ایکٹیویٹ کر کے اب پوری ٹیم سے جڑ چکا تھا۔۔

"آفیسر اسد مجھے ایس پی عرفان ندیم کی فیملی کا پورا ریکارڈ چاہیے اور وہ اس وقت کہاں ہیں۔۔؟ کیسے ہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے اور ہاں مسٹر جمال ملک کو دو دن کے اندر اندر مجھے ہمارے خفیہ اڈے پر صحیح سلامت چاہیے۔۔!!" آگے کی پلاننگ کرتے ہوئے وہ انہیں حالات سے آگاہ کر رہا تھا۔

"یہ دونوں کام ایسے ہونے چاہیے کہ ہماری ٹیم کے سوا کسی کو بھی علم نہیں ہونا چاہیے۔ آپ لوگ میری بات سمجھ گئے۔۔؟" اسٹیئرنگ پر اپنے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامے ہوئے وہ اب اپنی اگلی منزل سے آگاہ کر رہا تھا۔

"ایس سر! ہم سمجھ گئے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔۔!!" پوری ٹیم کی جوش اور جذبے سے بھرپور آواز اسے اپنے بلیوٹوتھ میں ایک ساتھ سنائی دی تھی۔ اب ٹیم کا ہر آفیسر اپنے مشن پر روانہ ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

صبح کا سورج پورے آب و تاب سے چمک بکھیر رہا تھا جب اس کی آنکھ کھلی تھی وہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اپنی آنکھوں کو اپنی دونوں ہتھیلیوں سے رگڑ کر وال کلاک پر نظر ڈالی تھی تبھی نسوانی آواز اسے کمرے کے باہر سے سنائی دی۔

"میم جی ہم اندر آجائیں۔۔؟" آواز سن کر تھوڑا سا خوف بیدار ہوا تھا لیکن پھر فوراً اس کی نظروں کے سامنے جازب کا چہرہ گھوم گیا تھا۔

"نہیں۔۔ نہیں وہ مجھے مشکل میں نہیں چھوڑ سکتے۔۔؟ مجھے نہیں ڈرنا۔۔ ہاں مجھے ڈر نہیں لگ رہا ہے۔۔!!"

وہ جازب کا سوچتے ہی پُر سکون ہوئی تھی اس کے دل نے پہلا رشتہ اپنے ہمسفر سے اعتماد اور اعتبار کا بنایا تھا اور کہتے ہیں کہ جس رشتے میں اعتماد اور اعتبار نہیں ہو وہ رشتہ کھوکھلا ہوتا ہے اس پر ایک ہلکی سی ضرب لگاؤ وہ بھر بھری مٹی کی طرح زمین میں بیٹھ جائے گا۔

"آجائیں اندر۔۔!!" اس کی آواز پر اس نسوانی وجود نے اندر داخل ہوتے ہی اس پر سلامتی بھیجی تھی۔ منہا نے جواب دینے کے ساتھ ہی ان کا جائزہ لیا تھا۔

درمیانی عمر کی خاتون کاٹن کا سوٹ پہنے اپنی نظریں جھکائے اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑی تھیں۔ انہیں دیکھتے ہی وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ کوئی ملازمہ ہیں۔۔

"میم جی آپ فریش ہو جائیں ہم آپ کا ناشتہ بنا دیتے ہیں۔۔!!" منہا حیران ہو کر انہیں دیکھ رہی تھی کیونکہ ان دنوں میں جب سے وہ یہاں آئی تھی تب سے اسے کوئی ملازمہ نہیں دکھائی دی تھی۔ صفائی تو جازب نے اسی سے کروائی تھی اور کھانا اب تک وہ باہر سے لے کر آتا تھا۔

"میم جی ہمارا نام نسیم ہے ہمارا کوئی نہیں ہے تو صاحب جی ہم کو یہاں لے کر آئے ہیں کام کے واسطے، اور صاحب جی کا حکم ہے کہ ہم آپ کو ابھی ناشتہ کروائیں۔۔!!" نسیم اس کی سوالیہ نظروں کو دیکھ کر اسے تسلی بخش جواب دے کر باہر چلی گئی تھیں اور منہا حیران رہ گئی تھی۔

"یا اللہ یہ جلاد انسان مجھ سے اتنا کام کروانے کے بعد اب ملازمہ رکھ رہا ہے۔۔؟" وہ منہ بناتی ہوئی اٹھی تھی اور جیسے ہی نظر گھڑی کی دس بجاتی سوئیوں پر پڑی وہ ٹھٹھک گئی تھی۔ اور پھر اسے رات کی ایک ایک حرکت یاد آئی تھی۔



"اگر وہ مجھے رات میں پھینک دیتے تو۔۔!!" اس نے سوچتے ہی جھر جھری لی تھی اور اس سے آگے سوچ ہی نہیں پائی تھی۔۔

"کیا میں بناء دوا کے آج رات میں سو گئی تھی اور مجھے نیند بھی آگئی تھی۔۔؟ نہیں میں آج تو دوا ضرور لو گئی پتھر دل انسان۔۔!!" وہ دل میں ہی جازب سے مخاطب ہوئی تھی اور دل میں عہد باندھ کر وہ فریش ہو کر ناشتے کی ٹیبل پر پہنچی تھی۔۔

ناشتہ وہیں کچن میں کرنے کے ساتھ ہی وہ نسیمہ سے ہلکی پھلکی باتیں بھی کر رہی تھی اور اسے یہ محسوس بھی نہیں ہوا تھا کہ وہ آج بالکل پہلے والی منہا بن گئی تھی۔۔

شام کو رات میں بدلتے دیکھ کر اس کے اندر پہلے والی بے چینی محسوس ہوئی تھی جس سے وہ وہیں لاؤنج میں ہی جلے پیر بلی کی طرح چکر کاٹ رہی تھی۔۔

"آپ کہاں رہ گئے ہیں۔۔؟ جلدی سے آجائیں۔۔؟"

وہ نامحسوس انداز میں جازب کا انتظار کرتے ہوئے دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوئی تھی۔۔

"یا اللہ میں کیسے بھول گئی کہ کل دوا مانگنے پر وہ مجھے پھینکنے جارہے تھے اور آج تو شاید سچ میں ہی پھینک دیں گے۔۔!!" کل رات کا وہ پل یاد آتے ہی اس نے خوف سے جھر جھری لی تھی۔۔

"نہیں مجھے آج کچھ اور سوچنا ہوگا اگر اس کھڑوس انسان سے بچنا ہے تو۔۔!!" اس نے اپنے لب کو بے دردی سے دانتوں سے کاٹتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ تبھی جازب کی گاڑی کا ہارن اسے سنائی دیا تھا اور بس اس نے آؤ دیکھا نا تاؤ بس بھاگ کر اپنے آئیڈیا پر عمل کرنے پہنچ گئی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

جاذب ایک فائل ہاتھ میں پکڑے گھر میں داخل ہوا تھا تبھی نسیمہ بھاگ کر باہری دروازہ کے پاس آئی تھی۔۔

"کیا ہوا۔۔؟ آپ اتنا گھبرائی ہوئی کیوں ہیں۔۔؟ اور منہا کہاں ہے۔۔؟" جاذب انہیں گھبراتے دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔

"صاحب جی وہ۔۔ وہ میم جی۔۔!!" اس نے اپنے ماتھے پر آئے پسینہ کو صاف کرتے ہوئے ہاتھ سے اسٹڈی روم کی طرف اشارہ کر رہی تھیں۔۔

جاذب بناء ان سے مخاطب ہوئے تیزی سے اسٹڈی روم میں داخل ہوا تھا۔۔  
 "منہا۔۔ منہا۔۔!!" وہ اسے آواز دیتے ہوئے ادھر ادھر نظر دوڑا رہا تھا کہ تبھی اس کی نظر اوپر اٹھی تھی اور وہیں کچھ پل کے لئے ساکت ہوئی۔۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔؟ پہلی فرصت میں نیچے اترو۔۔!!" منہا کو اسٹڈی روم کی بک سیلف پر بالکل اوپر اپنے پیروں کو سمیٹ کر بیٹھے دیکھتے ہی وہ دھاڑا تھا۔۔

"آپ آگئے، میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔۔!!" اس نے معصومیت سے اپنی جھیل جیسی آنکھوں کو پٹیٹاتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی تھی۔ اس کی اٹھتی گرتی پلکوں کو دیکھ کر جاذب کا دل یکبارگی زور سے دھڑکا تھا وہ کچھ پل کے لئے اس سے نظریں ہٹانے میں ناکامیاب ہوا تھا لیکن پھر اس نے اپنے چہرے پر مصنوعی غصہ لاتے ہوئے اسے گھور کر دیکھا۔۔

وہ جاذب کی پیشانی پر غصے سے پڑے بل کو نظر انداز کرتے ہوئے اس سے ایسے بات کر رہی تھی جیسے یہ ان کے روز کا معمول ہو۔۔

"یہ انتظار کرنے کا کون سا نیا طریقہ ایجاد کیا ہے۔۔؟ میں کہہ رہا ہوں منہا کہ نیچے آؤ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔!!" وہ اسے دھمکانے کے بعد ادھر ادھر نظر دوڑا رہا تھا۔

"کھڑوس سڑیل انسان جس سیڑھی کو آپ ڈھونڈ رہے ہیں وہ میں نے نسیمہ سے کہہ کر چھپا دی ہے اور مجھے دھمکی دینے کی کوشش بھی مت کیجئے گا کیونکہ میں بناء دوا لئے یہاں سے نیچے نہیں اترؤنگی۔!!" وہ جازب کو چھوڑ کر باقی ہر چیز پر نظر دوڑا رہی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر اسے دیکھ لے گی تو اس سے دودو ہاتھ نہیں کر پائیگی۔ اور جازب اس کا پہلے جیسا نڈر انداز دیکھ کر خوش ہونے کے باوجود دل میں عیش عیش کر اٹھا تھا۔

"کوئی بات نہیں، نہیں نیچے آنا ہے تو مت آؤ لیکن دوا تو ہرگز نہیں ملے گی۔!!" اس نے سکون سے ہاتھ جھاڑتے ہوئے وہیں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا تھا، اس کے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ تھی جسے وہ چھپانے کی مکمل کوشش کر رہا تھا۔

"بیٹھی رہو جب تمہارے ساتھی تم سے ملاقات کرنے تشریف لائیں گے تو مل لینا اور جب زیادہ پریشان کریں تو نیچے کود جانا، کیا ہوگا زیادہ سے زیادہ ایک دو ہڈیوں کا سرما بنے گا۔ لیکن گھبرانا نہیں اللہ نے مجھے اتنے پیسے دیئے ہیں کہ میں تمہارا علاج کروا دوں گا آفٹر آل تم میری ذمہ داری ہو اور میں اتنا تو کر ہی سکتا ہوں۔!!" اس نے اپنی باتوں پر اس کے گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھ کر اپنے اڈتے قہقہے کا گلا گھونٹ کر اب سکون سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا مطلب میرے کون سے ساتھی ہیں۔؟" وہ ادھر ادھر نظر گھما کر اپنے ان ساتھیوں کو تلاش کر رہی تھی جس کا اسے خود معلوم نہیں تھا لیکن جازب اچھے سے جانتا تھا۔

"میرا فرض تھا کہ میں تمہیں بتا دوں، جب میں کل یہاں آیا تھا تب تین چوہے بڑی شان سے اوپر بیٹھے تھے لیکن تم تو کافی بہادر ہو جس کا شاید مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا۔!!" اس نے اپنے لبوں کو آپس میں بھیچے اپنے قہقہے کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا جس سے اس کا چہرہ لال سرخ ہو گیا تھا۔ اسی پل منہا نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور پہلی بار وہ ساکت ہوئی تھی۔

بھوری آنکھیں، خوبصورت کھڑی ناک بھورے بالوں کو ماتھے پر بکھرائے، بھوری ہلکی داڑھی، قہقہے کو ضبط کرنے کی کوشش میں لال چہرہ جو کسی کو بھی اپنی طرف متوجہ کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ بلیک پینٹ اور اس پر وائٹ شرٹ پہنے بلیک ہی لیدر کی جیکٹ پہنے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا کسی ریاست کا مغرور شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔ منہا کی نظریں اس پر سے ہٹنے سے انکاری ہوئی تھیں۔

"بچ۔۔ چوہا۔۔ یا اللہ مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا آپ نے، مجھے نیچے اترنا ہے، سن رہے ہیں آپ۔!!" وہ اب دونوں پیروں کو نیچے لٹکا کر بیٹھی تھی، چوہے کا سن کر اس کے چہرے پر ہوائیاں اوڑی ہوئی تھی۔

"نہیں تمہیں نیچے آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے دھاکڑ وائفی کیونکہ دوا تو تمہیں نہیں ملے گی۔!!" اس نے اپنی مسکراہٹ دبائے اسے باور کروا رہا تھا کہ کچھ بھی کر لو لیکن دوا نہیں ملے گی۔

"آپ بڑے ہی ظالم انسان ہیں آپ کو تھوڑا بھی ترس نہیں آرہا ہے مجھ پر، نسیم۔۔ نسیم سیڑھی دیں مجھے نیچے اترنا ہے پلیز۔!!" منہا پہلے بیچارگی سے اس سے مخاطب ہو کر پھر نسیم کو تیز آواز میں پکارنے لگی تھی۔



"نسیمہ چلی گئیں ہیں اس لیے اب تمہیں اس ظالم انسان کی ہی مدد لینا ہوگی۔!!" اس نے ایک ابرو اچکا کر اس سے سکون سے مخاطب ہوا تھا۔

"اچھا آپ میری مدد کریں میں دوا نہیں مانگوں گی۔!!" منہا کی آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھری ہوئی تھیں، اس نے پیروں کو نیچے لٹکا کر اپنے دونوں بازوؤں کو وا کیے چھوٹے بچوں کی طرح اسے بلا رہی تھی۔

"خبردار منہا اگر ایک بھی آنسو گرا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔!!" اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ تڑپ کر اس کی طرف بڑھا تھا اور اسے دھمکی دینے کے ساتھ ہی وہی رکھے ٹیبل کو گھسیٹ کر بک شلف کے نزدیک کرتے ہوئے اس پر اپنے جوتوں سمیت کھڑا ہوا تھا اور اس کے پھیلے بازوؤں کو اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے تھامے ہوئے اپنے حصار میں لیے ہی اتار کر فرش پر کھڑا کیا تھا۔

"یہ آنسو بہت قیمتی ہیں منہا انہیں ایسے ہی ضائع نہیں کرو، جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہوتا ہے اس لیے اپنے کل کی درد دیتی یادوں کو بھول کر اپنے آج کو خوشگوار بنانے کی کوشش کرو، اور ہاں اب تم بالکل ٹھیک ہو اس لئے تمہیں کسی دوا کی ضرورت نہیں ہے اور یہ میں نہیں ڈاکٹر کہہ رہے ہیں۔!!" اس نے اس کے گالوں پر بہتے آنسوؤں کو اپنے انگلیوں کے پوروں سے صاف کیا تھا اور اسے سمجھانے کے ساتھ ہی نرمی سے اس کی کمر میں بازو جمائل کیے اپنے آپ میں سمیٹا تھا۔

منہا نے اس کے ہاتھوں کے لمس کو اپنے کمر پر محسوس کرتے ہوئے فوراً اس سے دور ہونا چاہا تھا لیکن جاذب نے اسے خود سے دور ہوتے دیکھ کر ایک بار پھر جھٹکے سے اسے اپنے قریب ترین کیا۔

"میں تمہیں کھڑوس، سڑیل، ظالم لگتا ہوں۔۔؟" وہ اسے اپنے حصار میں لیے اس کو مکمل غور سے دیکھتے ہوئے رعب دار آواز میں مخاطب ہوا تھا، وہ اس کے تھوڑی دیر پہلے دیے گئے خطاب کو یاد کرتے ہوئے دل میں محفوظ ہونے کے باوجود چہرے پر مصنوعی غصہ سجا کر اسے ڈرانے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

وہ ریڈ کلر کی کرتی اور پلازو پہنے دوپٹہ سر پر لیے اپنی سنہری رنگت میں دمک رہی تھی۔ بڑی بڑی آنکھیں اس وقت جھکی ہوئی تھی اور چہرہ کے دونوں اطراف میں جھولتی بالوں کی لٹیں اسے اور خوبصورت بنا رہی تھیں جاذب نے ہاتھ بڑھا کر بالوں کو اس کے کانوں کے پیچھے اٹکایا تھا۔

"بولو چپ کیوں ہو۔۔؟" اس نے اب اس کے پھولے پھولے نرم گالوں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے سہلاتے ہوئے اسے بولنے کے لئے اکسارہا تھا جیسے وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے پٹر پٹر بولتے ہوئے اس کے دل میں ہلچل مچا رہی تھی اور اب بالکل خاموش کھڑی تھی۔

"نہیں آپ تو بالکل بھی کھڑوس، سڑیل اور ظالم نہیں ہیں، وہ مجھے آپ کا نام نہیں معلوم ہے نا اس لیے۔۔!!" اس نے اپنا سر ندامت سے جھکائے اپنا جرم گنوارہی تھی اور جاذب اس کا جھکا سر دیکھ کر اپنے ہونٹوں کو بھیجنے لگا تھا کیونکہ اسے اس طرح دیکھنا جاذب کو بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"نہیں معلوم ہے تو پوچھ لو میری "گولڈن پری۔۔!"

منہا کے سنہرے رنگ پر اس کے دل نے فوراً اس کا نام چوز کیا تھا، وہ مسکرایا تھا اس کی معصومیت پر کہ واہ رے قسمت آج تک دنیا میں کوئی ایسی بیوی نہیں ہوگی جسے مہینے بعد بھی اپنے شوہر کا نام معلوم نہیں ہوا ہو۔

"آپ۔۔ آپ کا کیا نام ہے۔۔؟" اس نے فرمانبرداری سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اب سرگوشی نما انداز میں اس کا نام پوچھ رہی تھی۔۔

"جاذب علی۔۔!!" اس کی فرمانبرداری پر ایک جاندار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جسے دباتے ہوئے وہ سنجیدگی سے اپنا نام بتا رہا تھا۔۔

"اچھا نام ہے۔۔!" وہ اس کے قریب ترین کھڑی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنی آنکھوں کو اس کی شرٹ کی بٹنوں پر مرکوز کئے اس کے نام کی تعریف کر رہی تھی جیسے تعریف سننے کے لئے ہی تو اس نے اپنا نام بتایا تھا۔۔

"پہلے میرا نام نہیں معلوم تھا تمہیں لیکن اب تو معلوم ہو گیا ہے نا تو اب اپنے ان خوبصورت لبوں کو تکلیف دو اور میرا نام لو۔ میں تمہاری آواز میں اپنا نام سننا چاہتا ہوں وائفی۔۔ جلدی کرو ورنہ ظالم اور کھڑوس کہنے پر میں سزا بھی دے سکتا ہوں اور تمہیں ابھی معلوم نہیں ہے کہ جاذب علی کی سزا کتنی کٹھور ہوتی ہے۔۔!!" وہ اس کے گردن پر جھک کر اس کے کانوں میں اپنی گبھیر آواز کا جادو جگا رہا تھا۔۔

"میں آپ کا نام لوں یا نہیں لوں لیکن یہ میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ آپ کتنے بھی ظالم سہی لیکن مجھے کوئی سزا نہیں دیں گے۔۔!!" اس نے جھٹکے سے اپنا آپ چھڑاتے بھاگ کر دروازہ تک پہنچ کر یقین سے کہتی اس کے دل میں اتر گئی۔۔

"اور ہاں آپ کا نام ماما پاپا نے معلوم نہیں کیوں جاذب علی رکھ دیا، آپ کا نام تو ظالم علی ہونا چاہیے تھا۔۔!!" منہا اپنی آنکھوں کو گول گول گھماتے ہوئے کافی معصومیت سے کہہ رہی تھی۔۔

وہ اس کی بات سن کر مصنوعی غصہ چہرے پر طاری کیے اس کی طرف بڑھتا تب تک وہ کھکھلا کر ہنستی ہوئی باہر بھاگ گئی تھی۔

اس کے مان اور یقین پر جاذب کے دل نے اپنے رب کا شکر ادا کیا تھا اور اس کو پہلی بار اس طرح سے کھکھلاتے دیکھ کر جاذب کے منہ سے ایک جاندار قہقہہ فضا میں گونج اٹھا تھا۔ جاذب علی کی محنت آج رنگ لائی تھی تو وہ خوش کیوں نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆☆

یہ شہر کا سب سے ویران ایریا تھا جہاں وہ اس وقت اپنے چہرے کو ڈھکے کھڑا تھا۔ رات کا سایہ اپنا قبضہ برقرار رکھ کر چاند کا ساتھ نبھانے میں لگا ہوا تھا۔ رات کی تاریکی میں چاند اپنی چاندنی کا دامن پھیلا کر ہر سو خوبصورتی کا منظر پیش کر رہا تھا۔

وہ اپنی گاڑی سے نکل کر اپنی نظریں چاروں طرف دوڑانے کے بعد بڑے ہی شان سے اپنے قدم اس بوسیدہ گھر کی طرف بڑھا رہا تھا، وہ اس تاریک رات میں اس تاریکی کا ہی کوئی حصہ لگ رہا تھا، وہ گھر کے اندر داخل ہوا تھا کہ تبھی اس کے ایک کمرے میں سے کوئی بڑی ہی تیزی سے نکل کر اس کے قریب آکر کھڑا ہوا تھا۔

"ظفر انفارمیشن۔!!" وہ اسے دیکھ کر رکا نہیں تھا بلکہ چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس سے ایک لفظی سوال کیا تھا۔

اس کے چہرے پر اس وقت ایسی وحشت ٹپک رہی تھی کہ ظفر بھی کچھ پل کے لئے خوفزدہ ہوا تھا۔ "سر یہ رہی فائل جس میں ایس پی عرفان ندیم کی فیملی کا پورا بائیوڈیٹا موجود ہے۔"



وہ کروفر سے چلتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا اور ظفر اس کے ایک اشارے پر کسی رٹو طوطے کی طرح شروع ہو گیا تھا۔

"سر ایس پی عرفان ندیم کے کیس میں بھی اس گھٹیا ایم جے کا پورا ہاتھ تھا یہ تو ہمیں جو ویڈیو ملی ہے اسی سے معلوم ہو گیا ہے۔ سر ایس پی عرفان ندیم کے جانے کے بعد ان کی فیملی کہاں گئی کسی کو بھی معلوم نہیں ہوا لیکن ان کے پیچھے ایم جے نے اپنے کرائے کے غنڈے لگا رکھے تھے۔ لیکن ان کی فیملی کہاں روپوش ہوئی کسی کو پتہ نہیں چلا۔ سر یہ رہی ان کی دونوں بچیوں کی تصویر۔!!" ظفر نے بتانے کے ساتھ ہی اسے دو تصاویر پکڑاتے ہوئے پھر شروع ہوا تھا۔

"سر ہاں ایک بات اور ایس پی عرفان ندیم کی دو بیٹیوں سے بڑا ان کا بیٹا تھا لیکن اس کی کوئی تصویر نہیں ملی ہے لیکن ہماری ٹیم لگی ہوئی ہے ہمیں کامیابی ضرور حاصل ہوگی۔!!" وہ ظفر کی بات سننے کے ساتھ ہی دونوں تصاویر کو غور سے دیکھ رہا تھا، وہ دو چھوٹی بچیوں کی تصویر تھی جو بہت پیاری لگ رہی تھیں۔

ان میں ایک تصویر پر اس کی نظریں کچھ پل کے لئے ٹھہر گئی تھیں اس کا دل اچانک بے چین ہوا تھا اس تصویر کو دیکھ کر، اسے اس چھوٹی سی بچی میں ایک خاص کشش نظر آئی تھی۔

"ظفر دوسرا کام ہوا۔؟" وہ اس تصویر پر اپنی انگلیوں کو پھیرتے ہوئے کھوئے کھوئے لہجے میں بہت نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

"سر جمال ملک کو نکال کر اپنی جگہ پر پہنچا دیا گیا ہے، لیکن سر میڈیا اس خبر کو بریکنگ نیوز کے طور پر چلا رہا ہے جس سے پولیس ڈیپارٹمنٹ میں کافی ہلچل مچی ہوئی ہے اور ایم جے پاگلوں کی طرح پتہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ یہ سب کون کر رہا ہے۔۔؟"

ظفر سنجیدگی سے اس کے ہر سوال کا جواب دے رہا تھا۔

"ٹھیک ہے تم یہاں سے نکلو اور میں بھی کل دوپہر تک اپنے شہر پہنچ کر جمال ملک سے ملاقات کرتا ہوں کیونکہ جو انفارمیشن ہمیں نہیں معلوم ہے اب وہ ہمیں دیں گے۔۔!!" وہ تصویر اور فائل کو سمیٹتے ہوئے اس سے ملنے کے بعد وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

رات میں ڈنر کرنے کے بعد وہ بیڈ پر اپنی کچھ امپونٹ فائل لیے بیٹھا ہوا تھا جب اس کی نظر منہا پر پڑی تھی جو کبھی بے چینی سے صوفے پر بیٹھ رہی تھی تو کبھی اٹھ کر ٹہلنے لگتی۔۔

وہ اسے دیکھ کر بھی نظر انداز کرتا اپنے کام میں مصروف ہو گیا تھا، ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ تبھی وہ اس کے پاس آکر کھڑی ہوئی تھی۔

"سنیں مجھے نیند نہیں آرہی ہے۔۔؟" جازب اس کا اپنے پاس کھڑے ہونا محسوس کرتے ہوئے ہی اپنی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

وہ اپنی ہاتھوں کی انگلیوں کو بے دردی سے مروڑتے ہوئے اپنی نظریں جھکائے خالص بیویوں والے انداز میں اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

اس کے بیویوں والے انداز پر وہ دل سے مسکرایا تھا۔ اور اب اپنی فائلوں کو سمیٹ کر ہٹانے کے بعد خود بیڈ سے ٹیک لگائے اس کے لئے بھی جگہ بنا رہا تھا۔

"ادھر آؤ میرے پاس۔!!" وہ اس کا من موہنا چہرہ اپنے نظروں کے حصار میں لیے اپنے بازوؤں کو وا کیا تھا۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے اس کے پاس پہنچ کر بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔ جازب محبت بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ نرمی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا منہا حیران ہوتی ہوئی یہ جھٹکا برداشت نہ کرتے ہوئے سیدھا اس کے کشادہ سینے پر گری۔

"ک۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ، چھوڑیں مجھے۔!!" اس کے کپکپاتے لب و لہجے پر اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی وہ خوبو شخص اسے اپنی بانہوں میں جکڑتے اب دل سے مسکرایا تھا۔

"جب تمہارا یہ ہاتھ تھامنے کا فیصلہ لیا تھا ناں دھاکڑ والنی تب دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ یا رب العالمین میں یہ ہاتھ ہمیشہ تھامے رکھوں، اتنی ہمت دینا میرے رب کی میں تمہارے درد کا ساتھی بن کر تمہیں خوشیوں کے راستے پر اپنے ساتھ لے کر چلوں۔!!" وہ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں بھینچتے ہوئے اس کا چہرہ محبت سے دیکھتے ہوئے کھوئے کھوئے لہجے میں نرمی سے بتا رہا تھا۔

وہ اپنے ہمسفر کی اس محبت پر سرشار ہوئی تھی اور اپنا سر اس کے سینے پر رکھ کر سکون سے آنکھیں بند کر گئی تھی۔

جاذب اپنے سینے پر اس کے سر کو محسوس کر کے سرشاری کے عالم میں جھک کر استحقاق سے اس کی چھوٹی سی پیشانی پر محبت سے اپنے لب رکھے تھے۔

"سنیں ہم گھر کب چلیں گے۔۔؟ مجھے ماما پاپا کی یاد آرہی ہے، کل میری بات ہوئی تھی تو ماما اداس تھیں اور ہمیں مس کر رہی تھیں۔!!" وہ اس کی شرٹ کی بٹنوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں اب اس سے سوال کر رہی تھی۔ ان دنوں میں اب اس کی اچھی خاصی بات جاذب کے والدین سے ہونے لگی تھی۔

"ہاہاہاہا۔!!" جاذب اس کے بات اور ماحول کو بدلنے پر زور سے ہنسا تھا اور اسے اس طرح ہنستا دیکھ کر وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔

"میں نے آپ کو جوک تو نہیں سنایا ہے۔۔؟ جو آپ اس طرح سے ہنس رہے ہیں، یا پھر آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔۔؟" وہ پہلے اسے گھورتے ہوئے پھر آنکھوں میں آنسو لیے دیکھ رہی تھی، وہ اسے کوئی چھوٹی بچی لگی تھی جو اپنی آنکھوں کو جھپک کر آنسوؤں کو روکنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ اس کی بات سن کر جاذب کی ہنسی کو بریک لگے تھے، وہ ایک ابرو اچکا کر اسے دیکھتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

"نہیں میں تمہارا مذاق کیوں اڑاؤں گا اور تم پیچھے کیوں جا رہی ہو ابھی گر جاؤ گی۔!!" منہا اپنی گردن نفی میں ہلاتے ہوئے پیچھے کھسک رہی تھی۔ جاذب اسے پیچھے جاتے دیکھ کر پہلے ٹوکا تھا لیکن اس پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ وہ اسی طرح جاذب پر نظریں مرکوز کیے پیچھے جا رہی تھی۔ تبھی بیڈ کا سرا



ختم ہوتے ہی وہ پیچھے کو گر جاتی کہ اس سے پہلے ہی جاذب پھرتی سے اس کی طرف بڑھا تھا اور اس کی کمر میں اپنا بازو جمائل کئے اسے اپنی طرف کھینچتے اسے گرنے سے بچا گیا تھا۔

"کیا کر رہی ہو۔۔؟ ہاں۔۔ ابھی گر جاتی تو۔۔؟"

جاذب اپنے ہونٹوں کو غصے سے آپس میں بھینچے اب کی بار دھاڑا تھا، اس کی دھاڑ پر وہ کانپ اٹھی تھی اور آنکھوں میں خوف سے آنسو آئے تھے۔

"آ۔۔ آپ تو چاہتے ہی ہیں کہ میں گر جاؤں، اس دن آپ مجھے پھینکنے بھی لے گئے تھے۔۔!!" وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بات کو کہاں سے کہاں لے گئی تھی۔۔ لیکن وہ انجانے میں اس سے اس دن پھینکنے والی بات پر شکوہ کر رہی تھی۔

اس نے اپنی ہتھیلیوں کی پشت سے اپنی آنکھوں کو بے دردی سے رگڑتے ہوئے لال سرخ چہرہ لیے اس کا دل دھڑکا گئی تھی۔

اسے اس طرح روتے ہوئے دیکھ کر جاذب کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھا تھا اور اس کے انداز میں اپنے لیے شکوہ شکایات کا عنصر دیکھ کر وہ اپنی مسکراہٹ دبا گیا تھا کیونکہ اس کا ایسے حق جماتا انداز دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی دھاڑ وائفی جتنی پہلے نڈر نظر آتی تھی اتنی ہی معصوم بھی ہے۔۔ "شششش۔۔!" جاذب نے اپنے حصار میں لیے ہی اسے ہچکیوں سے روتے ہوئے دیکھ زور سے اسے اپنے آپ میں سمو گیا تھا۔

"رونا بند کرو منہا، اور میں تمہیں پھینک کر کہاں جاؤں گا بھلا۔۔؟" وہ اسے اپنے سینے میں بھینچے اس کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ ڈالے سہلا کر چپ کروا رہا تھا۔ لیکن اس کا جواب سن کر وہ کچھ پل ساکت ہوا تھا۔

"مجھے پھینک کر آپ جہنم میں جائیں گے اور کہاں جائیں گے بھلا۔۔!!" وہ اس سے لگی لگی اسے جہنم میں بھیجنے کا اعلان کر رہی تھی۔

اس کی بات سن کر اس نے ایک فلک شکاف قہقہہ لگایا تھا۔

"آپ پھر میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔۔؟ جو بیوی کا مذاق اڑاتے ہیں وہ بھی جہنم میں جاتے ہیں۔۔!!" وہ اس سے اپنا آپ چھڑاتے ہوئے اس سے دور جانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

"پہلی بات تو میں جہنم میں بھی جاؤں گا تو تمہیں لے کر ہی جاؤں گا اور دوسری بات میں تمہارا مذاق کیوں اڑاؤں گا یار۔۔!!" وہ بے اختیار اس کے نم چہرے پر جھکا تھا اور بہت عقیدت سے اس کی بھیگی پلکوں پر اپنے دہکتے ہونٹ رکھے تھے کچھ پل بعد وہ اسے لیے ہی بیڈ پر لیٹا تھا وہ اس کی حرکت پر اپنے آپ میں سمٹی اس کے ساتھ ہی لیٹ گئی تھی۔

"سو جاؤ منہا۔۔!!" اس نے اپنے جذبات پر لگام ڈالتے اس کا سر اپنے بازوؤں پر رکھے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے سلانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔

وہ سونے میں ہی عافیت سمجھتی کچھ منٹوں میں ہی سو گئی تھی اس کی گرم سانسیں جاذب کو اپنے سینے پر محسوس ہوئی تھیں وہ نظریں جھکائے اسے دیکھنے لگا تھا۔

سنہری رنگت میں وہ اس وقت دمک رہی تھی، وہ اپنے ہونٹوں کو بھیچے بڑی بڑی پلکوں کو بند کیے محو خواب تھی، وہ مسکرایا تھا کہ ابھی نیند نہ آنے کا رونا روتے ہوئے پریشان تھی اور اب سکون سے نیند کی وادیوں میں گم تھی۔

"میری گولڈن پری۔!!" اس نے بڑبڑاتے ہوئے جھک کر عقیدت سے اس کی پیشانی پر اپنے دہکتے لب رکھے تھے۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ دونوں میں اتنی بات چیت ہوئی تھی اور جاذب کو آج پورا یقین ہو چلا تھا کہ اس کی پہلے والی منہا واپس آگئی ہے، وہ اپنے رب کا جتنا بھی شکر ادا کرتا اتنا ہی کم تھا۔ جاذب نے دھیرے سے اس کا سر تکیہ پر رکھ کر اٹھا تھا اور روم سے نکلتے اپنے کام کے سلسلے میں گھر سے باہر چلا گیا تھا۔

پتہ نہیں یہ رات کا کون سا پہر تھا جب بے چینی سے منہا کی آنکھ کھلی تھی اس نے بند آنکھوں سے ہی بیڈ پر ہاتھ مار کر جاذب کو تلاش کرنا چاہا لیکن وہ وہاں ہوتا تبھی تو اسے ملتا۔ جاذب کو نہ پا کر خوف سے اس کی آنکھیں کھلی تھی، جب زہن بیدار ہوا تو اس کے حواس بھی کام کرنا شروع ہو گئے تھے۔

وہ جیسے ہی بلینکٹ ہٹا کر اٹھی تھی اسے باہر سے سرگوشی نما آواز سنائی دینے لگی تھی، اس وقت رات کا ایک بج رہا تھا، اور اتنی رات گئے اسے جاذب کا باہر بیٹھنا کچھ عجیب سا لگا تھا۔

"یہ باہر اتنی رات گئے کس سے باتیں کر رہے ہیں۔۔؟" وہ باہر سے آرہی آواز سن کر بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھی تھی اور دھیرے سے دروازہ کھول کر ابھی باہر نکلی ہی تھی کہ اندھیرے اور اس سرگوشی نما آواز کو سن کر خوف سے کپکپا اٹھی تھی۔۔

"یہی گھر ہے جہاں ہمیں شاہو صاحب نے بھیجا ہے ہمیں جلد سے جلد اسے مار کر اس لڑکی کو لے جانا ہے دھیان رہے لڑکی کو نہیں مارنا ہے۔۔ یہ بڑا شٹاں بنتا ہے لیکن ہمارے شاہو صاحب کی نظروں سے نہیں بچ پایا، اب اسے آج ہم دکھاتے ہیں کہ ہم کیا چیز ہیں۔۔!!" وہ اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ستون کے پیچھے چھپ گئی تھی، ان غنڈوں کی بات سن کر اس کا دل لرز گیا تھا، وہ آنکھیں پھاڑے ابھی بھی انہیں دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

"یہ سمجھتا تھا کہ ہمارے شاہو صاحب کوئی عام آدمی ہیں جو ان کے اڈے پر سے لڑکیوں کو چھڑانے کی جرأت کر گیا تھا۔۔!!" ایک غنڈہ اپنی پستول کو گھماتے ہوئے اب کچن کی طرف بڑھا تھا۔۔ ان کی بات سن کر منہا کو یہ تو اندازہ ہو گیا تھا یہ لوگ انہیں ہی مارنے آئے ہیں۔۔ وہ دل ہی دل میں جازب کے صحیح سلامت ہونے کی دعائیں مانگنے لگی تھی۔۔

"ابے یہ آدمی آخر ہے کون جس کے خون کے پیاسے شاہو صاحب ہیں۔۔؟" ایک سائڈ جیسا غنڈہ اپنے ساتھی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"ہمیں اس سے مطلب نہیں ہے، ہمیں بس اسے قتل کر کے یہاں سے نکلنا ہے۔۔!!" وہ سفاک لہجے میں کہتے ہوئے منہا کے دل کو تڑپا گیا تھا۔۔



منہا نے بے اختیاری میں اپنی پیشانی اور پلکوں کو چھوا تھا جہاں اسے ابھی بھی جاذب کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔ اچانک اس کے اندر ہمت بیدار ہوئی تھی۔ اس کی یہ ہمت خود کے لئے نہیں تھی بلکہ اپنے مسیحا اپنے ہمسفر کے لئے تھی۔

"کمینے تو میرے ظالم علی کو مارے گا۔؟ دیکھ میں تجھے کیسے جہنم واصل کرتی ہوں۔!!" اس نے اپنے ماتھے پر آئے پسینہ کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے ہوئے نڈر انداز میں ان سب سے دل میں مخاطب ہوئی تھی، وہ اب جلدی جلدی اپنا دماغ چلا رہی تھی، کیونکہ اسے جو بھی کرنا تھا دو سے تین منٹ کے اندر کرنا تھا۔

وہ تعداد میں تین تھے جس میں سے ایک وہیں لاؤنج میں کھڑا تھا جبکہ باقی دو الگ الگ روم میں داخل ہوئے تھے شاید انہیں ہی ڈھونڈ رہے تھے۔

ان میں سے ایک نے پلٹ کر لاؤنج میں کھڑے اپنے ساتھی کو ہاتھ کے اشارے سے جاذب اور منہا کے مشترکہ بیڈ روم میں جانے کا اشارہ کیا تھا۔

بس یہی موقع تھا منہا پیر دبائے اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ستون کے پیچھے سے ہوتے ہوئے کچن میں پہنچی تھی اور مطلوبہ چیزیں پلک جھپکتے لے کر واپس پلٹی تھی اور تینوں روم کے آگے دروازے پر ہی تیل کی بوتل خالی کی تھی اور اب سکون سے اسی ستون کے پیچھے چھپ گئی تھی۔ اس کے کسی بھی عمل سے ڈر بالکل بھی ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔

وہ ہاتھ میں لیے ڈبے کو کھول کر دروازے پر نظریں مرکوز کئے اپنے اگلے کام کے لئے بالکل تیار تھی۔

وہ تینوں غنڈے جیسے ہی روم میں کسی کو نہ پا کر باہر آئے تھے ویسے ہی پلک جھپکتے کمر پکڑے دھڑام سے زمین بوس ہوئے تھے۔۔

بس اسی کا تو منہا کو انتظار تھا وہ آگے بڑھ کر اپنی مرچی پاؤڈر سے مٹھی بند کئے باری باری تینوں کے پاس جا کر ان کے منہ پر پھینکا تھا اور اس کے ساتھ ہی تینوں غنڈوں کی چیخ سنائی دی تھی۔۔

"ارے کون ہے جو یہ سب کر رہا ہے۔۔؟ میں چھوڑوں گا نہیں۔۔!!" ایک نے اپنے چہرے کو ملتے ہوئے اسے دھمکی دی تھی جسے سنتے ہی منہا کے تلووں پر لگی اور سر پر بجھی۔۔ بس اس نے آؤ دیکھا نا تاؤ اور جو فرائی پین اس نے اپنی حفاظت کے لئے ہتھیار کے طور پر لیا تھا اسے پہلے ایک غنڈہ پر بڑی بے دردی کے ساتھ استعمال کیا تھا اور اسے تب تک مارا تھا جب تک کہ وہ ادھ موا نہیں ہو گیا تھا پھر دوسرے کے پاس پہنچ کر وہی کیا تھا۔۔

"منہوس مارے ذلیل انسان تو مارے گا۔۔ ہاں میں تمہارے ہاتھ نہ توڑ دوں تو میرا نام بھی منہا جازب علی نہیں۔۔!!!" وہ پہلی بار اپنے نام کے ساتھ اپنے شوہر کا نام استعمال کر رہی تھی جس کا اسے بالکل بھی ہوش نہیں تھا، یہ ایک بے اختیاری عمل تھا۔۔

وہ غصے سے چیختے ہوئے تیسرے کی طرف بڑھی تھی کہ وہ پستول اس کی طرف کر کے اپنی آنکھوں کو ملتے ہوئے بس فائر کرنے ہی والا تھا کہ منہا کی نظر پڑی تھی وہ اب ساکت ہوئی تھی، تبھی گولی چلنے کی آواز آئی تھی اور ہر طرف کا شور جیسے تھما تھا۔۔

"میں تو بالکل ٹھیک ہوں مجھے خون نہیں نکل رہا پھر اس نے کس کو مارا ہے۔۔؟" منہا نے چند پل رک کر اپنے آپ کو چھو کر محسوس کرنے کی کوشش کی تھی کہ گولی چلی ہے تو لگی کس کو ہے۔۔ اور

پھر اس کے ذہن میں جھماکا ہوا تھا۔ ان غنڈوں کی تھوڑی دیر پہلے والی بات ذہن میں گھومی تھی جس میں وہ لوگ صرف جاذب کو مارنے کی بات کر رہے تھے۔ وہ خوف سے زرد ہوتے ہی اپنے دل پر ہاتھ رکھتے پیچھے مڑی تھی۔

"ننن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔؟ اللہ آپ میرے جاذب کی حفاظت کرنا۔!!" منہا کے لبوں سے دعا کی صورت میں یہ آواز نکلی تھی اور آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوئی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

منہا حواس باختہ سی چلاتے ہوئے پلٹی تھی۔ کہ کسی سے زوردار تصادم ہوا تھا اور وہ پہلے ساکت ہوئی تھی پھر وہ اسی سے چمٹی تھی۔

وہ اس وجود کی خوشبو کو کیسے نہیں پہچانتی جس کے حصار میں رہتے ہوئے وہ تحفظ کے احساس سے ہمیشہ سکون پاتی تھی، جو اس کا مسیحا تھا، جس نے اسے پھر سے زندگی جینا سکھایا تھا، اپنی تکلیف پر ہمیشہ جس کی آنکھوں میں تڑپ نظر آتی تھی۔

"آپ ٹٹ۔۔ ٹھیک تو ہیں۔؟ آپ کو۔۔!!" وہ اس اندھیرے میں ہی اس کے چہرے اور بازو، گردن کو چھوتے ہوئے زخم ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی۔

جاذب کو اس کی آواز میں نئی محسوس ہوئی تھی اور اپنے لئے فکر بھی۔

"میں ٹھیک ہوں، ادھر دیکھو میری طرف؛ میں بالکل ٹھیک ہوں میری جان۔!!" اسے یقین دلاتے ہوئے اپنے بازوؤں میں سمیٹا تھا اسے۔

"آہ۔۔ آہ۔!!"

منہا کو اپنے پیچھے کراہنے کی آواز آئی تھی وہ پیچھے مڑ کر دیکھتی کہ اس سے پہلے ہی جازب نے اس کا رخ اپنی طرف موڑ لیا۔

"اُدھر دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، میری طرف دیکھو۔۔ تم ٹھیک تو ہو۔۔؟" اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرے اس سے پوچھ رہا تھا۔

منہا کو اس کا چہرہ اندھیرے کی وجہ سے دکھ تو نہیں رہا تھا لیکن اس کے لہجے کی تڑپ صاف محسوس ہو رہی تھی۔ اس کی اپنے لیے فکر دیکھ کر منہا کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

"میں ٹھیک ہوں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔!!" وہ اس کی تڑپ پر اسے یقین دلاتی نامحسوس انداز میں اس کے گرد حصار باندھ گئی تھی۔

جازب اس کی اس حرکت پر ساکت ہوا تھا کیونکہ اسے منہا سے اس کی امید نہیں تھی۔ پھر وہ اسے اپنے حصار میں لیے ہی مڑا تھا۔

"ظفر اندر آؤ اور ان تینوں کو لے جا کر اچھے سے خاطر کرنا، کوئی کمی نہیں چھوڑنا، انہیں بھی تو پتہ چلنا چاہیے کہ بن بلائے مہمان کی آمد پر ہم خوشی سے اس کی خاطر تواضع کیسے کرتے ہیں۔!!" اس نے پیچھے مڑ کر ظفر کو آواز دے کر انہیں لے کر جانے کو بول رہا تھا لیکن اس کے لہجے میں جو وحشت پُک رہی تھی اس سے صرف اس وقت ظفر ہی واقف تھا۔

ظفر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انہیں گھسیٹتے ہوئے لے کر جا رہا تھا کیونکہ جازب نے تینوں غنڈے کے پیروں پر فائر کیا تھا جس سے وہ اب اپنے پیروں پر چلنے سے محروم تھے۔



ان کے جانے کے بعد جازب نے اسے اپنے حصار میں لیے ہی بیڈ روم میں لا کر بیڈ پر بیٹھایا تھا۔ اور اس کے گالوں کو سہلا کر وہ تیزی سے روم سے باہر نکلا تھا۔۔

تین منٹ بعد وہ سارا گھر اچھے سے چیک کرنے کے بعد پورے گھر کی مین سوئیچ آن کر کے باہری دروازہ بند کرتے ہوئے واپس روم میں داخل ہوا۔

منہا ابھی بھی ویسے ہی بیٹھی ہوئی تھی اسے اس طرح سے بیٹھا دیکھ کر جازب نے گھڑی پر نظر ڈالی تھی جو اس وقت رات کے ڈھائی بج رہی تھی۔

اس نے آگے بڑھ کر لائٹ آف کرتے ہوئے بیڈ پر لیٹا تھا اور منہا کا سر اپنے بازوؤں پر رکھا۔ "آج ڈر نہیں لگا۔؟" وہ اس کے ہاتھوں کو اپنی ہتھیلیوں کی پشت سے سہلاتے ہوئے اس کے اندر کا ڈر جانچنا چاہ رہا تھا۔

"آپ کو معلوم ہے مجھے آج ڈر نہیں لگا بلکہ میں نے ان سب کو بہت مارا۔!!" وہ جوش سے اپنا کارنامہ بتا رہی تھی اور جازب اس کی بات سننے کے ساتھ ساتھ کچھ پل پیچھے چلا گیا تھا۔ وہ واپس گھر آ رہا تھا جب اسے راستے میں ظفر ملا تھا کیونکہ اس کی گاڑی خراب ہو گئی تھی اس لیے وہ اسے ساتھ ہی گھر لایا تھا لیکن جیسے ہی وہ لوگ گیٹ پر رکے تھے اسے کچھ غیر معمولی لگا تھا کیونکہ وہ جب گیا تھا تو گھر کی لائٹس آن تھیں لیکن اس وقت گھر میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

ظفر اور وہ اپنی گن نکال کر گھر کے دو حصوں سے اندر داخل ہو رہے تھے۔

جب وہ غنڈے اسے مارنے کی بات کر رہے تھے تبھی وہ اندر داخل ہوا اور ان سب کی باتوں پر اپنی دھاڑ والٹنی کی بڑبڑاہٹ اور کارنامہ بڑے ہی حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ اسے امید نہیں تھی منہا سے

اتنی جانبازی کی۔۔۔ تبھی ایک نے منہا پر پستول تانی تھی اور یہ دیکھتے ہی جازب کا سانس رکا تھا اور پھر بس اس نے پہلے اس غنڈے کے ہاتھوں پر فائر کیا تھا اور پھر تینوں کے پیروں پر۔۔۔ اور ظفر کے ہاتھوں انہیں ان کی صحیح جگہ پر بھیجا تھا۔۔۔

"آپ میری بات سن بھی رہے ہیں یا نہیں۔۔۔؟" منہا اس کے بازو کو ہلاتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی تھی جب وہ ہوش میں لوٹا تھا۔۔۔

"ہا۔۔۔ ہاں میں سن رہا ہوں۔۔۔ لیکن تم پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارے اندر اتنی ہمت آئی کیسے۔۔۔؟" اس نے مصنوعی حیرانگی سے اس سے مخاطب ہوا تھا حالانکہ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ وہ بہت بہادر ہے، بس حالات کی وجہ سے وہ ڈری سہمی رہنے لگی تھی۔۔۔

"آپ ہمت کی بات مت کریں کیونکہ میں بہت بہادر ہوں اور ویسے بھی وہ بے غیرت آپ کو مارنے کی بات۔۔۔!!" فوراً اس کے ذہن میں جھماکا ہوا تھا وہ اپنی ادھوری بات پر ہی رک کر اس کے بازو پر سے سر اٹھا کر لیمپ کی روشنی میں اس کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"کیا ہوا میری دھاکڑ والٹی چپ کیوں ہو گئی۔۔۔؟" وہ اسے کھوجتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"آپ کیا کرتے ہیں۔۔۔؟" ایک لفظی سوال آیا تھا۔۔۔

"مطلب تم پوچھنا چاہ رہی ہو کہ تمہارا ہی کیا کرتا ہے۔۔۔؟" وہ اپنی مسکراہٹ دبائے اس سے دریافت کر رہا تھا کیونکہ اس نے منہا کے سامنے بہت دفعہ بتایا تھا لیکن واہ رے قسمت مہینوں بعد اس کی بیوی کو اس کے کام کا خیال آیا تھا۔۔۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"میں ایس پی جازب علی ہوں، اپنے وطن کے لیے اپنی جان قربان کر دینا چاہتا ہوں، اپنے فرض سے کبھی پیچھے نہیں ہٹنا چاہتا۔!!" اس نے بہت عام سے لہجے میں بتا رہا تھا لیکن اس کی آواز کی گہمیرتا سے منہا کا دل یکبارگی زور سے دھڑکا تھا۔

"اور ایس پی جازب علی کی بیوی کو اتنا ہی بہادر ہونا چاہیے تھا جتنا آج میری دھاکڑ وائفی بہادری سے انکا مقابلہ کر رہی تھی۔ آج میں بہت خوش ہوں لیکن اگلے بار ایسے مظاہرے دکھانے سے پہلے مجھے انفارم کر دیا کرنا۔ کیونکہ تمہیں اس طرح خطرے میں دیکھ کر میری سانسیں رک گئی تھیں۔!!" اس نے اب کی بار بے چینی سے اسے اپنے آپ میں بھینچا تھا اسے وہ لمحہ ابھی تک یاد تھا جب وہ غنڈہ اپنے پستول کے نشانے پر اسے لیا ہوا تھا۔

"ایس پی صاحب میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور ہاں اب مجھے نیند آرہی ہے تو کیا میں سو جاؤں۔؟" وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اب اس کی ڈانٹ سے بچنے کے لئے جلدی سے سونے لگی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب ڈانٹ پڑنے والی ہے۔

جازب اس کی جلد بازی پر مسکراتے ہوئے اسے محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اوپر اٹھایا تھا۔

"سو جاؤ، اور صبح اٹھ کر تیار رہنا کیونکہ ہم صبح گھر چلیں گے۔!!" اس نے نرمی سے اس کی پیشانی کو چھو کر اب دعا پڑھتے ہوئے خود بھی سو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ وہاں سے آنے کے دو دن بعد کی بات تھی جب جازب کی موبائل پر احسن علی کی کال آئی۔ وہ پریشان ہوا تھا۔ کیونکہ ابھی ان کو گھر سے گئے دو گھنٹے بھی نہیں ہوئے تھے پھر وہ کال کیوں کر رہے تھے۔؟

"ہیلو۔ السلام علیکم پاپا، سب ٹھیک تو ہے نا۔؟ آپ نے کیوں فون کیا ہے۔؟ سب ٹھیک تو ہے۔؟ اور آج زین بتا رہا تھا کہ آپ کی بہت اہم میٹنگ ہے۔؟" اس نے جلدی سے ان سے سب کچھ پوچھنا چاہ رہا تھا۔ کیونکہ اسے اب دھڑکا سا لگا رہتا تھا۔ اپنی فیملی کی حفاظت کے لئے اس نے ہر اقدام کیے تھے۔

جازب اپنے کسی کام کے سلسلے میں گھر سے نکل رہا تھا۔

وہ اس وقت بلیک پینٹ پر وائٹ شرٹ پہنے، بالوں کو جیل سے نفاست سے سیٹ کیے بالکل تیار تھا۔ اب بس شوز پہننے جا رہا تھا جب احسن علی نے کال کی تھی۔ وہ پریشان ہوا تھا۔

"مائی سن میری بات سنو، سب کچھ ٹھیک ہے بس میں فائل لانا بھول گیا ہوں۔۔ لگتا ہے بیٹے کے جوان ہوتے ہی میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔۔!!" وہ اپنی ہی بات پر زور سے ہنسنے لگے۔۔

"خیر پاپا آپ ایسے تو نہ کہیں کیونکہ ابھی بھی آپ اتنے ہینڈسم ہیں کہ آفس کی لڑکیاں آپ کو مڑ مڑ کر دیکھتی ہیں۔ اور اگر یہ بات ماما کو پتہ لگ گئی، پھر سوچیں کیسا طوفان اٹھے گا۔۔ ہاہاہا۔۔!!" دونوں باپ بیٹے کا ایک ساتھ فلک شکاف قہقہہ پڑا تھا۔

"اچھا باتیں چھوڑیں اور فائل بتائیں۔۔ میں لے کر آتا ہوں۔۔!!" وہ اب شوز پہن چکا تھا۔ اور اُن کے روم کی طرف روانہ ہوا۔



(معلوم نہیں پایا نے کون سی فائل مانگی ہے۔۔؟ کیونکہ یہاں پر تو کم سے کم دس فائل بلیک کلر کی ہیں۔۔!!) وہ لا کر سے ساری فائل نکال کر بیڈ پر بیٹھ کر فائل کھول کر دیکھ رہا تھا۔ تبھی ایک فائل کھول کر جیسے ہی سامنے کی، اس کی نظریں ساکت ہوئی تھیں۔ اس کے دماغ میں جھکڑ سے چلنے لگے تھے۔ اسے اُس پر یقین کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام لگا تھا۔

اس نے فائل کے پیپرز پر جلدی جلدی نظر دوڑائی تھی۔ اور جیسے جیسے اس کی نظر ان پیپرز پر پھسل رہی تھی۔ ویسے ویسے اس کی آنکھیں لال سرخ انگارہ ہوتی گئی تھیں۔

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا یہ جھوٹ ہے۔۔ یہ سب بالکل جھوٹ ہے۔ لیکن پیپرز دیکھ کر تو سب سچ ظاہر ہو رہا ہے۔ تو کیا یہی سچ ہے۔۔؟ یہی سچ ہے جو میں سمجھنا نہیں چاہتا ہوں، یا پھر یہی سچ ہے جو آج میرے سامنے آیا ہے۔ نہیں۔۔ میرے اللہ۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔!!" مارے صدمے کے اس کے چہرے سے ایسا لگ رہا تھا جیسے خون نچڑ رہا ہو۔ اس نے بے دردی سے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔۔؟

"تت۔۔ تو کیا مم۔۔ میں روڈ پر پڑا ہوا ایک۔۔ ایک۔۔!!" اس کی آواز لڑکھرائی تھی۔ شدت غم سے اس کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر اس کی داڑھی میں جذب ہوا تھا، وہ اس وقت سب بھولا تھا کہ وہ یہاں کس کام کے لئے آیا تھا۔۔؟

وہ اس فائل کو اپنے ہاتھ میں دبوچے اپنی آنکھوں کو بے دردی سے صاف کرتے ہوئے باہر نکلا تھا۔ کیونکہ اسے گھٹن کا شدید احساس ہو رہا تھا۔

"جاذب کہاں جا رہے ہو بیٹا۔؟" لاؤنج میں عالیہ بیگم کے ساتھ منہا بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ انہوں نے جاذب کو ایک فائل لیے تیزی سے نکلتے دیکھ کر اسے پکارا تھا۔ لیکن وہ ان کی آواز کو بھی نظر انداز کر کے نکلتا چلا گیا تھا۔ اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ ان کی آواز سن کر بھی نہیں رکا تھا۔

"یہ۔۔ یہ اسے کیا ہوا ہے۔؟" انہوں نے پریشانی سے منہا کو دیکھتے ہوئے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھیں۔ انہیں اس کا چہرہ بھی عجیب لگا تھا۔ جیسے وہ بہت دکھ تکلیف میں ہو۔۔

"ماما آپ پریشان نہیں ہوں، ہو سکتا ہے انہیں آپ کی آواز نہیں آئی ہو۔ ورنہ وہ آپ کی آواز سنیں اور نہ رکیں۔۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا ہے۔!!" منہا نے ان کے کندھے کو پکڑتے ہوئے انہیں تسلی دی تھی۔ حالانکہ پریشان تو وہ خود بھی ہو گئی تھی۔

"ہاں۔۔ ہو سکتا ہے۔!!" وہ بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے خود کو تسلی دیتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ ایک کمرے کا منظر تھا جہاں وہ بالکل اندھیرا کیے، بکھرا بکھرا سا فرش پر بیٹھا تھا، شدت غم سے اس کی آنکھیں بے اختیار نم ہوئی تھیں اور پھر آنسو لڑیوں کی صورت میں فرش پر گرتے چلے گئے تھے۔ اس نے اتنا بے بس اپنے آپ کو زندگی میں کبھی نہیں پایا تھا۔ اسے اس حال میں بیٹھے چوبیس گھنٹے ہو گئے تھے۔ لیکن اسے اپنا کچھ ہوش نہیں تھا۔ ہوش ہوتا بھی تو کیسے بھلا۔۔ اپنا آپ مٹی میں بکھرتا دیکھ کر کسے ہوش ہوتا ہے۔ وہ بھی تو اب تک اپنی زندگی اندھیرے میں جیتا آیا تھا۔ اور اب جب سچ سامنے اپنا منہ کھولے کھڑا ہوا تھا۔ تو وہ بھی منہ کے بل گرا تھا۔ ساری ہمت کچھ پل کے

لئے کہیں جا سوئی تھی، وجود بالکل بے جان ہو گیا تھا۔ اسے اپنے آپ سے نفرت سی ہونے لگی تھی۔

"کیا میرا اپنا کوئی وجود نہیں۔۔؟ میری کوئی پہچان نہیں۔۔؟ مم۔۔ میں کیا ہوں۔۔؟ ایک۔۔ ایک زمین پر ریٹکتے ہوئے کیڑے کے برابر ہوں۔۔!!" اس کے دماغ کی رو بھٹکی تھی۔ وہ جو سوچ رہا تھا وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ لیکن سوچوں پر کون پہرا بٹھا پایا ہے، سوچیں تو ہمارے دل اور دماغ کا کمینیشن ہوتی ہیں۔ جہاں دل اپنی دلیل دیتا ہے تو دماغ اپنی منوانے کے چکر میں ہوتا ہے۔

"کیا میرا وجود کسی کے گناہوں کا نتیجہ ہے یا پھر مم۔۔ میں غلط سوچ رہا ہوں۔۔!!" اس نے اپنے ہاتھوں کو بے دردی سے دیوار پر دے مارا تھا۔

"اللہ۔۔!!" بے ساختہ اس کے منہ سے اس رب العالمین کا لفظ ادا ہوا تھا۔ اور بے قراری اس کی رگ رگ میں دوڑ گئی تھی۔

"نہیں۔۔ نہیں میرے رب مجھے تجھ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔۔!!" اس نے بے دردی سے اپنے بالوں کو جکڑے سر کو جھکائے ہوئے بیٹھا تھا، اس وقت اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی جازب علی ہے۔ جسے دیکھ کر لوگ فخر سے مثالیں دیا کرتے تھے۔ جسے دیکھ کر مجرموں کی روح کانپ جاتی تھی۔ جو غیروں کا مسیحا اور اپنوں کا خیر خواہ اور ہمدرد تھا۔

"ہمارا مالک وہ پاک ذات ہے جس نے دنیا کے زرہ زرہ کو بنایا ہے اور وہی ہمارے دلوں کا حال بہتر جانتا ہے۔۔!!" اس نے اپنی گردن کو ہلکا سا اٹھا کر اپنے رب سے رابطہ کر رہا تھا کیونکہ وہی تو ہے جو

اندھیروں کو اُجالے میں بدل سکتا ہے، وہ اپنے بندوں کا انتظار کرتا ہے کہ وہ مانگے کیونکہ ہمارا رب دعائیں مانگنے سے خوش ہوتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کو نواز کر خوش ہوتا ہے۔۔

"اے اللہ میں گناہگار ہوں، میرے گناہوں سے میری جھولی بھری ہوئی ہے، اے اللہ تو معاف کر دے میرے رب۔۔ معاف کر دے۔۔!!" وہ اب روتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا تھا کیونکہ وہی رب ہمیں معاف کرنے والا ہے۔ وہ اس رب سے رابطہ کر رہا تھا جو غفور رحیم ہے۔ جس کے کُن کہنے سے سب ہو جاتا ہے۔۔

"اے میرے رب تو ماضی بھی جانتا ہے، حال بھی جانتا ہے، یا رب العالمین تو مستقبل بھی جانتا ہے، کل کیا ہوگا اور کل کیا ہونے والا ہے۔۔؟ سب کچھ جانتا ہے۔ تیرے سامنے سب جھک جائے رب العالمین۔ اے رب تو مجھے صحیح راستہ دکھا، مجھے سکون دے میرے مالک۔۔!!" وہ بے تحاشہ روتے ہوئے اللہ سے سکون مانگ رہا تھا۔ جو ہر چیز پر قادر ہے۔۔ اچانک اسے سکون کا احساس ہوا تھا، وہ اٹھا تھا وہاں سے اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ گھر میں سب لوگ پریشان ہو رہے ہوں گے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ علی ہاؤس کے لاؤنج کا منظر تھا جہاں سبھی لوگ پریشانی سے بیٹھے ہوئے تھے۔۔ سب کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

سب کی سوچوں کو منہا کی آواز نے توڑا تھا۔۔



"وہاں سے آنے کے بعد دو دن تک وہ اپنے کام میں اتنا بڑی تھے ماما کہ گھر بھی نہیں آئے تھے، اور آج جب آئے تو میں ان سے بات ہی نہیں کر پائی لیکن وہ اتنے غیر ذمیدار تو نہیں ہیں جو ایک کال نہ کریں۔!!" منہا روتے ہوئے عالیہ بیگم کی گود میں سر رکھے بیٹھی تھی۔

"احسن آپ سے کیا بات ہوئی تھی۔؟ کچھ کہہ تو نہیں رہا تھا آپ سے۔؟ وہ اتنا لاپرواہ تو نہیں ہے۔!!" عالیہ بیگم کے چہرے پر پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔ انہوں نے اپنی گود میں رکھے منہا کے سر کو سہلا رہی تھیں۔

جاذب کل شام کا نکلا تھا، شام رات میں بدلی پھر رات کے اندھیرے کو صبح کی روشنی نے منور کر دیا۔ لیکن ان کا انتظار انتظار ہی رہا، جاذب گھر نہیں آیا۔ اور اب رات کی سیاہی پھیلنا شروع ہو گئی تھی اور جاذب کا کہیں اتا پتا نہیں تھا۔

"مجھ سے جب بات ہوئی تھی تو وہ بہت خوش تھا اور میری فائل آفیس لانے والا تھا۔ لیکن پھر معلوم نہیں کیوں وہ آفیس آیا ہی نہیں۔؟ لیکن پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہ ہمارا بیٹا ہے، وہ بہت بہادر ہے۔!!" احسن علی ان کے ساتھ ساتھ خود کو بھی تسلی دے رہے تھے۔

"یہ زین بھی کل سے ڈھونڈنے نکلا ہے لیکن اس کا کہیں اتا پتا نہیں ہے، اللہ خیر کرے میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔!!" عالیہ بیگم پریشانی سے دوچار ہوئی تھیں۔ تبھی زین لاؤنج میں داخل ہوا تھا اس کے کپڑے ملگجے سے ہو گئے تھے، بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے، وہ بہت تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

"زین جاذب کا کچھ پتہ لگا۔؟" عالیہ بیگم زین کو اپنے سامنے دیکھ کر آس سے پوچھ رہی تھیں۔ زین نے انکار کرنے کے لئے اپنا سر اٹھایا تھا کہ تبھی کوئی آندھی طوفان کی طرح گھر میں داخل ہوا تھا

اور کسی کو بھی دیکھے بنا وہ ایک روم میں داخل ہو کر ٹھاہ کے ساتھ دروازہ بند کیا تھا، سبھی لوگ چونک گئے تھے۔

"یہ۔۔ یہ جازب تھا ناں۔۔؟" مارے صدمے کے زین کی آواز لڑکھڑاہٹ لئے ہوئے تھی کیونکہ اس نے کیا کسی نے بھی جازب کو اس حال میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔

وہ کل کے ہی کپڑوں میں ملبوس تھا جو سکڑ کر ملجے سے ہو گئے تھے۔ بال بے ترتیب سے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے، چہرہ بالکل لال سرخ انگارہ کی طرح دہک رہا تھا، آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے لیکن پلکیں بالکل نم تھی۔۔ وہ سبھی کو بکھرا بکھرا سا لگا تھا، جازب بنا کسی کو بھی دیکھے ایک روم میں جا کر بند ہوا تھا، وہ شاید ابھی کسی کا سامنا کرنے کو تیار نہیں تھا۔ منہا کو چھوڑ کر سب کو ہی معلوم تھا کہ جب وہ پریشان ہوتا ہے تو تنہا رہنا پسند کرتا ہے۔

"کچھ تو ایسا ہوا ہے جو وہ ایکسپٹ نہیں کر پا رہا ہے ورنہ وہ اتنا کمزور تو نہیں ہے۔۔؟" زین صوفے پر گرتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔ اسے اس طرح بڑبڑاتے ہوئے دیکھ کر منہا کو یہ سمجھ میں آگیا تھا کہ کچھ تو ہے جو خود جازب سے جڑا ہوا ہے۔۔!!!

"آپ لوگ پریشان نہ ہوں میں دیکھ کر آتی ہوں۔۔!" منہا جھٹکے سے کھڑی ہوئی تھی اور بنا کسی کی بھی سنے اس روم کی طرف بڑھی تھی جس میں جازب گیا تھا۔

"احسن سنیں کیا میں جو سوچ رہی ہوں وہی آپ بھی سوچ رہے ہیں۔۔؟" عالیہ بیگم اپنے ساتھ بیٹھے اپنے شوہر سے سنجیدگی سے مخاطب ہوئی تھیں لیکن ان کی آواز سے صاف لڑکھڑاہٹ محسوس کی جا سکتی تھی۔

"نہیں بیگم مجھے پورا یقین ہے کہ وہی بات ہے، وہ فائل شاید اس کے ہاتھ لگ گئی ہے، ہمیں اسے سب سچ بتا دینا چاہیے تھا۔۔۔ لیکن آپ پریشان نہ ہوں اس کی پرورش ہم نے کی ہے اور ہمیں پورا یقین ہے کہ وہ ہماری بات ضرور سنے گا۔۔۔!!" وہ یقین کے ساتھ عالیہ بیگم کو تسلی دے رہے تھے۔۔۔ تین نفوس بیٹھے تھے لیکن اتنی خاموشی تھی کہ اس لاؤنج میں ایک سوئی بھی گرتی تو آواز سنائی دیتی۔۔۔

ہمیں ہر حال میں امید کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے اور جس کے ہم حقدار ہوتے ہیں ہمارا رب وہی ہمیں نوازتا ہے اور وہ ہمارے لئے بہتر سے بہترین ہوتا ہے۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جب منہا روم کے قریب پہنچی اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ روم اندر سے لاکڈ ہو گا۔ اس لئے وہ پہلے ڈپلیٹ چابی لے کر آئی اور دروازہ کھولا۔۔۔ کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اس نے جیسے ہی اندر قدم رکھا اندھیرے نے اس کا استقبال کیا تھا، اس نے آگے بڑھ کر پہلے لائٹ آن کی تھی پھر تفصیل سے ہر طرف نظر دوڑائی تھی۔ لیکن وہ اسے کہیں بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔۔۔ وہ دو قدم آگے بڑھی تھی پھر ایک احساس کے تحت پیچھے آکر صوفے کی بیک سائڈ گئی تھی اور جیسے ہی جاذب پر نظر پڑی وہ ٹھٹھک کر ساکت ہوئی تھی۔۔۔

جو دن میں دو دفعہ نہاتا تھا وہ کل کے کپڑوں میں ملبوس تھا، بال بے ترتیب سے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے آنکھیں بند تھیں۔ وہ صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے فرش پر ہی بیٹھا تھا۔۔۔ منہا اسے اس

حال میں دیکھ کر تڑپ اٹھی تھی لیکن یہ وقت کمزور پڑنے کا نہیں تھا بلکہ اس کے غم کو بانٹنا تھا جیسے وہ ہمیشہ اس کے غم بانٹتا آیا تھا۔

"جاذب۔۔!" وہ بے اختیار اس کا نام پکارتے ہوئے اسی کی طرح فرش پر بیٹھی تھی اور اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر اپنی گود میں رکھے۔

"کیا لینے آئی ہو۔۔؟ جاؤ یہاں سے میں کسی کو کیا دونگا میں تو خود تہی داماں ہوں، خالی ہاتھ ہوں، دنیا کی بھیڑ میں میرے پاس تو اپنی پہچان تک نہیں ہے۔۔!!" اپنے ہاتھوں کو جھٹک کر اس سے دور کیا تھا۔ لیکن لہجے کا بھاری پن اور آواز کی نمی نے منہا کو سمجھا دیا تھا کہ وہ بہت تکلیف میں ہے۔۔

"خود ہی اپنے قریب کر کے اب دور جانے کا کہہ رہے ہیں لیکن مجھے یہ بھی بتا دیں کہ میں کہاں جاؤ۔۔؟ کیونکہ آپ کے سوا میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔۔!!" وہ جو ہمیشہ روتی ہوئی منہا کو چپ کرواتا آیا تھا۔ لیکن آج اس کا رونا محسوس کر کے بھی بے حس بنا بیٹھا تھا۔ اپنی آنکھیں تک کھول کر نہیں دیکھا تھا۔ منہا نے دوبارہ اس کے ہاتھوں کو اپنی ہتھیلیوں کے بیچ میں پکڑ کر عقیدت سے اس پر اپنے ہونٹ رکھے تھے۔۔ وہ اس کے ہونٹوں کا نرم گرم لمس محسوس کر کے جھٹکے سے اپنی آنکھیں واں کر کے ہاتھوں کو کھینچ گیا تھا۔

منہا اس کی لال سرخ آنکھیں دیکھ کر ایک پل کے لئے خوفزدہ ہوئی تھی۔

"مت دو اتنی عزت اور محبت میں ان سب کے قابل نہیں ہوں، میں۔۔ میں اچھا نہیں ہوں، کیسے سمجھاؤں تمہیں۔۔؟ تم میری بارے میں جانتی ہی کیا ہو۔۔؟ ہاں بولو۔۔!!" وہ پہلی بار اس پر چیخا تھا۔ لیکن اسے بالکل احساس نہیں تھا۔



"اچھا آپ برے ہیں لیکن مجھے تو کوئی برائی نہیں دکھ رہی ہے۔۔ اور کیا کہا آپ نے کہ میں کیا جانتی ہوں آپ کے بارے میں، تو سنیں میں آپ کے بارے میں کیا جانتی ہوں۔۔!!" اس نے بے دردی سے اپنے گالوں کو رگڑ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بے خوف انداز میں مخاطب ہوئی تھی۔۔

"ایک غیر محرم لڑکی کو روڈ پر چلتے لفنگے لڑکوں سے بچا کر عزت سے سر پر چادر ڈالنے والا انسان اگر برا ہے تو ہاں آپ برے ہیں۔۔!!" وہ کھوئی کھوئی سی اس لمحے کو یاد کر رہی تھی جب وہ سڑک پر اسے بچا رہا تھا۔۔

"ایک غیر محرم لڑکی جس کے سر سے والدین کا سایہ اٹھ گیا ہو وہ بے یارو مددگار سڑک پر دنیا کے رحم و کرم پر پھینک دی گئی ہو جس کا اس وقت کوئی اپنا نہ ہو، لیکن کوئی انجان انسان اس کے آگے پہاڑ کی طرح اس کی حفاظت کے لئے کھڑا ہو کر دنیا سے ٹکرا جانے والا، بنا اپنا فائدہ سوچے پانچ لاکھ روپیہ ان بے رحم لوگوں کے منہ پر مار کر اس لڑکی کی حفاظت کرنے والا اگر برا ہے تو ہاں آپ برے ہیں۔۔!!" وہ اس پل کو یاد کر کے تڑپ اٹھی تھی اور وہ تکلیف اتنی زیادہ تھی کہ چھلکنے کو بے تاب آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر اس کے گالوں پر سے بہتے ہوئے اس کے ہاتھ کی پشت پر گرے تھے۔۔

جاذب ایک ٹک اس کو دیکھ رہا تھا، ناں ہی اسے چپ کروا رہا تھا اور ناں ہی خود کچھ بول رہا تھا۔۔

"ایک غیر محرم لڑکی کو ظالم اور بے رحم بھیڑیوں سے بچا کر صرف اس لڑکی کی زندگی کے لئے اسے اپنا نام دینے والا انسان اگر برا ہے تو ہاں آپ برے ہیں۔۔!!" اسے ہاسپٹل کے وہ سارے منظر یاد آئے تھے جب وہ خود کو بھی نقصان پہنچانے سے نہیں ہچکچائی تھی۔۔

"کوئی دنیا کا ایسا شوہر بتائیں جازب جو اپنی بیوی کی صحت اور تحفظ کا احساس دلانے کے لیے دو مہینوں تک اپنا جائز حق نہیں لیا ہو۔۔ اگر ایسا شوہر برا ہے جازب تو ہاں آپ بہت زیادہ برے ہیں۔۔!!" اس نے یہ بات کہنے کے لئے ہمت کہاں سے لائی تھی یہ وہی جانتی تھی۔۔

"آپ کہہ رہے ہیں جازب کہ آپ عزت اور محبت کے قابل نہیں ہیں۔۔؟ تو سن لیں آپ کہ اگر اتنا سب کچھ کرنے والا انسان قابل نہیں ہے تو پھر دنیا کا کوئی بھی مرد قابل نہیں ہو سکتا۔۔!!" وہ روتے ہوئے اسے احساس دلا رہی تھی کہ وہ دنیا کے ہر مرد سے زیادہ عزت اور محبت پانے کے قابل ہے۔۔

"آج مجھے اقرار کر لینے دیں کہ دنیا کا ہر مرد جازب علی نہیں ہو سکتا، کیونکہ جازب علی تو وہ ایک ہے جو اپنی بیوی کی نظروں میں اتنی اونچائی پر ہے کہ وہاں تک کسی کی رسائی نہیں ہے۔۔!!" آج وہ اس سے محبت کا اظہار نہیں کر رہی تھی لیکن عزت کا اظہار کر رہی تھی جو ہر مرد کے نصیب میں نہیں ہوتا۔۔ اس کے اظہار پر جازب کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر اس کی شیو میں جڑب ہوا تھا۔۔

"مجھے نہیں معلوم کہ آپ کو کیا ہوا ہے یا آپ کی زندگی میں کیسا طوفان آیا ہے۔۔؟ بس یہ جان لیں کہ میں ہمیشہ آپ کے ساتھ اور آپ کے پاس ہوں، اور۔۔ اور میں بتا رہی ہوں کہ میں ڈھیٹ بہت ہوں اس لیے مجھے بھگانے کا سوچے گا بھی مت۔۔!!" وہ اب روتے روتے انگلی اٹھا کر اسے دھمکی دے رہی تھی۔۔

جاذب بنا کچھ بولے اس کی وہی انگلی پکڑ کر اپنی طرف کھینچ کر اسے اپنے آپ میں سمو لیا تھا۔ وہ اپنا درد بتا نہیں پایا تھا لیکن اس کے کندھے پر سر رکھ کر اپنا درد کم تو کر ہی سکتا تھا۔ خود کو اس کی بانہوں میں جکڑا محسوس کر کے منہا نے بھی روتے ہوئے اس کے گرد حصار باندھا تھا۔

"چلیں اٹھیں ماما رو رہی تھیں آپ کو ان سے بات کرنا چاہیے۔؟" کچھ پل بعد وہ اس کے شانے سے اپنا سر اٹھا کر جاذب کی پلکوں پر اٹکا آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چنا تھا۔ لیکن اس خوبرو مرد کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔

وہ اس کے جلدی مچانے پر اس کے ساتھ اٹھ کر

لاؤنج کی طرف بڑھا تھا۔ جہاں اس کے والدین کے ساتھ اس کا جگڑی یار پریشان بیٹھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج پہلی بار احسن علی کے کندھے جھکے ہوئے تھے۔ وہ پرسوج انداز میں صوفے سے ٹیک لگائے ایک ہی نقطہ پر اپنی نظریں مرکوز کیے بیٹھے تھے۔

"اسی دن کے لئے آپ سے کہتا تھا کہ اس کو سچ سے آگاہ کر دیں لیکن نہیں آپ معلوم نہیں کیا سوچے بیٹھی تھیں۔ میں آج اس کا سامنہ کیسے کرونگا۔؟" وہ بے چینی سے پہلو بدل رہے تھے۔

"میں ڈرتی تھی اس کی تکلیف سے، میں ڈرتی تھی احسن کہ کہیں اس کا کانفیڈنٹ کم نہ ہو جائے، ہاں یہ سچ ہے احسن کہ بیٹے کی محبت میں یہ بھول گئی تھی میں کہ آج نہیں تو کل اسے جب سچ معلوم ہوگا تو وہ۔۔۔ وہ ہمیں چھوڑ کر۔۔۔!!" وہ بے تہاشا روتے ہوئے اپنی بات بھی پوری نہیں کر پار ہی تھیں۔ انہیں ڈر تھا کہ کہیں وہ انہیں تنہا چھوڑ گیا تو۔۔؟ تو کیا وہ رہ پائیں گی۔؟

"نہیں۔۔ نہیں میں اسے کہیں نہیں جانے دوں گی احسن، میں اس سے معافی مانگ لوں گی، لیکن اگر وہ پھر بھی چھوڑ کر چلا گیا تو۔۔ تو میں کیسے رہوں گی۔۔؟" زین انہیں تڑپتے ہوئے دیکھ رہا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا بات ہے لیکن وہ اس طرح سے انہیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہوا تھا تبھی اس کی نظر دروازے کے طرف اٹھی تھی جہاں جازب ساکت کھڑا تھا۔

"جاذب۔۔!!" منہا نے جاذب کے بازوؤں کو پکڑ کر جھنجھوڑا تھا، وہ اس کو ایک نظر دیکھ کر اپنی ماں کی طرف بڑھا تھا جو اس کے جانے کے ڈر سے تڑپ رہی تھیں۔۔

"ماما۔۔ ماما۔۔!!" وہ بالکل چھوٹے سے بچے کی طرح ماما کی گردان کرتے ہوئے بھاگ کر ان کے پاس پہنچا تھا۔۔

"ماما میں آپ کا بیٹا ہوں، میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا کہیں بھی نہیں۔۔!!" اس نے ان کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے ان کی بے یقین آنکھوں کو یقین دلا رہا تھا۔۔ وہ اس کی آواز کو سن کر ساکت ہوئی تھیں اور پھر اس کے چہرے کو، بازوؤں کو چھو کر یقین کرنے کی کوشش کر رہی تھیں کہ آیا سچ میں وہ جو دیکھ رہی ہیں وہ ان کے سامنے ہے۔۔

"جاذب میری جان۔۔!!" جیسے ہی انہیں یقین ہوا۔ بے تہاشا روتے ہوئے اسے اپنے سینے میں بھیج لیا تھا۔۔ اب ماں بیٹے دونوں ایک ساتھ رو رہے تھے۔۔

"مجھے معاف۔۔!!!" انہوں نے روتے ہوئے ابھی اس سے معافی مانگتی کہ اس سے پہلے ہی وہ ان کے شانوں سے اپنا سر اٹھا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے منع کرنے لگا۔۔



"اما آپ معافی مانگ کر مجھے گنہگار کر رہی ہیں، آپ جانتی ہیں میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں، آئی لو یو سوچجی ماما۔!!" وہ ان کے آنسوؤں کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے ہوئے ان کے گالوں کو زور سے چوما تھا۔

"اچھا اور مجھ سے کون محبت کریگا۔؟" اب احسن علی بھی اپنے صوفے سے اٹھ کر اس کے ساتھ ہی فرش پر بیٹھے تھے۔ انہیں اپنے پاس بیٹھتے دیکھ کر جازب اب ان سے لپٹ گیا تھا۔

"میں تمہارے اظہار سے پہلے بتا دوں کہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں، تم میرے جگر کا ٹکڑا ہو، تم جو سوچ رہے ہو اپنے لیے وہ سچ نہیں ہے۔ میں تمہیں آج پورا سچ بتاؤ گا لیکن اس سے پہلے یہ جان لو کہ تمہارے نام کے ساتھ میرا نام جڑا ہے کیونکہ تم میرے بیٹے تھے۔ ہو۔۔۔ اور رہو گے۔ لیکن سچ جاننا تمہارا حق ہے۔ اور ضرورت بھی۔!!" انہوں نے اسے خود میں بھینچ کر ماضی سے پردہ اٹھا رہے تھے۔

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بغیر پورا سچ جانے اسے سکون نہیں ملنا۔ اور ہو سکتا ہے۔۔۔ کہ سچ جان کر وہ اپنا اصل ڈھونڈ لے۔ جو وہ نہیں کر پائے۔۔۔ شاید وہ کر لے!!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(ماضی)

چھبیس سال پہلے۔!

"عالیہ آپ اس طرح سے روکیوں رہی ہیں۔۔؟ ہمارے بچے نہیں ہیں تو کیا ہوا۔۔، ہم بھی سب کی طرح خوش رہ سکتے ہیں۔ اور دیکھیں ہم دہلی اس لیے ہی تو آئے ہیں کہ ہم اچھے سے ڈاکٹر کو کنسلٹ کریں۔۔!!! "احسن علی اپنی روتی ہوئی بیوی کو چپ کر رہے تھے۔۔

"احسن ہمیں اپنا گھر چھوڑ کر دہلی میں رہتے ہوئے تین سال ہو گئے، لیکن یہاں پر بھی کسی ڈاکٹر نے کوئی امید نہیں دلائی۔۔!!" وہ سسک کر روتی ہوئی انہیں بھی پریشان کر گئیں تھیں۔۔

"کیسی باتیں کرتی ہیں عالیہ، ہمیں اپنے رب سے امید لگانی ہے۔۔ ڈاکٹر سے نہیں، اور ایک بات ہمیشہ یاد رکھیے۔۔ کہ اللہ جو کرتا ہے وہ ہمارے لئے بہتر سے بہتر ہوتا ہے۔۔ بس یہ آخری ڈاکٹر ہے جس کے پاس ہم جا رہے ہیں اس کے بعد میں آپ کی ایک بھی بات اس معاملے میں نہیں سنوں گا۔۔ بچے نہ ہونا کوئی خطا یا گناہ نہیں ہے کہ آپ ہر کسی کی بات سن کر ڈر جاتی ہیں۔۔!!! "وہ ان کے سر کو اپنے شانے سے لگائے انہیں دنیا کی اونچ نیچ سمجھا رہے تھے۔۔

شادی کے اتنے سالوں بعد بھی انہیں اولاد نہیں ہوئی تھی تو رشتے داروں نے بھر بھر کر سنایا تھا جس کی وجہ سے وہ ڈاکٹر کو دیکھانے پر مجبور ہو گئیں تھیں اور اس لئے ہی وہ اس شہر میں تین سال سے تھیں۔۔

وہ دونوں لوگ ڈاکٹر کو دکھانے کے بعد اب واپس گھر جانے کے لئے نکلے تھے۔ ہاسپٹل کے پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی تک پہنچ کر احسن علی اپنی گاڑی کا لاک کھول رہے تھے جب انہیں پچھلے ٹائروں کے پاس کچھ غیر معمولی لگا تھا۔۔

"احسن آپ پیچھے کہاں جا رہے ہیں، شام ہو رہی ہے اب ہمیں گھر کے لئے نکلنا چاہیے۔۔!!" عالیہ بیگم انہیں پیچھے جاتے دیکھ کر رات ہونے کا احساس دلا رہی تھیں لیکن وہ ان کی بات ان سنی کرتے ہوئے ٹائر کے پاس جھکے تھے۔ اور کچھ پل کے لئے ساکت کھڑے رہ گئے۔۔ ان کی نظریں ہٹنے سے انکاری ہوئی تھیں۔۔

وہ دو سال کا بہت پیارا گولو گپلو سا بچہ تھا جو ان کی گاڑی کے ٹائروں کے بیچ خاموشی سے چھپنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

انہوں نے جھک کر زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اپنے ہاتھوں کو اس بچے کے سر پر رکھ کر ٹائروں کے بیچ سے نکال کر اپنے سامنے کھڑا کیا تھا۔۔

بھورے بال، بھوری ہی آنکھیں، گول مٹول سا بے حد خوبصورت بچہ ان کے سامنے تھا۔ لیکن اس کے کپڑے مٹی سے اٹے ہوئے تھے ہاتھ اور چہرہ پر کافی خراشیں تھیں، آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھری ہوئی تھیں، وہ انہیں کافی سہا ہوا لگا تھا۔۔

"پا۔۔۔ پا۔۔!" وہ ابھی اسے ایک ٹک دیکھ رہے تھے جب اس نے اپنے مٹی سے سنے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر لے جا کر ملتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ جیسے وہ چھوٹا سا بچہ بے یقینی سے یقین کا سفر طے کر رہا ہو۔۔ اور پھر کچھ پل بعد وہ بے تہاشا روتے ہوئے پایا۔۔ پایا کی گردان کرتے ہوئے دھول مٹی سے سنے اپنے کپڑوں سمیت آکر ان سے لپٹا تھا۔۔

وہ اس وقت اسے اپنے سینے سے لگائے ہر چیز بھولے تھے۔ وہ اس بچے کے منہ سے ادا ہونے والے لفظ "پاپا" کی لذت کو محسوس کرنے کی کوشش کر رہے تھے، اس لفظ میں ایک ایسی ٹھنڈک تھی جو یکبارگی ان کی رگ و پے میں سرایت کر گئی تھی۔

عالیہ بیگم ان سارے وقت میں بس آنکھیں پھاڑ کر ان دونوں لوگوں کو دیکھ رہی تھیں۔

"کیا ہوا میری جان۔۔!" احسن علی کے منہ سے یہ لفظ بے ساختہ نکلے تھے۔ جن کا شاید انہیں بھی احساس نہیں تھا، انہوں نے اس بچے کو اپنے آپ میں بھینچے اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے اسے چپ کروا رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر کوئی بھی کہہ سکتا تھا کہ وہ دونوں باپ اور بیٹے ہیں۔

"شش۔۔ چپ ہو جاؤ۔۔!!" وہ ان کے سینے میں اپنا سر دیے زور و شور سے رو رہا تھا اور وہ اسے چپ کروانے کی سر توڑ کوشش کر رہے تھے۔ آخر کچھ وقت بعد وہ چپ ہوا تھا۔

احسن علی نے اپنے ہاتھوں سے اس کے چہرے کو صاف کیا تھا اور پھر اس کے کپڑوں کی دھول مٹی کو جھاڑ کر اپنے بازوؤں میں سمیٹے اسے گود میں اٹھا کر اب گیٹ پر کھڑے گارڈ کی طرف بڑھے تھے۔

"عالیہ آؤ معلوم کرتے ہیں کہ یہ کس کا بچہ ہے۔۔؟" شام کے ڈھلتے سورج کی روشنی جیسے ہی ان کے چہرے پر پڑی تھی وہ ان کے چہرے کو دیکھ کر سہا تھا شاید وہ اجالے میں پہچان چکا تھا کہ وہ اس کے پاپا نہیں ہیں۔ وہ اب دوبارہ سے اپنے ہونٹوں کو رونے کے انداز میں گول کرتے ہوئے اب اپنا باجا بجانے کی پوری تیاری میں تھا۔



"بیٹا روتے نہیں ہیں۔۔ اچھا یہ بتائیں کہ آپ کا نام کیا ہے۔۔؟" وہ اسے رونے کی تیاری کرتے دیکھ کر اس کے پھولے پھولے نرم مٹی سے سنے گالوں پر ہونٹ رکھتے ہوئے محبت سے اس کے زہن کو بھٹکایا تھا۔۔

"دادب۔۔!!" وہ ان کے محبت جتانے پر کچھ ریلیکس ہوا تھا اور اپنی زبان میں اپنا نام بتایا تھا۔۔  
 "دادب مطلب آپ کا نام جازب ہے۔۔!!" وہ مسکرائے تھے۔۔ اور اسے لے کر چلتے ہوئے گارڈ کے پاس پہنچے تھے۔۔

"سنیں کیا آپ اس بچے کو کسی کے ساتھ اندر آتے دیکھا ہے۔۔؟" وہ اس کا چہرہ سامنے کرتے ہوئے اسے دیکھا رہے تھے۔۔

"نہیں سر یہ بچہ کس کا ہے مجھے نہیں معلوم، لیکن ہاں ہم سی سی ٹی وی فوٹیج سے دیکھ کر معلوم کر سکتے ہیں۔۔؟" وہ گارڈ انہیں اندر لایا تھا جہاں ایک آدمی بڑے سے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔۔  
 احسن علی کے کہنے پر جب وہ فوٹیج دکھا رہا تھا۔۔ جسے دیکھ کر سبھی لوگ پریشان ہوئے تھے۔۔  
 "آپ گیٹ کے سامنے لگے کیمرے کی فوٹیج دکھائیں۔۔!!" وہ انہیں اب دوسرے کیمرے کی فوٹیج دیکھانے کو کہہ رہے تھے کیونکہ فوٹیج دیکھ کر یہی لگ رہا تھا کہ ایک بلیک وین ہاسپٹل کے سامنے ایک ریسٹورنٹ کے پاس رکی تھی جس میں سے تین منہ ڈھک کر آدمی نکلے اور ریسٹورنٹ میں داخل ہو گئے تھوڑی دیر بعد اس وین کا شیشہ نیچے ہوا اور وہی چھوٹا سا بچہ اس وین کی کھڑکی سے الٹا لٹک گیا شاید وہ اس میں سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تبھی سائڈ سے گزرتی ایک عورت اس وین سے گرتے ہوئے بچے کو دیکھ کر اسے نکال کر روڈ پر کھڑا کر دیا اور، وہ خود آگے بڑھ گئی تھیں۔۔

اس کے جانے کے بعد وہ بچہ بنا گاڑیوں کی پرواہ کئے بھاگ کر ہاسپٹل کے گیٹ میں داخل ہوا تھا اور پارکنگ میں کھڑی ان کی گاڑی کے نیچے چھپ گیا تھا۔

فوٹیج دیکھ کر انہیں ساری بات سمجھتے دیر نہیں لگی کہ یہ کڈنپنگ کا کیس ہے۔ انہوں نے فوراً پولیس کو اطلاع کر دی، پولیس نے اس وقت بچہ انہیں دے کر گھر بھیج دیا کہ جب بچے کے والدین کا معلوم ہو گا تو اطلاع کر دی جائے گی۔ اور پھر ان لوگوں سے فوٹیج لیکر پولیس نے ہفتے بھر تک معلومات لینے کی کوشش کہ لیکن اس بچے کی فیملی کا کچھ پتہ نہیں لگا۔ اس لئے پولیس نے اڈاپٹ پیپرز بنوا کر بنا چوں چراں کیے بچے کو احسن علی کے حوالے کر دیا۔ کیونکہ وہ ایک جانے مانے بزنس مین تھے۔

اس بچے کو وہ اپنے سینے سے لگائے وہاں سے فوراً اپنے شہر لکھنؤ شفٹ ہو گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ماضی کی یاد میں کھوئے کھوئے اس کو سب کچھ بتا کر کچھ پل کے لئے خاموش ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے نجانے کتنی لمبی مسافت طے کر کے آئے ہوں۔ پورے لاؤنج میں وحشتناک سناٹا پھیلا ہوا تھا۔

"میری جان جب تم ہمیں ملے تھے اس وقت تم بہت اچھے کپڑوں میں تھے، تمہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ تم ایک بہت اچھے والدین کے بیٹے ہو، جو تم سوچ رہے ہو اس کو اپنے دماغ سے نکال دو۔!!" انہوں نے اس کی اس تکلیف پر مرہم رکھنے کی کوشش کر رہے تھے جو وہ کسی سے کہہ نہیں پایا تھا لیکن اذیت اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہی تھی۔ جو انہیں اندر تک کاٹ رہی تھی۔

"تم جانتے ہو جب ہم تمہیں لے کر گھر آئے تھے تم مہینوں تک بیمار رہے تھے شاید اپنے والدین کو مس کر رہے تھے اور میں اتنا مجبور تھا کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی میں انہیں ڈھونڈ نہیں پایا۔ میں اب تک کوشش کرتا رہا ہوں کہ کہیں سے انکا پتہ لگ جائے تو میں ان کو خوش خبری دوں لیکن آج تک میں خالی ہاتھ ہوں۔۔۔!!" وہ اس کی پیشانی پر بکھرے بالوں کو سنوارتے ہوئے اس کے مضبوط کندھوں پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے۔

"ہمیں غلط نہیں سمجھنا میری جان۔۔!!" وہ آنکھوں میں آنسوؤں لیے اس سے مخاطب ہوئے تھے۔ ان کی بھاری آواز سن کر وہ تڑپ اٹھا تھا۔

"پاپا آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں میں بہت خوش نصیب ہوں جو مجھے اتنے پیارے ماما، پاپا ملے، ورنہ میں نجانے کن گلیوں کی خاک چھانتا، یا شاید اس بے رحم دنیا کی بھینٹ چڑھ جاتا، اللہ نے مجھے آپ تک پہنچا دیا، مجھے معلوم ہے کہ آپ نے میری پرورش، میری محبت میں کہیں کمی نہیں چھوڑی، مجھے اس رب کا شکر ادا کرنا چاہیے۔۔ پاپا میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں بہت زیادہ۔۔!!" وہ ان کے آنسوؤں کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے ہوئے خود بے تہا شاد روتے ان کے سینے سے لگا تھا اسے اس طرح اپنے آپ سے لپٹا دیکھ کر وہ اسے خود میں بھینچ کر رو دیے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ اسے اسی طرح روتے دیکھ کر اپنے سینے سے اس کا چہرہ اٹھا کر آنسوؤں صاف کرتے مسکراتے ہوئے مخاطب ہوئے۔۔

"بھلا بتاؤ کون دنیا کا ایسا بیٹا ہوگا جو اپنے باپ سے اظہار محبت کرتے ہوئے اتنا روتا ہوگا۔؟" ان کے کہنے پر وہ اتنی دیر میں پہلی بار مسکرایا تھا اور اسے مسکراتے دیکھ کر سب کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

زین بھی اس کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا اور اب جب اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی مسکرا دیا۔

"میرا شہزادہ۔!!" وہ اپنے بازوؤں والے کیے اس سے زور سے لپٹا تھا، جاذب بھی اس کے گلے لگ کر سکون سے آنکھیں موند گیا۔

شاید دوستی اسے ہی کہتے ہیں جہاں نہ رشتہ خون کا ہوتا ہے اور نہ ہی رواجوں کا پھر بھی نبھایا جاتا ہے، دوستی کے جتنا مضبوط رشتہ کوئی نہیں ہوتا۔ یہ ایسا مخلص رشتہ ہے جہاں ہم بنا سوچے سمجھے ہر دکھ سکھ کہہ لیتے ہیں جہاں ہم اپنا دل ہلکا کر لیتے ہیں۔

"جگر آگے کیا کرنا ہے۔؟" وہ اس سے اب آگے کا پوچھ رہا تھا، اس کے سوال پر وہ احسن علی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"ہم نے تمہاری اس دن کی فوٹو رکھی ہے جس دن تم ہمیں ملے تھے، تم وہ لے لو اور اپنا سورس استعمال کرو اور ڈھونڈو، ہو سکتا ہے جو میں نہیں کر پایا وہ تم کر جاؤ، میں اللہ سے دعا کرونگا کہ تمہیں تمہارے والدین مل جائیں۔!!" وہ اس کی اپنی طرف اٹھی سوالیہ نظروں سے ہی سمجھ گئے تھے کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے، وہ اس کے باپ تھے بھلا کیسے نہیں جانتے۔ وہ اسے تصویر دیتے ہوئے دل سے دعا کر رہے تھے کہ اسے اس کا اصل مل جائے۔



"تھینک یو سو مچ پاپا۔۔ میں بس ابھی نکلتا ہوں آپ لوگ میرا انتظار نہیں کرنا، مجھے کسی سے ملاقات کرنی ہے۔۔!!" وہ ان کو زور سے جھپی ڈالتا اپنی بچپن کی تصویر کو بغور دیکھتے ہوئے بنا چینج کیے ویسے ہی نکل گیا۔۔

اس کے نکلتے ہی زین بھی نکلا تھا اور باقی تینوں لوگ اپنے اپنے روم کی طرف آرام کی غرض سے روانہ ہو گئے تھے۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح کا وقت تھا۔ آمنہ چھوٹے سے کچن میں کھڑی جلدی جلدی ناشتہ بنا رہی تھیں، تھوڑی دیر بعد اس نے ٹیبل پر ناشتہ لگا کر روشنی اور اپنی امی کو آواز دی اور خود بھی بیٹھ گئی۔۔

"بیٹا آج اتنی جلدی میں کیوں ہو۔۔؟ کہیں جانا ہے کیا۔۔؟" آمنہ کی امی یعنی حرا بیگم اسے اس طرح جلدی کرتے دیکھ کر پوچھ بیٹھی تھیں۔۔

"جی امی۔۔ ہفتے کے آخر میں روشنی کا رزلٹ آرہا ہے، اس کے بعد ہمیں اس کا ایڈ مشن کروانا ہے اس لیے میں آج دو اسکولوں میں انٹرویو دینے جا رہی ہوں، یہاں شہر میں ٹیچر کی سیلری اچھی ملتی ہے بس آپ دعا کریں کہ جاب مل جائے۔۔!!" وہ اپنا ناشتہ ختم کرتے ہوئے انہیں تفصیل سے بتا رہی تھی اور اس کی بات سن کر روشنی اور حرا بیگم نے پہلے ایک دوسرے کے چہرہ دیکھا پھر آمنہ کو دیکھ رہی تھیں۔۔

"بیٹا زین نے خود کہا ہے کہ وہ روشنی کا ایڈ مشن کروا دیگا، پھر تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے۔۔؟" وہ زین کا حوالہ دے رہی تھیں جس سے آمنہ کا پارہ ہائی ہوا تھا۔۔

"امی انہوں نے ہمارا کوئی ٹھیکہ نہیں لیا کہ ہم اپنا سب کچھ ان پر لاد دیں اور ویسے بھی یہ میری ذمہ داری ہے اور میں ہی نبھاؤں گی، مجھے کسی کا احسان اب نہیں چاہیے، جتنا احسان ابھی سر پر ہے اسے ہی اتارنا میرے لئے بہت ہے اب اور نہیں۔۔۔!!!" اس نے غصے سے اپنے ہونٹوں کو بھیچے زین کی محبت اور خلوص کو احسان کا نام دیا تھا۔

"بیٹا شوہر ہے تمہارا، ہر مشکل گھڑی میں تمہارے ساتھ تھا، اور اگر تمہیں جانا ہے تو تم پہلے اس سے اجازت لے لو اگر وہ ہاں کہے تو تم چلی جانا۔۔۔؟" وہ اسے سمجھانا چاہ رہی تھیں لیکن انہیں معلوم تھا جب تک اسے اس رشتے کا خود احساس نہیں ہوگا تب تک سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔۔

"امی آپ اجازت دیں میں اب چلتی ہوں۔۔۔!!" وہ ان کی بات ان سنی کرتے ہوئے جلدی جلدی نقاب لگا کر چہرے کو ڈھکنے کی غرض سے پین سے سیٹ کر کے اپنا بیگ کندھے پر ڈالے ان سے اجازت لے رہی تھی۔۔۔

"فی امان اللہ۔۔۔!!" وہ اس کی پیشانی کو چوم کر اسے دروازہ تک چھوڑنے آرہی تھیں۔۔۔

"ارے بیٹا موبائل تو لے کر جاؤ ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔۔؟" وہ اسے موبائل لے جانے کی تاکید کر رہی تھیں۔۔۔

"آپی جو بھائی نے موبائل دیا ہے وہ لے کر جائیں۔۔۔!!" روشنی فوراً بیچ میں کودی تھی جس پر آمنہ نے زبردست گھوری سے نوازا تھا وہ فوراً چپ کر گئی تھی۔۔۔

"امی مجھے ضرورت نہیں پڑیگی، آپ موبائل رکھیں، میں جلد ہی واپس آجاؤں گی۔۔۔!!" وہ ان کے بٹن والا چھوٹا سا موبائل انہیں پکڑا کر تسلی دیتی ہوئی نکل گئی تھی۔۔۔

"پتہ نہیں کیا سوچے بیٹھی ہے، زین کو فون کر کے بتا دوں کہ یہ باہر گئی ہے۔۔؟" وہ پریشانی سے بڑبڑاتے ہوئے صوفے پر آکر بیٹھی تھیں۔۔

"امی رہنے دیں ابھی بھائی پریشان ہونگے، لیکن انہیں اپنا موبائل لے کر جانا چاہئے تھا۔۔؟" روشنی بھی سوچ میں پڑی تھی۔۔

حرا بیگم اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دعائیں پڑھتے ہوئے روم کی طرف بڑھ گئی تھیں۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ جب دونوں اسکول سے انٹرویو دے کر نکلی اس وقت دن کے دو بج رہے تھے جنوری کا مہینہ ہونے کی وجہ سے سورج کی سنہری کرنیں اب بہت ہلکی ہو چلی تھی۔ وہ روڈ پر کھڑی آٹو کا انتظار کر رہی تھی کیونکہ سردیوں کے دن بہت چھوٹے ہوتے ہیں پانچ بجنے تک رات ہو جاتی ہے۔۔

"یا اللہ آج یہ آٹو والے رک کیوں نہیں رہے۔۔؟ اب کیا کروں، امی پریشان ہو رہی ہوگی، موبائل بھی نہیں لے کر آئی ہوں کہ بتا دوں کہ میں ٹھیک ہوں۔۔!!" وہ پریشانی سے ہاتھ میں پہنی گھڑی کو تیسری بار دیکھ رہی تھی جو اب تین کے ہندسے پر پہنچنے والی تھی۔ اسے اب سچ میں پریشانی نے گھیرا تھا، وہ زیر لب دعائیں مانگتے ہوئے اب پیدل ہی آگے بڑھی تھی جب ایک آٹو اس کے پاس آکر رکا تھا۔۔

"کہا جانا ہے جی آپ نے۔۔؟" ادھیڑ عمر آٹو ڈرائیور اپنی گردن نکالے اس سے مخاطب ہوا تھا، وہ اسے گھر کا پتہ سمجھا کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے آٹو میں بیٹھ گئی تھی۔۔

"بھیا کتنی دیر لگے گی۔۔؟" اسے آٹو میں بیٹھے بیس منٹ ہو گئے تھے، اسے کچھ عجیب سا لگ رہا تھا، اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے آٹو ڈرائیور اسے دیکھ رہا ہے۔ لیکن وہ جیسے ہی اسے دیکھتی تو وہ آگے دیکھتے ہوئے ڈرائیو کر رہا ہوتا تھا۔ وہ اپنے ڈر کو کم کرنے کے لئے اس سے پوچھ رہی تھی کہ کب تک پہنچ جائیگے۔۔

"لگتا ہے آپ کو یہاں کے راستوں کا علم نہیں ہے۔۔؟ شام میں ٹریفک زیادہ ہوتی ہے اس لیے وقت لگتا ہے۔۔!!" وہ اسے ترچھا دیکھتے ہوئے بتا رہا تھا۔۔

"اسے کیسے معلوم ہوا کہ مجھے راستوں کا علم نہیں ہے ابھی۔۔؟ یا اللہ مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں کسی مصیبت میں پھنس چکی ہوں۔۔!!" وہ باہر دیکھتے ہوئے اب راستوں کا تعین کر رہی تھی۔۔

"جب میں آرہی تھی تو ایسا ٹوٹا پھوٹا روڈ تو نہیں تھا اور یہ سنسان علاقہ بھی نہیں تھا۔۔؟" وہ اپنے بیگ کو مضبوطی سے تھامے اب اپنے زہن کو دوڑا رہی تھی کیونکہ اسے جو بھی کرنا تھا جلد ہی کرنا تھا۔۔

"بھیا آٹو روکیں مجھے ادھر ہی اترنا ہے۔۔!!" وہ اپنے خوف کو دبا کر اس سے نڈر انداز میں آٹو روکنے کا مطالبہ کر رہی تھی، کیونکہ اس کی بدلی نیت کا اندازہ اسے بخوبی ہو چکا تھا۔۔

وہ آٹو ڈرائیور اب اسے دیکھتے ہوئے عجیب انداز میں مسکرایا تھا، اسے مسکراتے ہوئے دیکھ کر آمنہ کا دل خوف سے کانپا تھا۔ اس نے ہمت کر کے بیگ کی لمبی اسٹرپس پیچھے سے آٹو ڈرائیور کے گلے میں پھندا کی طرح ڈال کر زور سے کھینچی تھی۔ وہ اس ہمت کے مظاہرے کے لئے بالکل تیار نہیں تھا اس کے گلے میں پھندا پڑتے ہی ہاتھ پیچھے کو کر کے خود کو چھڑانا چاہا تھا جس سے آٹو ڈس۔ بیلینس ہو کر



دھیما ہوا تھا۔ بس یہی موقع تھا بھاگنے کا۔ آمنہ بیگ کو وہیں چھوڑتے خود نکل کر ایک طرف بھاگی تھی۔

اسے کچھ ہوش نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہی ہے، بس وہ بھاگ رہی تھی نجانے راستوں میں اسے کتنی ٹھوکریں لگی تھیں۔ پاؤں سے چپل اتر کر سڑک پر چھوٹ گئے تھے۔ پیروں میں کچھ چھبنا تھا۔ جس سے خون رسنے لگا، اس کی آنکھوں کے آگے آنسوؤں کی وجہ سے پردہ سا چھا گیا تھا۔ جسے وہ صاف کرنے کے لئے بھی نہیں رک رہی تھی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ بھیڑیا نما شخص اس کے پیچھے آ رہا ہے۔ وہ جس راستے سے گذر رہی تھی وہ کوئی سنسان کالونی تھی۔ جس میں صرف فیکٹری ہی نظر آرہی تھی۔

وہ رب سے دعا مانگتی ہوئی بھاگتی چلی جا رہی تھی۔ تبھی اسے ایک پرانی فیکٹری دکھائی دی۔ وہ ایک کھلی کھڑکی دیکھ کر اس میں فوراً کود گئی تھی۔

لڑکیوں کی عزت آگینہ کی طرح ہوتی ہے اور اس آگینہ کو پامال کرنے والا ایک مرد ہوتا ہے، لیکن ہر مرد ایک سے نہیں ہوتے ہیں کچھ مرد جہاں اس آگینہ کو اپنے پیروں تلے روندنے کو تیار ہوتے ہیں لیکن کچھ ایسے بھی ہیں جو عورت کی عزت کرنا جانتے ہیں جو ہر موڑ پر انکی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہر طرف اندھیرا اور دھند چھا رہی تھی وہ دوپہر بارہ بجے کا ادھر آیا ہوا تھا آفیس کے کام سے اور اب شام کا پانچ بج رہا تھا، وہ اپنا کام ختم کر کے اب گھر کی طرف روانہ ہوا تھا۔

وہ جس راستے سے گذر رہا تھا وہاں ایک کالونی تھی، کالونی کا روڈ بالکل سنسان پڑا تھا وہ اپنی گاڑی دوڑاتے ہوئے ایک موٹر پر ٹرن لیا تھا جب اسے اندر جاتی ایک پتلی سی گلی میں ایک نقاب پہنے لڑکی بھاگتی ہوئی نظر آئی تھی، اس لڑکی کی اس طرف پشت تھی، لیکن وہ اس گلی کا موٹر مڑتے ہوئے جب پلٹی تھی تبھی زین کی نظر ان آنکھوں پر پڑی تھی۔ زین کا دل یک بارگی ساکت ہوا تھا۔ اس نقاب پہنے لڑکی پر اسے آمنہ کا گمان ہوا تھا، حالانکہ اس نے آج تک آمنہ کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ لیکن آنکھیں۔۔ ان آنکھوں سے وہ عشق کرنے لگا تھا، اس کی نظریں دھوکہ نہیں کھا سکتی تھیں، اس نے جھٹکے سے گاڑی روکی تھی تبھی اس کا موبائل بجا تھا۔

"ہیلو۔۔!!" وہ فون کان سے لگائے ہی گاڑی سے نکلا تھا۔

"بیٹا میں آمنہ کی امی بات کر رہی ہوں، آمنہ صبح دس بجے کی نکلی ہے اور ابھی تک گھر نہیں پہنچی ہے۔۔!!" حرا بیگم کی روتی آواز اس کی دھڑکن چند پل کے لئے ساکت کر گئی تھی، اس کے پیر لڑکھڑائے تھے۔

"آمنہ۔۔!!" اس کے ہونٹوں سے یہ نام بے ساختہ ادا ہوا تھا۔ وہ ان کا فون کاٹ کر جازب کے نمبر پر فوراً مسج چھوڑا تھا۔

"جازب یہ نمبر جو میں بھیج رہا ہوں اسے ابھی ٹریپ کرو اور لوکیشن بتاؤ، یہ آمنہ کا نمبر ہے، وہ کسی مصیبت میں پھنس گئی ہیں۔۔؟ اور تم اپنے فلیٹ پہنچ کر آنٹی کو تسلی دو، میں آمنہ کو اپنے ساتھ لے کر ہی واپس لوٹوں گا۔۔!!" جیسے ہی مسج ڈیلیور ہوا موبائل کی بیٹری ختم ہو گئی جس سے موبائل سوچ آف ہو گیا۔

وہ موبائل جیب میں رکھ کر خود پاگلوں کی طرح بھاگتے ہوئے اس گلی کی طرف آیا تھا جہاں اس نے اسے دیکھا تھا۔

اندھیرا بڑھنے کی وجہ سے اسٹریٹ لائٹ روشن ہو چکی تھی، ہر طرف سناٹا پھیلا ہوا تھا، اس طرف کوئی پرندہ تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

وہ ہر گلی کا موڑ مڑتے ہوئے اسے تلاش کر رہا تھا جب اسے سامنے والی سڑک پر چپل دکھائی دیئے تھے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ان تک پہنچ کر دیکھا تو ایک چپل ٹوٹی ہوئی تھی اور دوسری وہی تھوڑی آگے پڑی ہوئی تھی۔

"آمنہ۔۔ آمنہ۔۔ کہاں ہیں آپ۔۔؟ کیا آپ کو میری آواز آرہی ہے۔۔؟" وہ خوف سے پسینہ پسینہ ہو کر اپنا سینا مسل رہا تھا اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اگر کچھ اور دیر تک آمنہ اس کے سامنے نہیں آئی تو اس کی دھڑکنیں ساکت ہو جائے گی۔

وہ پاگلوں کی طرح اس سڑک سے اُس سڑک اور ایک گلی میں ڈھونڈ رہا تھا، وہ اس وقت اس کی ناراضگی، اس کا گریز سب بھولا تھا یاد تو بس اتنا تھا کہ اگر وہ کچھ دیر تک سامنے نہیں آئی۔۔ تو اس کی سانس تک نہیں آئے گی۔

وہ ایک گلی میں پرانی فیکٹری کی پچھلی طرف بنی کھڑکی سے ٹیک لگائے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے بے بسی سے رونے والا ہو گیا تھا۔

"یا اللہ مجھے ان کا محافظ آپ نے چنا ہے، پھر مجھے کوئی راستہ دیکھا جس سے میں ان کی حفاظت کر سکوں، اے رب کوئی تو راہ دیکھا، کوئی ذریعہ بنا ان تک پہنچنے کا، اے رب العالمین۔۔۔!!!" وہ رب سے فریاد کر رہا تھا کیونکہ وہی سننے والا ہے۔۔

اس کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر شدت غم سے زمین پر گرا ہی تھا کہ تبھی اس کی فریاد قبول کر لی گئی، کیونکہ وہ مانگنے والے کی نیت اور دل دیکھتا ہے اور ہر فریادی کی مانگ وہ ہمیشہ پوری کرتا ہے کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا ہے۔۔

زین کو کھڑکی کے اس پار سے نسوانی چیخ سنائی دی تھی اور وہ اسی پل اٹھ کر اندرونی جانب بھاگا تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کھڑکی سے کودنے کے بعد اپنے چھپنے کے لئے کوئی جگہ ڈھونڈ رہی تھی، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ درندہ صفت انسان ابھی بھی اس کے پیچھے ہے۔ کوئی شکاری اپنے ہاتھوں سے اتنا اچھا شکار دور جاتے نہیں دیکھ سکتا ہے۔۔

یہ فیکٹری کا پچھلا حصہ تھا جہاں بڑے بڑے کارٹن رکھے ہوئے تھے اور کچھ پرانی مشینیں تھیں۔ آمنہ ایک بڑے سے کارٹن کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئی تھی۔۔

اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور پیروں میں تو جان ہی نہیں تھی۔ خوف سے چہرہ زرد ہو گیا تھا۔

کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ درندہ صفت انسان اس کے پاس بس پہنچنے ہی والا ہے۔۔



"نکل کمینی، زلیل عورت، کہاں چھپی بیٹھی ہے۔۔؟ تیرے جیسی کمزور چڑیا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔۔؟ اس لیے مجھ سے چالاکی کرنے کی بلکل ضرورت نہیں ہے۔۔؟" وہ اپنی بھدی آواز میں اسے ڈرانے دھمکانے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

"یا اللہ تو ہی مددگار ہے، بچالے مجھے، مدد کر میرے رب۔۔!!" وہ اپنی سسکی کو دبانے کے لیے اپنے ہونٹوں پر دونوں ہاتھ رکھے دل میں اللہ سے مخاطب ہو کر اپنا درد بیان کر رہی تھی۔

"اوہ تو میری چڑیا یہاں چھپی بیٹھی ہے۔۔؟" تبھی وہ درندہ اس کے پاس پہنچ کر اس کے اسکارف سمیت بالوں کو اپنے ہاتھوں سے کھینچ کر کھڑا کیا تھا۔

"چھوڑو مجھے جانے دو، تمہیں اللہ کا واسطہ ہے، مجھے جانے دو۔۔!!" وہ اس سے اپنے بالوں کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی، لیکن اس نے آمنہ کے بالوں کو اتنی زور سے پیچھے کے طرف کھینچا تھا کہ اس کے عبایا میں لگی پن پیشانی کی اوپری سطح میں چھب گئی تھی، خون کی ایک پتلی سی لکیر اس کی پیشانی سے بہتے ہوئے نقاب کیے دوپٹے میں جذب ہوئی تھی۔ وہ روتے ہوئے اس سے فریاد کر رہی تھی لیکن اس درندے پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

وہ اب ایک ہاتھ سے اس کے بالوں کو جکڑے دوسرا ہاتھ اس کے چہرے نقاب کیے دوپٹے کی طرف بڑھا رہا تھا، آمنہ خوف سے آنکھیں میچ گئی تھی۔ تبھی اس درندہ کے گلے میں کسی نے بازو ڈال کر دوسرے ہاتھ کی کہنی سے اس کے سر پر اتنی زور سے مارا کہ وہ آمنہ کے بالوں کو چھوڑتے ہوئے کھڑے کھڑے ہی زمین بوس ہوا تھا۔

اس درندے کی گرنے کی آواز پر وہ اپنے بچ جانے کا یقین کرتے ہوئے وہیں فرش پر روتے ہوئے بیٹھتی چلی گئی تھی۔

اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ کیونکہ اسے ابھی بھی کسی کو لوہے کی راڈ سے پیٹنے کی آواز آرہی تھی۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جیسے ہی آواز بند ہوئی اس نے اپنے چہرے کو گھما کر اپنے مسیحا کو دیکھنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن جیسے ہی آمنہ کی نظر اپنے مسیحا پر پڑی تھی وہ بے اختیار زار و قطار رونے لگی تھی۔

اسے کون کون سا احساس رولا رہا تھا وہ خود بھی ابھی جاننے سے قاصر تھی۔

"آمنہ۔۔ آمنہ۔۔!!" وہ اس آدمی کو مار مار کے ادھ موا کرنے کے بعد اس کا نام بے قراری سے پکارتے ہوئے اس کی طرف بڑھا تھا اور اس کے قریب فرش پر ہی بیٹھتے ہوئے بے اختیار اپنے بازوؤں کا حصار ڈالتے اسے اپنے آپ میں سمو گیا۔ وہ بھول گیا تھا کہ اس کا چھونا اسے بالکل اچھا نہیں لگتا ہے۔

زین کے ہاتھ ابھی بھی کانپ رہے تھے اور دل دھڑ دھڑ کر رہا تھا، اسے اپنے آپ میں بھینچے شاید خود کو اس کے ٹھیک ہونے کا یقین دلا رہا تھا۔

"آپ ٹھیک تو ہیں نا۔۔؟ آپ کو کہیں چوٹ تو نہیں لگی ہے۔۔؟" وہ کانپتے ہاتھوں سے اسے خود سے دور کر کے اس کی تھوڑی سی چہرے سے کھسکا ہوا دوپٹہ ٹھیک کر رہا تھا۔

اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آج پہلی بار وہ اس کے بڑھے ہاتھوں کو جھٹک نہیں پائی تھی، آج پہلی بار زین کا چھونا اسے بالکل بھی برا نہیں لگا تھا۔ بلکہ اس کے استحقاق سے خود میں بھینچنے پر پہلی بار

الگ انداز میں دل دھڑکا تھا۔ وہ آج پہلی بار سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی کہ محرم تو بس محرم ہی ہوتا ہے، وہ درندہ اسے چوٹ پہنچا کر اس کے دوپٹے کو اس کے چہرے سے جدا کرنے والا تھا۔ اور یہ حواس باختہ سا اس کی چوٹ ڈھونڈ رہا تھا۔ اور اس کے پردے کے خیال سے اس کا عبایا سمیت دیگر چیزیں ٹھیک کر رہا تھا۔

"آپ کا موبائل کہاں ہے۔؟ اور آپ یہاں کیسے آ گئیں۔؟ باہر تنہا نکلنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی تھی۔؟" وہ اس کی پیشانی سے نکلتے خون کو اپنے رومال سے صاف کر رہا تھا۔ اور اب اسے اپنے طرف دیکھتے پا کر اس سے سوال پر سوال کر رہا تھا۔

"مم۔۔ میں موبائل نہیں لے کر آئی تھی۔ اور جاب کے لئے انٹرویو دینے کے لئے باہر نکلی تھی۔!!" اس نے سر جھکائے مجرمانہ انداز میں اپنی غلطی بتا رہی تھی۔ آج وہ جتنے نرم انداز میں اس سے پیش آرہی تھی وہ خود حیران تھی۔

زین اس کی پوری بات سمجھتے، اس کے جھکے سر کو دیکھتے ہوئے جھٹکا کھا کر پیچھے ہوا تھا۔ جیسے کسی اچھوت کے پاس ہو۔ اس کو اس طرح سے پیچھے جاتے دیکھ کر وہ پہلی بار سہمی تھی۔

"ہاں میں کیسے بھول گیا کہ موبائل تو میں نے دیا تھا۔ اس لیے آپ اسے کیسے لے سکتی ہیں۔؟ آپ کی خودداری کو یہ گوارہ نہیں کہ اپنے شوہر سے کوئی چیز لے سکیں۔!!" وہ لال سرخ چہرہ لیے پہلی بار اس پر طنز کر رہا تھا، اسے تو سوچ کر ابھی بھی ہول اٹھ رہے تھے کہ اگر وہ وقت پر نہ پہنچتا پھر۔؟

"ارے شوہر۔۔ میں اور شوہر۔۔ ہا ہا ہا۔۔!!" وہ اپنی ہی بات پر طنزیہ ہنسی ہنسا تھا، اس کی ہنسی میں ایسا درد تھا جو آمنہ کو آج دل سے محسوس ہوا تھا، وہ آنکھوں میں آنسو لیے اسے کرب سے دیکھ رہی تھی۔۔ آج جب ادراک ہوا تھا کہ یہ شخص اس کے لئے کیا ہے۔۔؟ تو وہ آج اس کو سننے کی پوزیشن میں نہیں تھا اور یہ سارا کیا دھرا خود اسی کا تو تھا۔۔

"میں کیسے بھول گیا کہ آپ تو شاید نہیں یقیناً مجھے اپنا شوہر نہیں مانتیں، ہر موڑ پر آپ نے مجھے احساس دلایا ہے کہ میں آپ کے لئے کچھ بھی نہیں ہوں، آپ نے ہر جگہ مجھے دھتکارا ہے۔ لیکن میں اپنی انا کو پشے پشت ڈال کر ہمیشہ آپ کے ساتھ چلنے کی کوشش کرتا رہا ہوں۔۔!!" آمنہ کا دل درد سے پھٹ رہا تھا وہ کس منہ سے اس سے کہتی اپنے دل کی بات، وہ تو آج کچھ اور رو پر چل رہا تھا شاید اسی نے چلنے پر مجبور کیا تھا۔۔

"لیکن اب بس۔۔ بس بہت ہوا، آپ مجھے دھتکار رہی تھیں آمنہ میں برداشت کرتا رہا، آپ میری محرم ہو کر مجھ سے ہی پردہ کرتی رہیں آمنہ میں اس چیز کی عزت کرتا رہا، لیکن آپ نے آج خود کو مصیبت میں مبتلا کر کے اچھا نہیں کیا۔۔ میری برداشت آج ختم ہو گئی ہے، بس اب اور نہیں۔۔ میں برا لگتا ہوں آپ کو ناں، گھٹیا بھی لگتا ہوں، کیونکہ ہم مرد گھٹیا ہوتے ہیں۔۔؟ اور آپ کی نظر میں تو سارے مرد ہی گھٹیا ہیں۔۔؟ عزت کی چادر سر پر ڈالنے والا محرم بھی آپ کی نظر میں گھٹیا ہے۔۔؟ ہاں تو میں ہوں گھٹیا۔۔!!" وہ آج خود کو ان القابات سے پکار رہا تھا کہ وہ ساکت سی نفی بھی نہیں کر پا رہی تھی، وہ ہمیشہ اسے چپ دیکھتی آئی تھی۔ اور آج جب وہ بول رہا تھا تو اس کے پاس الفاظ نہیں تھے جس سے وہ اسے خاموش کروا دیتی۔۔



"آج میں ایک وعدہ کرتا ہوں آپ سے کہ آج کے بعد آپ کو میری شکل نظر نہیں آئے گی، کبھی اپنے آس پاس آپ مجھے نہیں پائیں گی۔ کیونکہ بہت گرا لیا خود کو۔ بہت جھکا بھی لیا اپنی انا کو لیکن اب نہیں۔ آپ کو میری وجہ سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی آمنہ۔۔۔ کبھی نہیں۔۔!!" اس نے اپنی نم آنکھوں کو اپنی شرٹ کی آستین سے صاف کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھا تھا۔ اور وہ زار و قطار روتے ہوئے بس اسے دیکھے جا رہی تھی۔۔

"آپ کے گھر تک آپ کو باحفاظت پہنچانا میرا فرض ہے، اٹھیے یہاں سے۔۔!!" وہ اب اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔۔

نقاب جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا اسکا رُف ٹھیک کرنے کے باوجود ڈھیلا ہو گیا تھا، ہاتھوں میں خراشیں دکھائی دے رہی تھی، اور آنکھیں۔۔ ہاں یہ چمکتی خوبصورت آنکھیں ہی تو اسے عشق کا راستہ دکھا گئیں تھیں۔ لیکن آج ان آنکھوں کی چمک ماند تھی۔ اور اشک آنکھوں سے رواں تھے، وہ اپنے دل کے درد کو دباتے ہوئے اپنی نظریں نیچے کر گیا تھا۔ لیکن نیچے جیسے ہی اس کی نظر اس کے زخمی پیروں پر پڑی جو بنا چپلوں کے کھڑی تھی۔۔

وہ بے اختیار ہو کر جھکتے ہوئے اپنے پیروں سے شوز نکال کر اس کے پیروں کے پاس رکھا۔۔

"پہن لیں۔۔!!" وہ نظریں جھکائے اسے شوز پہننے کو کہہ رہا تھا۔ اور وہ روتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔ کہ یہ مردوں کی کس کیٹگری سے تھا۔؟ جو اس کو تکلیف پہنچانے کے بجائے خود کو تکلیف دے رہا تھا۔۔

وہ زین کے شوز کو پہننے کے بعد اس کے پیچھے چلنے لگی تھی، اس نے اپنے ہر اٹھتے قدم کے ساتھ زین کے شوز سے اپنے پیروں میں ایک پیارا سا لمس محسوس کر رہی تھی۔

وہ اسے فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھانے کے بعد خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اور اپنے ہونٹوں کو بھیچے سنجیدہ سا گھر کی طرف روانہ ہوا۔ آمنہ آج بولنے کی چاہ لے کر بھی اس سے کچھ کہہ نہیں پارہی تھی۔ وہ ایک آس اور امید بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی لیکن زبان سے بولنے کی صلاحیت جیسے ختم ہو گئی تھی۔

یہ محبت ہی تو ہوتی ہے جو کسی کو فرش سے اٹھا کر عرش پر بھی لے جاتی ہے اور یہ محبت ہی تو ہوتی ہے جو عرش سے فرش پر بھی لا پٹکتی ہے، یہ محبت بڑی بے درد ہوتی ہے، کبھی رلاتی ہے تو کبھی ہنساتی ہے اور کبھی ظالم کی طرح منہ موڑ کر بھی کھڑی ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ دو دن کے پہنے ہوئے ملگجے سے کپڑوں میں ملبوس تھا، شیو بڑھی ہوئی تھی، چہرے پر سوچ کی لکیریں صاف جھلک رہی تھیں، بال ماتھے پر بے ترتیب سے بکھرے ہوئے تھے، وہ اپنی مخصوص نشست پر بیٹھ کر اپنی ریوالور چیک کر رہا تھا۔

"یار اسد ذرا دیکھو سر کو آج کیا ہوا ہے۔؟ یہ کبھی ایسے تو نہیں آئے تھے، کوئی بات ہے کیا۔؟"

ظفر اپنے پاس بیٹھے آفیسر اسد کو چٹکی کاٹ کر فکر مندی سے اپنے سر کی جانب اشارہ کیا تھا۔

"دیکھ بھائی میں تو شیر کے کچھار میں ہاتھ نہیں ڈالونگا، اگر تمہیں پوچھنا ہے تو بے شک پوچھ لو، ہاں۔۔۔ بعد میں تمہاری مرہم پٹی کی زمرہ داری میری ہے۔۔!!" وہ اسے بعد کا منظر پیش کر کے ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

ظفر نے خود کو پٹیوں میں جکڑے سوچ کر جھرجھری لی تھی۔۔ تبھی جازب ان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔

"آفیسر اسد کیا رپورٹ ہے۔۔؟ اور تارا بائی کا کچھ پتہ چلا یا پھر میں خود پتہ لگانے کی کوشش کروں۔۔؟" وہ کافی سنجیدہ انداز میں آگے کی رپورٹ مانگ رہا تھا۔۔

"سرتارا بائی کا ٹھکانہ معلوم کرنا ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، لیکن ہاں سر ایک بہت اہم خبر ملی ہے کہ تارا بائی کسی لڑکی کو ڈھونڈ رہی ہے جو اس کی انا کا مسئلہ بن گئی ہے۔۔ کیونکہ وہ لڑکی اس کے چنگل سے نکل کر بھاگ گئی تھی۔ اور یہی بات اس کے برداشت سے باہر ہو گئی ہے۔۔!!" یہ سنتے ہی جازب کی آنکھوں کے سامنے منہا کا معصوم چہرہ گھوم گیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ منہا کی بات ہو رہی ہے، جازب نے غصے سے اپنے ریوالور پر گرفت مضبوط کی تھی۔۔

"اور ایس پی عرفان ندیم کی فیملی کا کچھ پتہ چلا۔۔؟" وہ سوال بدل گیا تھا۔۔

"نہیں سر کچھ معلوم نہیں ہوا ہے، ہاں لیکن مسٹر جمال ملک ضرور ان کے بارے میں جانتے ہونگے۔ کیونکہ وہ ان کے کافی قریب رہ چکے ہیں۔۔!!" وہ پرسوچ انداز میں صحیح راستہ دکھا رہا تھا۔۔

"ہاں یہ صحیح ہے، میں معلوم کرتا ہوں ان سے اور آپ لوگ ہر چیز پر نظر رکھیں، کیونکہ اگلے دس دن میں ان کے سارے پروف جمع کر کے ہیڈ کوارٹر بھیجنے ہیں۔ اور انہی دس دنوں میں ہمیں یہ کیس

ختم کرنا ہے۔ ہمیں اس پر کڑی نگرانی رکھنی ہے۔ جس سے ہماری نظروں سے کوئی بھی چیز چھوٹے نہیں پائے۔!!" وہ اگلے دس دن کی انہیں مکمل بریف دے رہا تھا۔

"ہم سب نے سول سروسز کو اس لیے جوائن کیا ہے کہ ہم اپنے وطن سے ایسے گندے لوگوں کو ختم کر سکیں۔ جو اپنے ہی وطن کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے، یہ ایک ایسا دیمک ہے جو اپنے گھر کی ہی دیواریں کمزور کر رہا ہے۔!!" وہ ایک ازم لیے ان سب کے اندر جوش جگا رہا تھا۔

یہ ہیں ہمارے وطن کے محافظ جو ہر وقت، ہر لمحہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر تیار رہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کل رات کا گھر سے نکلا ہوا تھا اور اس وقت پھر رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ جب وہ اپنے خفیہ اڈے پر پہنچا تھا۔ جہاں جمال ملک کو رکھا گیا تھا۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا۔ جہاں کچھ کرسیاں اور میز رکھا ہوا تھا، جس کی ایک کرسی پر جمال ملک پرسکون انداز میں بیٹھ کر ایک ٹک اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"میں آپ سے صاف بات کرونگا، کیونکہ مجھے گھما پھرا کر بات کرنے کی عادت نہیں ہے۔!!" وہ ایک کرسی کھینچ کر ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے ان سے مخاطب ہوا تھا۔

"اور مجھے گھما پھرا کر بات کرنے والے سخت ناپسند ہیں۔!!" وہ بھی اسی کے انداز میں اس سے پیش آرہے تھے۔

"میں جانتا ہوں کہ آپ بے گناہ ہیں، سولہ سال آپ نے انصاف کا انتظار کیا ہے جو آپ کو نہیں ملا لیکن اب آپ کو ضرور ملے گا، میں اس وقت صرف آپ سے یہی جاننا چاہتا ہوں کہ آپ ایس پی



عرفان ندیم کے قریبی دوستوں میں گئے جاتے ہیں تو آپ کے پاس ان کی فیملی کی ڈیٹیل تو ہوگی۔۔؟" وہ اب تفصیل سے اپنی بات کہہ رہا تھا، اس وقت جازب کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اس وقت بہت بڑے فیر سے گزر رہا ہے، وہ ایسا ہی تھا اپنے جذبات کو چھپانے میں ماہر۔۔!" میں جانتا تھا کہ تم میرے پاس ضرور آؤ گے، اس لئے میں پہلے ہی آفیسر ظفر سے تمہارے کام کی چیز اپنے گھر سے منگوا چکا ہوں، یہ لو ایس پی عرفان ندیم کے بیٹے کی فوٹو ہے جو تمہیں ضرور کام آئے گی۔۔!!" انہوں نے اپنی سنجیدگی کے خول سے باہر نکل کر اتنے دنوں میں پہلی بار مسکرائے تھے۔۔

جازب نے ہاتھ بڑھا کر ان سے وہ تصویر لے لی تھی اور اب اسے پلٹ کر دیکھ رہا تھا لیکن یہ کیا۔۔۔ وہ حیران سے زیادہ پریشان ہوا تھا کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟ کیا یہ ممکن ہے۔۔!! اس نے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب سے وہ تصویر نکالی تھی جو احسن علی نے اسے یہ کہتے ہوئے دی تھی کہ وہ جب انہیں ملا تھا تب کی یہ تصویر ہے۔۔ وہ ان دونوں تصاویر کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اور دیکھنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ دونوں تصویر اسی کی تھی۔۔ بس فرق تصویر میں کپڑوں کا تھا۔۔

"جو تم سوچ رہے ہو وہ بالکل سچ ہے۔۔!!" وہ اسے اب اپنی طرف حیران نظروں سے دیکھتا پا کر اس کی الجھن کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے مسکرا دیے۔۔

"جب تم مجھ سے ملنے جیل آئے تھے میں تبھی تم کو پہچان گیا تھا، مجھے کچھ پل کے لئے یقین کرنا مشکل ہوا تھا لیکن پھر تمہارا انداز، تمہارا چہرہ دیکھ کر مجھے یقین کرنا ہی پڑا کہ تم ایس پی عرفان ندیم

کے بیٹے ہو، تم جانتے ہو تم بالکل انہیں کی فوٹو کاپی ہو، میں خود تمہیں دیکھ کر کچھ پل کے لئے چونک گیا تھا۔۔!!" وہ بہت خوش نظر آرہے تھے۔۔

"تو مطلب آپ سب کچھ جانتے تھے۔۔؟ پھر مجھ سے چھپایا کیوں۔۔؟ پہلے کیوں نہیں بتایا کہ میں۔۔ میں ایس پی عرفان ندیم کا بیٹا ہوں۔۔!!" وہ بے قراری سے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا۔۔

"ایس پی جازب علی جس کیس سے آپ انوالو ہیں وہ آپ کا پرو فیشنل کیس ہی نہیں پرسنل کیس بھی ہے، لیکن سب سے پہلے ہمیں آپ کی فیملی کو ڈھونڈنا ہوگا۔۔!!" وہ شدت جزبات سے ان سے جا کر زور سے گلے لگا تھا۔۔ اور جمال ملک اسے خود سے چمٹے دیکھ کر مسکرانے لگے تھے۔۔

"میں ہیڈ کوارٹر بات کرتا ہوں۔ اور پھر اس ایم جے کو اس کے اصل ٹھکانے پر پہنچاتا ہوں، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ایس پی عرفان ندیم کو۔۔!!" وہ نہ جانتا تھا اور نہ ہی دیکھا تھا۔ لیکن پھر بھی ان کے نام پر اس کی آنکھیں بے اختیار نم ہوئی تھیں۔۔ وہ بے بس سا لگا تھا۔۔

"ہاں وہ بہت ظالم ہے، لیکن بس اب ایس پی عرفان ندیم کے قاتل کو سزا دینے کا وقت آگیا ہے۔۔!!" وہ بھی اس کی طرح ہی اداس اور بے بس لگے تھے۔ لیکن ان کے ارادے مضبوط تھے۔۔

جازب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنی نظریں اٹھا کر ان کی طرف دیکھا تھا اور وہ اس کی آنکھوں میں عظم دیکھ کر پرسکون ہوئے تھے۔۔

کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ جو کام ایس پی عرفان ندیم کے ہاتھوں ادھورا رہ گیا وہ اب ان بیٹا پورا کرے گا، اور اپنے باپ کے قاتل کو سزا بھی دے گا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کا تین بج رہا تھا جب وہ گھر میں داخل ہوا تھا۔ ہر طرف اندھیرا اور سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ کیونکہ اس وقت سب لوگ سو رہے تھے۔ اسے بھوک تو بہت لگی تھی، لیکن اس سے زیادہ اس کو نیند لگ رہی تھی۔ کیونکہ تین راتوں سے وہ لگاتار جاگ رہا تھا۔

وہ اپنے روم کا دروازہ کھول کر جیسے ہی اندر گیا۔ اندھیرے نے اس کا استقبال کیا تھا۔ وہ تھکا تھکا سا اپنے کپڑے لے کر پہلے فریش ہونے گیا تھا۔ سات منٹ بعد وہ ٹاول سے بال رگڑتے باہر آیا اور تہجد کی نماز کے لیے کھڑا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے شکرانے کے نوافل ادا کئے۔ اب وہ دعا مانگ رہا تھا۔

جب وہ نماز پڑھ کر اٹھا تو صبح کے چار بج رہے تھے۔

جیسے ہی وہ بیڈ پر جا کر لیٹا تب اس کی نظر کمبل میں لپٹے اس وجود پر پڑی جو اب اس کو سب سے زیادہ قریب لگنے لگا تھا۔

وہ کروٹ کے بل لیٹتے ہوئے اس کے قریب ہوا تھا، اس وقت وہ سوتے ہوئے اتنی پیاری لگی تھی کہ جاذب یک ٹک بس اس کے نقوش پر نظریں جمائے اسے دیکھ رہا تھا۔

بکھرے بال جو کھلے ہونے کی وجہ سے آدھے چہرے کو ڈھکے ہوئے تھے، بڑی بڑی مڑی ہوئی پلکیں جو سونے کی وجہ سے آپس میں جڑی ہوئی تھیں، گہری نیند میں ہونے کی وجہ سے ہونٹ تھوڑے سے کھلے ہوئے تھے، وہ اس وقت سیدھی اس کے دل میں ہلچل مچا گئی تھی۔ اس نے بے خودی میں ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے سے بالوں کو اپنی انگلیوں سے ہٹایا تھا۔

یہ حسن۔۔!

یہ کش۔۔!

یہ فسوں خیز لمحے۔۔!

یہ ادا۔۔!

یہ شباب۔۔!

یہ محبت کی ڈور۔۔!

شاید محرم ہونے کی کشش تھی جو اسے اپنی طرف کھینچ رہی تھی، یا شاید محبت نے اپنا جال اس کے وجود پر پھیلا لیا تھا۔ اور وہ ریشم کی ڈوری سے کھینچا اس کی طرف بے اختیار جھکا تھا۔ اور بہت محبت سے اس کی آنکھوں پر دہکتے لب رکھے تھے۔۔

وہ اور گستاخی کرتا کہ اس کے ذہن میں جھماکا ہوا تھا اور اس کو منہا کی تین دن پہلے کی وہ ساری باتیں یاد آتی چلی گئی تھیں۔۔

وہ جھٹکے سے سیدھا ہوا تھا، اسے اپنے آپ پر پورا کنٹرول تھا لیکن جائز رشتے کی کشش اسے کھینچ رہی تھی لیکن وہ ضبط کرتے ہوئے دوسری طرف کروٹ لینے لگا تھا جب منہا کا نرم ملائم ہاتھ اس کی کمر پر پڑا تھا۔ وہ چونک کر ایک بار پھر سیدھا ہوا تھا۔ اور منہا کی طرف دیکھا تھا۔ جو نیند سے بمشکل آنکھیں کھول کر اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"آپ کب آئے ہیں۔۔؟ میں آپ کے لئے کھانا لاؤں۔۔؟" وہ نیند میں ہی اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔

اس کا بیویوں والا انداز دیکھ کر وہ مسکرایا تھا، وہ تین دن سے بہت سمجھداری کا ثبوت دے رہی تھی۔۔



"تمہیں معلوم ہے والٹھی۔۔ میں آج اپنے اصل تک پہنچ گیا۔ مجھے اپنا آپ مل گیا ہے۔۔!!" اس نے جذبات سے چور لہجے میں اسے خوش خبری دے کر اٹھ کر بیٹھا تھا، منہا اپنی آنکھیں رگڑ کر اسے دیکھ رہی تھی، جاذب کے چہرے پر اتنی زیادہ چمک تھی کہ وہ اس کی دائمی خوشیوں کی دعا دل میں مانگتی ہوئی زور سے اس کے کندھے سے لگی تھی۔۔

جاذب اسے اپنے آپ سے لگتے دیکھ کر بے اختیار اسے اپنے حصار میں لے کر بھینچا تھا، کتنے ہی پل گزر گئے تھے۔ جب منہا ہوش میں لوٹی تھی اور اس کے بازوؤں سے خود کو چھڑا کر شرم سے لال سرخ چہرہ لیے تھوڑی دور بیٹھی جاذب کی بات بہت دھیان سے سن رہی تھی۔۔

"تمہیں معلوم ہے میری دو پیاری پیاری گڑیا جیسی بہنیں ہیں۔۔!!" وہ اس کا خود سے دور جانا محسوس کر گیا تھا۔ پھر بھی نظر انداز کرتے ہوئے اسے سب کچھ بتا رہا تھا اور جب اسے تصویر میں دیکھی اپنی بہنیں یاد آئی تھیں۔۔ تو ان کے بارے میں بتاتے ہوئے اس کے چہرے پر وہ خوشی نظر آئی تھی جس سے اس کا چہرہ جگمگا اٹھا تھا۔۔

"آپ کو پتہ ہے ہم بہت خوش ہیں کہ آپ کی دو دو بہنیں ہیں۔۔ سچی۔۔!!" وہ بھی بہنوں کا سن کر بے اختیار خوش ہوئی تھی، اسے بچوں کی طرح خوش ہوتے دیکھ کر وہ بھی مسکرایا تھا۔۔

"بہنیں تو میری ہیں پھر تمہیں خوشی کس چیز کی ہو رہی ہے۔۔؟" وہ اس کی خوشی دیکھ کر سب سمجھ گیا تھا اس لیے اپنے اڈتے قہقہے کو روکنے کی پوری کوشش میں ہلکان ہوا تھا۔۔

"ارے واہ، آپ کی بہنیں۔۔ مطلب میری نندیں۔۔ اور آپ کو معلوم ہے نند سے لڑائی کرنے کا ایک اپنا ہی مزا ہے۔۔!!" اپنی پلاننگ بتا کر جیسے ہی اس کا چہرہ دیکھا وہ سمجھ گئی تھی وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔۔

اس کی بات سن کر جازب کا فلک شگاف قہقہہ پڑا تھا۔۔

"یا اللہ۔۔ اتنی معصومیت، کہیں میں فدا ہی نہ ہو جاؤں۔۔!!" وہ ہنستے ہوئے اسے اپنے جانب کھینچ چکا تھا۔۔

"آآ۔۔ آپ کا لگتا ہے دماغ خراب ہو گیا ہے ایس پی صاحب۔۔!!" وہ اس سے اپنا رشتہ ظاہر بھی کر رہی تھی اور ایک طرف شرما بھی رہی تھی۔۔ وہ شرماتے ہوئے اتنی پیاری لگ رہی تھی وہ نجانے کتنے پل اس سے نظریں ہٹا نہیں پایا تھا۔۔

"نہیں۔۔ میرا دماغ نہیں بلکہ دل خراب ہوا ہے۔۔!!" وہ اب بڑبڑاتے ہوئے اسے نرمی سے لٹا کر خود بھی لیٹا تھا۔۔

"میرا اتنا زیادہ خیال۔۔؟ کہیں اپنے ہینڈ سم سے ظالم علی سے محبت تو نہیں ہو گئی۔۔؟" وہ اپنے ہونٹوں کو مسکراہٹ میں ڈھلنے سے روکتے ہوئے اسے تنگ کر رہا تھا۔۔

"جی نہیں۔۔ خوش فہمی پالنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔!!" جازب کی بات پر منہا کا دل بہت تیزی سے دھڑکا تھا جسے نظر انداز کرتے ہوئے وہ اس کی بات کو جھٹلا رہی تھی، لیکن اس کے چہرے کے بدلتے رنگ اور آنکھوں کی چمک سے کوئی پاگل بھی جان جاتا کہ محبت نے اپنا پر دونوں طرف پھیلا لیا ہے، بس اعتراف کرنا باقی ہے۔۔

"سو جاؤ دھاکڑوائی، مجھے بہت نیند لگ رہی ہے۔!!" وہ اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے اسے سونے کا کہتے خود بھی آنکھیں موند گیا تھا۔

دونوں میں ابھی تک پہلے دن کی ہی طرح فاصلہ تھا وہ ایک ساتھ رہتے ضرور تھے، لیکن جازب نے منہا پر ابھی تک اپنا کوئی حق نہیں جتایا تھا۔

"آپ ناراض ہو گئے ہیں مجھ سے۔؟ پلیر آپ ناراض نہیں ہوں مجھ سے، میں آپ سے۔۔ آپ سے محبت کر لوں گی۔!!" خوش فہمی والی بات پر جازب بنا جواب دیے سونے کا کہتے ہوئے خود آنکھیں موند گیا تھا جب منہا کو لگا کہ وہ اس سے ناراض ہو گیا ہے۔۔

اس کی ناراضگی کے خیال سے منہا کی آواز نم ہوئی تھی۔۔

"مطلب محبت نہ ہوئی کوئی کام ہوا جو میڈم کر لینگے۔!!" وہ بڑبڑایا تھا، منہا کی بات پر اس کی بند آنکھیں پٹ سے کھلی تھی۔۔

"میری ناراضگی سے تمہیں فرق پڑتا ہے منہا۔؟" منہا لیمپ کی دھیمی روشنی میں جازب کا چہرہ دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا رہی تھی۔۔ اس کی فرمانبرداری پر وہ سرشار ہوا تھا۔۔

"میں تم سے ناراض نہیں ہوں، لیکن ہاں تمہیں محبت مجھ سے ہی کرنی ہے، اس لئے جب کرنا مجھے ضرور بتانا۔!!" جازب نے کافی شدت پسندی سے یہ بات کہی تھی اور وہ اب اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لے گیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جب تک وہ ایسا نہیں کریگا منہا خود بھی نہیں سوئے گی اور اُسے بھی نہیں سونے دے گی۔۔

اور یہی ہوا تھا تھوڑی دیر بعد دونوں نیند کی وادیوں میں ایک ساتھ اتر گئے تھے۔۔



وہ صبح گیارہ بجے سو کر اٹھا تو فوراً تیار ہو کر روم سے باہر نکل آیا۔

"ماما۔۔ ماما۔۔!" وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے عالیہ بیگم کو پکار رہا تھا جب وہ کچن سے نکل کر اس کے پاس پہنچی تھیں۔

"ماما کیا پاپا آفس چلے گئے ہیں۔۔؟" وہ ان کو اپنے بازوؤں میں لیے وہیں صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔  
"کیا بات ہے میرا ٹکڑا تو خوش لگ رہا ہے ماشاء اللہ۔۔!" انہوں نے اس کی پیشانی چومتے ہوئے اس کی خوشی کا راز پوچھ رہی تھیں۔

"گیس کرو عالیہ کہ ہمارا بیٹا کیوں خوش ہے۔۔؟" پیچھے سے احسن علی کی مسکراتی آواز سن کر وہ کھڑا ہوا تھا اور زور سے انہیں جھپی ڈالتا انہیں بھی صوفے پر بیٹھایا تھا اور خود بھی ان دونوں کے درمیان میں بیٹھ گیا تھا۔

"آپ لوگ گیس نہیں کریں کیونکہ میں خود بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے اپنا آپ مل گیا ہے۔۔!" وہ مسکرایا تھا۔

"اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے مولا۔۔!" دونوں لوگوں نے شکر ادا کیا تھا اور پھر جاذب کا چہرہ دیکھا جہاں اب سنجیدگی چھا گئی تھی۔

احسن علی کے پوچھنے پر وہ سب انہیں بتاتا چلا گیا تھا۔ اس کی بات سن کر انہیں بہت دکھ ہوا تھا۔  
"کوئی بات نہیں میری جان اللہ اپنے بندوں کو نواز کر بھی آزماتا ہے اور چھین کر بھی آزماتا ہے۔ وہ رب صرف یہ دیکھتا ہے کہ میرا کون سا بندہ ہر ہال میں میرا شکر گزار ہے۔۔ تم پریشان نہ ہو



انشاء اللہ جب یہاں تک اللہ نے پہنچایا ہے تو آگے بھی وہ مدد ضرور کریگا۔!!" انہوں نے اس کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے اسے تسلی دے رہے تھے۔

تبھی ڈائننگ ہال سے کچھ گرنے کی اور ساتھ منہا کی چیخ سنائی دی تھی، جسے سن کر تینوں لوگ بھاگ کر پہنچے تھے۔ لیکن وہاں کا منظر دیکھ کر وہ کچھ پل کے لئے ساکت رہ گئے تھے۔

"ماما یہ۔۔ یہ کب آئی ہے۔۔؟" وہ سامنے کے منظر پر نظر ٹکائے عالیہ بیگم سے مخاطب ہوا تھا۔

"ہاں میں بتانا بھول گئی کہ بھائی صاحب کل چھوڑ کر گئے ہیں، اور جب سے اسے معلوم ہوا ہے تمہاری شادی کاتب سے یہ روم میں بند تھی لیکن شاید اب تمہاری بیوی سے سامنا ہو گیا ہے۔۔ مجھے اسی بات کا ڈر تھا، معلوم نہیں کیسے سمجھے گی۔!!" وہ اسے بتانے کے بعد خود پریشانی سے شازمہ کو دیکھ رہی تھیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔۔؟" جازب خونخوار نظروں سے شازمہ کو گھور رہا تھا۔

"میں چائے پی رہی تھی کہ انہوں نے آکر میری چائے بھی پھینک دی اور کپ بھی توڑ دیا۔!" منہا اپنی آنکھوں کو پریشانی سے پٹیٹاتے ہوئے جازب کو شازمہ کا کارنامہ بتا رہی تھی، کیونکہ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔

"یہ کیا حرکتیں شروع کر دی تم نے، اگر میری بیوی کو ایک بھی خرونج آتی میں تمہاری ہڈیا توڑ دیتا۔!" وہ دھاڑا اٹھا تھا۔ منہا اسے پہلی بار خود پر حق جتاتے دیکھ رہی تھی، کیونکہ ابھی تک ایسا کوئی موقع ہی نہیں آیا تھا جب وہ اسے سب کے سامنے 'میری بیوی' کہتا۔

"منہا روم میں جاؤ۔۔!" وہ وہیں سے منہا کو پہلے روم میں بھیجا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اس کی بیوی کو کچھ کہے۔۔

منہا اشارہ پاتے ہی روم کی طرف روانہ ہوئی تھی۔۔

"تم جو بھی خرافات پال رہی ہو اسے نکال دو کیونکہ میں نے کبھی تمہارا حوصلہ نہیں بڑھایا اور نا ہی تم سے کمیٹیڈ تھا، مجھے شادی کرنی ہی تھی اس لیے میں نے کر لی، لیکن ایک بات جو میں تمہیں واضح طور پر بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم منہا سے دور رہو، ورنہ میں جتنا کسی کی عزت کرتا ہوں اس سے کہیں زیادہ بے عزتی بھی کرنا جانتا ہوں۔۔!!" وہ اسے گھورتے ہوئے اب وارنگ دے رہا تھا۔۔ شازمہ خفا خفا نظر سب پر ڈال کر اپنے روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔

"تم کیا سمجھتے ہو ایس پی جازب علی کہ میں تمہاری دھمکی سے ڈر جاؤنگی۔۔؟ ہنہ۔۔ جو کسی سے ڈر جائے وہ شازمہ نہیں، تم میرے تھے میرے ہو اور اگر میرے نہیں تو کسی اور کے بھی نہیں۔۔!!" اس نے اپنی مٹھیوں کو غصے سے بھینچتے دل میں جازب سے مخاطب ہوئی۔۔

"جازب غصہ کیوں کر رہے ہو بچی ہے سمجھ جائے گی، تم بس جلدی سے میری بیٹیوں کو میرے گھر لاؤ۔۔!!" عالیہ بیگم اسے ٹھنڈا کرتے ہوئے اب بیٹیوں کا سوچ کر مسکرا رہی تھیں انہیں جب سے جازب نے بتایا تھا کہ اس کی دو بہنیں بھی ہیں تب سے وہ بے تہاشا خوش تھیں۔۔

"ماما یہ کوئی گڑبڑ نہ کرے دھیان دیجئے گا، اور ہاں پاپا جب تک میں نہیں کہوں کوئی باہر نہیں جائے گا اور اگر جانا ہوگا تو سیکیورٹی کے ساتھ جائے۔۔!" وہ اب سنجیدگی سے انہیں بتا رہا تھا۔۔

"ٹھیک ہے ہم سمجھ گئے، اب تم جاؤ، فی امان اللہ۔۔!" وہ اسے دروازہ تک چھوڑنے لگی تھیں۔۔



شام پانچ بجے وہ ہیڈ کوارٹر سے نکل رہا تھا جب اسے زین کا میسج موصول ہوا تھا۔  
 "جاذب یہ نمبر جو میں بھیج رہا ہوں اسے ابھی ٹریپ کرو اور لوکیشن بتاؤ، یہ آمنہ کا نمبر ہے، وہ کسی  
 مصیبت میں پھنس گئی ہیں۔؟ اور تم اپنے فلیٹ پہنچ کر آنٹی کو تسلی دو، میں آمنہ کو اپنے ساتھ لے  
 کر ہی واپس لوٹوں گا۔!!" اس نے میسج دیکھتے ہی پریشانی سے اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہوا تھا اور راستے  
 میں ہی آفیسر ظفر کو کال کر کے آمنہ کا نمبر دیا تھا لوکیشن کے لئے، لیکن آگے سے معلوم ہوا کہ  
 نمبر بند ہونے کی وجہ سے لوکیشن نہیں مل رہی ہے۔

جاذب بیس منٹ میں اپنے فلیٹ کے سامنے کھڑا تھا، وہ بہت پریشان تھا کیونکہ زین کا نمبر بھی اب بند  
 جا رہا تھا۔

وہ اب بیل پر انگلی رکھ کر ہٹانا بھول گیا تھا۔

چند پل بعد دروازہ کھلا تھا اور اس کے سامنے ایک درمیانی عمر کی خواتین سر پر دوپٹہ لئے کھڑی  
 تھیں۔

"اسلام و علیکم، میں زین کا دوست جاذب علی ہوں، کیا آپ جانتی ہیں کہ آمنہ اپنا موبائل لے کر گئیں  
 ہیں یا نہیں۔؟ وہ ان سے سلام کرنے کے بعد آمنہ کے موبائل کے بارے میں دریافت کرنے  
 لگا۔ لیکن وہ بس ساکت سی اسے دیکھ جا رہی تھیں، جیسے اپنی نظروں کی پیاس بجھا رہی ہیں۔  
 وہی چہرہ، وہی نقوش، وہی لب و لہجہ، وہی انداز، کچھ بھی تو جدا نہیں تھا، وہ بس اپنی ترستی آنکھوں  
 کی پیاس بجھا رہی تھیں، اور خود کو یقین دلا رہی تھیں کہ آیا جو وہ دیکھ رہی ہیں وہ سچ ہے۔؟

"جاذب۔۔ ہاں میرا جاذب۔۔ حرا عرفان ندیم کا جاذب۔۔!!" انہوں نے آنکھوں میں آنسو لیے بڑبڑاتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو جاذب کے چہرے پر بے اختیار پھیرا تھا، وہ اس وقت سب بھولیں تھیں۔۔ اور بس اب ساکت ہونے کی باری جاذب کی تھی، وہ حیرانگی سے ان کے ہاتھوں کا مامتا بھرا لمس اپنے چہرے پر محسوس کرتے آنکھیں موند گیا تھا۔

ہاں یہ ایک دل کی گواہی تھی، ایک ماں کا دل گواہی دے رہا تھا کہ یہ اس کا بیٹا ہے، اور ایک بیٹے کا دل گواہی دے رہا تھا کہ یہ اس کی ماں ہے۔۔ دل کی گواہی کبھی غلط نہیں ہوتی ہے، اور یہ بات آج دل ثابت کرنے والا تھا۔

وہ اس کو چھوڑ کر فوراً وہی فلیٹ کے لاؤنج میں اللہ کے حضور سجدے میں گری تھیں، اور سجدہ شکر بجالائیں تھیں۔۔ وہ اس رب کا جتنا بھی شکر ادا کرتیں کم تھا جس نے اگر انکا بیٹا ان سے جدا کیا تھا تو اب واپس بھی لوٹا رہا تھا۔

ان کے لاؤنج میں آنے کے بعد جاذب بھی ان کے پیچھے داخل ہوا تھا اور اب انہیں فرش پر سجدے میں گرے دیکھ رہا تھا۔

وہ کچھ پل بعد سجدہ سی اٹھیں اور بنا اس کی طرف دیکھے روم کی طرف بڑھ گئیں اور تھوڑی دیر بعد وہ ہاتھوں میں ایک تصویر لیے اس کے سامنے کھڑی تھیں۔۔ وہ ان کی ساری کاروائی بخوبی دیکھ سکتا تھا۔

وہ بنا کچھ بولے بس آنسوں بہاتے ہوئے اس کی طرف تصویر بڑھا رہیں تھیں جسے اس نے تھام لیا تھا۔۔ اور اس تصویر پر نظر ڈالتے وہ کچھ پل سن کھڑا رہ گیا تھا۔



کیونکہ بالکل وہی تصویر اس کے ہاتھ میں تھی جو دو دن پہلے احسن علی نے اسے دی تھی، جو ایک دن پہلے مسٹر جمال ملک نے دی تھی اور اب بالکل ویسی ہی تصویر اس کے ہاتھ میں تھی، ان تینوں تصاویر میں فرق بس کپڑوں کا تھا۔۔۔ بچے کے سارے نقوش وہی تھے۔۔۔ وہ ایک لگاتار جاذب کے چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔

جاذب نے جیسے ہی ان کی طرف دیکھا تھا اسے کیا کچھ نہیں نظر آیا ان کے چہرے پر، کچھ کھونے کا غم تو کچھ پانے کی خوشی۔۔۔ انہوں نے اپنی بانہیں واں کر لیں، جیسے انہیں پتہ تھا کہ وہ ان سے گلے ضرور ملے گا، اور ہوا بھی وہی۔۔۔ جاذب ان کے یقین پر موہر لگاتے دیوانہ وار ان کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

"ا۔۔۔ امی۔۔۔!" اس کے ہونٹوں سے یہ لفظ سرگوشی نما آواز میں آزاد ہوا تھا۔۔۔ وہ گھٹنوں کے بل فرش پر بیٹھتے ان کو اپنے سینے سے لگائے بے تحاشا رو دیا تھا۔۔۔

"کس در کی خاک نہیں چھانی تمہارے لئے، کہاں کہاں نہیں بھٹکی، ہر چہرے میں تمہارا نقش ڈھونڈتی تھیں، راہ چلتے ہر جگہ دیکھتی تھی کہ کہیں بھی، کسی بھی موڑ پر مجھے میرے دل کا ٹکڑا مل جائے گا۔۔۔!" ان کی آنکھوں سے آنسوؤں سیلاب کی طرح رواں تھے، دل کا درد لبوں سے آج چھبیس سال بعد آزاد ہوا تھا۔۔۔ حرا بیگم اس کے چہرے کے ہر نقوش کو بے تابی سے چوم رہی تھیں کیونکہ ان کے لئے انکا وہی دو سالہ جاذب تھا جو ان کا پلو پکڑے پورے گھر میں ان کے پیچھے پیچھے گھومتا رہتا تھا۔۔۔

"میری نظریں ترس رہی تھیں تمہیں دیکھنے کے لئے، ظالموں نے ظلم کی انتہا کر دی تھی کہ ایک ماں سے اس کا بیٹا چھین لیا تھا۔۔۔ لیکن بس اب انصاف ہوگا، مجھے اپنے رب پر کامل یقین تھا کہ ایک دن

وہ مجھے میرا بیٹا ضرور لوٹائیگا، اور آج کا دن یہی ہے۔!!" انہوں نے اسے اپنے سینے سے لگائے اپنا درد بیان کر رہی تھیں۔۔ جازب ان کے سینے میں منہ دیے بے تحاشہ رو رہا تھا، کوئی اسے دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی ایس پی جازب علی ہے جس کے سامنے آتے ہی مجرموں کی روح کانپ جاتی ہے۔۔

"امی۔۔ میری پیاری امی۔۔ مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا کہ مجھے میری ماں ڈھونڈ رہی ہے۔۔؟ اور جب معلوم ہوا تب سے میں نے بھی در در کی خاک چھانی ہے۔!!" وہ ان کے آنسوؤں کو اپنی ہتھیلیوں سے صاف کرتے ان کے گالوں کو چومتے ہوئے پہلی بار مسکرایا تھا۔۔

حرا بیگم اسے اپنے گالوں کو چومتے دیکھ کر مسکرانے لگیں تھیں انہیں جازب کا بچپن یاد آیا تھا۔۔ کیونکہ بچپن میں جازب ایسے ہی ان کے گالوں کو چوما کرتا تھا، تب وہ ابھی بول نہیں پاتا تھا تو اپنی محبت کا اظہار ایسے کرتا تھا۔۔

جازب نے مسکراتے ہوئے کچن کے دروازے پر دیکھا تو اس کی نظریں وہیں ٹھہر گئی تھیں۔۔ اس کو زین کی بات یاد آئی تھی جو اس نے کہا تھا کہ اس چھوٹی سی بچی کی آنکھیں بالکل تیرے جیسی ہے جازب۔۔ آہ۔۔ سچ میں اس کی آنکھیں بالکل اسے خود کے جیسی لگی تھی اور وہ پیاری سی گڑیا جیسی لڑکی دروازہ پر کھڑی روتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی، ان نظروں میں کیا کچھ نہیں تھا۔۔

حرا بیگم نے اس کو ایک ٹک کچن کے دروازے پر دیکھتے پا کر مڑی تھیں اور سامنے روشنی کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے جازب کو بتانے جا رہی تھیں کہ یہ تمہاری چھوٹی سی بہن ہے لیکن وہ ان سے پہلے خود بول پڑا۔۔

"امی یہ گڑیا میری ہے نا۔۔؟" اس نے اپنے بازوؤں کو واں کیے اسے بلا رہا تھا۔۔ وہ کیسے نہیں ان ہانہوں کے تحفظ میں جاتی جو ہمیشہ ایک بھائی کی کمی کو محسوس کرتے آئی تھی اور آج جب بھائی سامنے تھا تو کیسے خود کو روک لیتی۔۔۔

"بھائی۔۔ بھائی۔۔!" وہ بے اختیار بھائی بھائی پکارتی اس کے سینے سے چمٹی تھی اور وہ بھی اس گڑیا کو خود میں بھینچ گیا تھا۔۔

آج زندگی میں پہلی بار اپنے لیے بھائی لفظ سن کر وہ مسکرایا تھا۔۔

"میری گڑیا۔۔ بھائی کی گڑیا۔۔ روتے نہیں ہیں، اب بھائی آگئے ہیں ناں پھر کیوں رو رہی ہو۔۔؟" اس نے خود سے لگی بے تہاشا روتی ہوئی اپنی گڑیا کو چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ چپ ہونے کے بجائے روتی چلی جا رہی تھی۔۔ تبھی دروازہ پر کھٹکا ہوا تھا۔۔ تینوں نے پیچھے مڑ کر جیسے ہی دیکھا تھا آمنہ لڑکھڑاتے ہوئے دروازہ کو پکڑ رہی تھی، خود کو گرنے سے بچانے کے لیے، شاید وہ سب کچھ دیکھ چکی تھی۔۔ اس کے پیچھے زین کھڑا تھا حیران سی نظریں جاذب پر ٹکائے ہوئے۔۔ وہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا اور جیسے ہی سب کچھ اسے سمجھ آیا تھا وہ بنا کسی کی طرف دیکھے باہر نکلتا چلا گیا تھا۔ اس کا جانا کسی نے نوٹس کیا ہو یا نہیں لیکن آمنہ نے ضرور کیا تھا۔۔

وہ بھی بے تہاشا روتے ہوئے جاذب کے سینے سے لگی تھی اور جاذب بھی اپنی دونوں بہنوں کو خود میں سمیٹے ایک بار پھر رو دیا تھا، کن کن رشتوں کے ہوتے ہوئے بھی وہ محروم تھا آج اسے احساس ہو رہا تھا۔۔

اور آمنہ کو آج کیا کیا نہیں رولا رہا تھا، آج پہلی بار اس رشتے کا اوراق ہوا تھا تو وہ رشتہ ہی آج کھوکھلا ہو گیا تھا، آج پہلی بار محبت کا احساس ہوا تھا تو وہ محبت بھی آج بین کر رہی تھی، دل کا درد حد سے سوا ہوا تھا کیونکہ سارا کیا دھرا خود کا جو تھا، شکوہ بھی کس سے کرتی۔۔

"بھائی۔۔!" وہ کپکپاتے لبوں سے آج پہلی بار اپنے بھائی کو سامنے دیکھ کر اسے پکار رہی تھی۔۔

"بھائی کی جان، بھائی کے دل کی ٹکڑا۔۔ تم ٹھیک تو ہو۔۔؟ زین پہنچ گیا تھا ناں تمہارے پاس۔۔؟ اور کیا ضرورت تھی ایسے نکلنے کی۔۔؟" اس نے روشنی کو اپنے ایک بازو سے لگائے دوسرے سے آمنہ کو لیے اب وہ یاد آنے پر پریشانی سے آمنہ سے سوال کر رہا تھا۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔!" وہ ایک لفظی جواب دے کر ایک بار پھر اس سے لپٹی تھی۔۔ نجانے کتنے پل بیت گئے تھے تینوں کو ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے۔۔

"بس چپ اب کوئی نہیں روئے گا۔۔ ورنہ گومتی ندی میں باڑھ آجانی ہے۔۔؟" وہ انہیں چپ کرواتے ہوئے دونوں کی پریشانی کو جھک کر چومتے ہوئے مسکرا دیا۔۔

اس کی بات پر آمنہ اور روشنی ایک ساتھ ہنستی ہوئی جاذب کے گالوں پر لب رکھے تھے۔۔

"آئی لو یو بھائی۔۔!" وہ دونوں اپنی محبت کا اظہار پہلی بار کر رہی تھیں وہ بھی کس سے۔۔؟ اپنے بھائی سے۔۔

"لو یو میری دل کی ٹکڑا۔۔!" وہ بھی اب ان کے آنسوؤں کو صاف کر رہا تھا اور حرا بیگم آج ان بہن بھائی کی محبت دیکھ رہی تھیں، جو ان کے دل کو سکون بخش رہی تھی۔۔



"امی آپ سب میرے اتنے قریب تھیں پھر بھی انجان تھا، مجھے اس بات کا ہمیشہ افسوس رہے گا۔!!" جازب افسردہ انداز میں ان سے کہہ رہا تھا۔

"امی وہ لوگ مجھے آپ سے چھین کر کیوں اور کیسے لے کر چلے گئے تھے۔؟" اچانک وہ حرا بیگم کو مخاطب کر کے ان سے پوچھنے لگا تھا اور ساتھ ہی ساتھ خود کیسے احسن علی تک پہنچا تھا وہ بھی بتا دیا۔

جازب کی بات سن کر وہ کچھ پل چپ رہیں تھیں پھر وہ ماضی کی درد دیتی گلیوں میں گم ہوتی چلی گئیں تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"میں ایک ایسی عورت تھی جسے نہ ماں کا پیار ملا اور نہ باپ کی شفقت، مجھے میری نانی نے پالا تھا اور میرے ماموں کے لڑکے کو بھی۔ ہم دونوں بہن بھائی کی طرح ایک ساتھ پلے بڑھے، پھر ایک دن نانی کے کسی جاننے والے نے رشتے کا بتایا، لڑکا تنہا تھا اور ابھی پڑھائی کر رہا تھا، نانی کو رشتہ اچھا لگا اور پھر میری شادی ہو گئی، نانی چلی گئیں، ہم دونوں بہن بھائی ان کے ساتھ چلے گئے جہاں وہ پڑھتے تھے۔ ہم کان پور کے رہنے والے تھے لیکن پھر ان کے ساتھ لکھنؤ آ گئے تھے۔

وہ بہت اچھے تھے، ہمیشہ میرا خیال رکھنا، مجھے دنیا کی اونچ نیچ سمجھانا، اور محبت لگن سے امتحان کی تیاری کرنا۔ اور بس پھر شادی کے چار ماہ بعد وہ وردی پہنے، اپنے چہرے پر ایک عظیم ایک جنون لئے میرے سامنے کھڑے تھے۔ ایس پی عرفان ندیم کے روپ میں، وطن کی چاہ میں وہ بے قرار ہو کر جو اس گندگی کو صاف کرنے اترے تو دو سال میں نجانے کتنے مجرموں کو ان کے ٹھکانے لگا

دیا۔!!" وہ کھوئی کھوئی سی ماضی کے ورق کو پلٹ رہی تھیں اور وہ تینوں بہت دھیان سے سب سن رہے تھے۔

"اسی بچ ہمارے گھر کو روشن کرنے کے لئے اللہ نے ایک پھول عطا کر دیا جو ہماری آنکھوں کا تارا بن گیا۔!" وہ جازب کو محبت پاش نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

"جب تم ڈیڑھ سال کے تھے تب تمہارے ابو کا ٹرانسفر دہلی میں ہوا تھا کیونکہ وہاں کرائم بہت بڑھ گیا تھا۔ جب ہم دہلی پہنچے تب ان کا سامنا ایک ایسے انسان سے ہوا جو دنیا کی نظروں میں عوام کا سب پسندیدہ اور ابھرتا ہوا لیڈر تھا لیکن ہر گندے کاموں میں ملوث تھا، تمہارے ابو پانچ ماہ تک اس کے خلاف ثبوت ایکٹھا کرتے رہے۔ اور جب اسے سلاخوں کے پیچھے کرنے کا وقت آیا تب اس گھٹیا آدمی نے ایسی چال چلی کی سب کچھ لٹ گیا تباہ و برباد ہو گیا۔!!" وہ بے چینی سے اپنے ہاتھوں کو رگڑ رہی تھیں وہ دن یاد کرتے ہوئے۔

"مجھے آج بھی یاد ہے وہ دن جب تم دو سال کے تھے اور تم اپنے ابو سے ضد کر کے شاپنگ مال گئے تھے اپنے لیے کھلونا لینے، میں بھی تمہارے ساتھ تھی کہ اچانک شاپنگ مال میں فائرنگ ہوئی اور بھگدڑ مچ گئی، تمہارے ابو سب کو سنبھالنے لگے کہ اتنے میں میرے ہاتھوں سے ہمارے جگر کے ٹکڑے کو ان ظالموں نے چھین لیا اور لے کر چلے گئے۔ میں ان سے فریاد کرتی رہ گئی لیکن انہوں نے میری ایک نہیں سنی۔ تمہارے ابو نے در در کی ٹھوکریں چھانی، لیکن نہ کوئی سراغ ملا نہ ثبوت۔ تم ہم سے دور چلے گئے۔!!" وہ اب اپنے آنسوؤں کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے ہوئے اس کے چہرے کو چھو رہی تھیں۔

"وہ ظالم کرسی پر بیٹھتے ہی ساری فائل بند کرا دی اور تمہارے ابو کا ٹرانسفر دوسرے شہر کرا دیا۔ ہم تمہیں یاد کر کے روتے رہتے کہ تمہارے ہم سے دور جانے کے چھ سال بعد اللہ تعالیٰ نے ہماری جھولی ایک بار پھر بھر دی۔ آمنہ کے گود میں آتے ہی درد کچھ کم ہونے لگا۔ پھر آمنہ جب چار سال کی ہوئی تو پھر تمہارے ابو کا ٹرانسفر دہلی میں ہو گیا۔ اب کی بار وہ اس ظالم کو سزا دلانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے لگے، اس بات کی بھنک شاید اسے مل گئی تھی۔

ابھی روشنی چھ ماہ کی تھی جب وہ دل دہلا دینے والا حادثہ ہوا تھا۔ اس دن روشنی بہت بیمار تھی میں اپنے بھائی کے ساتھ آمنہ اور روشنی کو لے کر ہاسپٹل گئی تھی، دوا لینے کے بعد جب میں واپس گھر آئی تو گھر کے بیچ میں تمہارے ابو کو ظالموں نے باندھ کر مارا تھا۔ میں چیختی کہ میرے بھائی نے مجھے وہاں سے نکال دیا۔ کیونکہ وہ لوگ سب کو مارنے آئے تھے۔ میں اس اندھیری رات میں تن تنہا اپنی بچیوں کو لے کر در در کی ٹھوکریں کھانے لگی۔ کیونکہ ہمارے سر کا سائبان اٹھ گیا تھا۔!!" انہوں نے ایک گہری سانس لے کر اپنی بھیگی پلکوں کو رگڑ رہی تھیں۔

"امی ماموں آپ کے ساتھ نہیں تھے۔؟" جازب اپنے دماغ میں آیا سوال پوچھ رہا تھا۔

"تمہارے ماموں پر ظالموں نے ظلم کی انتہا کر دی تھی، تمہارے ابو کے قتل کا الزام ان کے سر ڈال کر انہیں ہمیشہ کے لیے جیل بھیج دیا تھا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ تمہارے ابو کی طرح وہ بھی ایک جانباز آفیسر تھے۔!!" وہ کس کس غم کو روتیں۔ ہر غم ہی انہیں رلا رہا تھا۔

"امی مطلب مسٹر جمال ملک میرے ماموں ہیں۔؟" وہ چونکتے ہوئے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ہاں وہ تمہارے ماموں ہیں اور وہ ماموں ہیں جن کے کندھے پر تم ہمیشہ سوار رہتے تھے۔۔ ظالموں نے ان کی زندگی کو رول دیا۔۔ اور مجھے وہ کتوں کی طرح ڈھونڈ رہے تھے جس وجہ سے میں ہر چھ ماہ بعد گھر تبدیل کر دیا کرتی تھی۔۔ میں اور میری بیٹیوں نے دنیا کے ایسے ایسے چہرے دیکھے ہیں کہ میں بتا نہیں سکتی۔۔ اکیلی عورت کا جینا یہ دنیا دو بھر کر دیتی ہے۔۔!!" وہ اب اپنے بھائی کو یاد کر رہی تھیں جب جازب نے ان کے بارے میں سب بتایا وہ بہت خوش ہوئیں تھیں۔۔

"امی بس اب انصاف کا وقت آگیا ہے۔۔ میں ان ظالموں سے ایک ایک ظلم کا حساب لوں گا، آپ کی ایک ایک ٹھوکر کا بدلہ لوں گا۔۔ ویسے بھی اب یہ میرا پرسنل کیس بن گیا ہے۔۔!" وہ ان کے ہاتھوں پر بوسہ دیتے ہوئے انہیں یقین دلا رہا تھا۔۔

"امی میں نے بھی ابو کی طرح اسی فیلڈ کو جوائن کیا ہے۔۔ میں ایس پی جازب عرفان علی ہوں۔۔!!" وہ انہیں سیلوٹ کرتے ہوئے اپنے نام کو آج مکمل کیا تھا۔۔

"اللہ۔۔! میرے بینڈ سم بھائی۔۔ میں آپ سے پہلے بھی بہت زیادہ پیار کرتی لیکن اب ڈبل کرونگی، کیونکہ مجھے پولیس والے بہت پسند ہیں۔۔!" روشنی بچوں کی طرح اپنے ہونٹوں پر خوشی سے ہاتھ رکھتے ہوئے اس سے زیادہ پیار کرنے کا ریزن دے رہی تھی جسے سن کر وہ اپنی مسکراہٹ دبا گیا تھا۔۔

"اچھا پھر تمہاری بھابھی بھی بہت جانباز ہیں ان سے پیار نہیں کرونگی۔۔؟" وہ منہا کو یاد کرتے ہوئے دل سے مسکرایا تھا۔۔

اس کی بیوی کا سن کر وہ دونوں ایک بار پھر اس سے لپٹی تھیں۔۔ حرا بیگم ان خوشیوں کو نظر نہ لگ جانے کی دعا کرتے شکرانے کی نماز پڑھنے روم کی طرف روانہ ہوئیں تھیں۔۔



پھر جازب انہیں لیے گھر چلا آیا تھا جہاں ان سب کا استقبال پورے دل سے ہوا تھا، جازب نے جمال ملک کو گھر بلا کر اپنی امی سے ملوایا تھا۔

انہیں سب میں اسے تین دن بیت گئے تھے۔ لیکن ان ساری چیزوں میں سب سے حیران کن بات زین کا ملنے نہیں آنا تھا۔ اور جازب بھی ان ساری باتوں میں اس سے بات نہیں کر پایا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج انہیں تین دن ہو گئے تھے ایک ساتھ یہاں، ہر طرف صرف محبت کی بارش ہو رہی تھی، لیکن اس محبت کے بیچ بھی اس کے دل کی خلش کم نہیں ہو رہی تھی۔ محبت جب اپنا آپ منوا نہیں پاتی ہے تو روٹھ جاتی ہے اور یہی اس کے ساتھ بھی ہوا تھا، روٹھی ہوئی محبت اس کے دل کے درد کو اور بڑھا رہی تھی۔

"میں نے آپ کو سمجھنے میں بہت دیر کر دی شاید، لیکن آپ ایک بار میری بات تو سن لیں۔؟"

آمنہ رات کے گیارہ بجے اپنے بیڈ پر لیٹ کر دل میں زین سے مخاطب تھی۔

"بس ایک بار۔۔ بس ایک آخری بار آپ میری بات سن لیں اور مجھے معاف کر دیں، میں آپ کے قدموں کی دھول بن جاؤں گی۔!!" اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر دوپٹے میں جذب ہوا تھا۔

محبت اور دل کا ایک بہت گہرا کنکشن ہوتا ہے جہاں دماغ کا کچھ کام ہی نہیں ہوتا ہے، محبت تو بس محبت ہی ہوتی ہے جو دل سے شروع ہو کر دل پر ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اور شاید آمنہ کے دل میں بھی آج پہلی بار سچ کی گواہی تھی یعنی محبت نے گواہی دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تم اپنے آپ کو کیا سمجھتی ہو۔۔؟ بہت خوبصورت ہو تم جو وہ تم پر دل ہار بیٹھا ہے۔۔؟" سب کے سونے کے بعد وہ جازب کا انتظار کرتے کچن میں پانی پینے آئی تھی، جب پیچھے سے شازمہ کی زہر میں ڈوبی آواز سنائی دی تھی۔۔

"چچ۔۔ شکل دیکھی ہے کبھی تم نے اپنی۔۔؟ کہاں وہ اور کہاں تم، کالی مٹی سے بنی ہو تم۔۔ ہاہاہاہا۔۔ تم اس کے پیروں کی دھول بھی نہیں ہو۔۔!!" بوتل پکڑتے منہا کے ہاتھ وہیں ساکت ہوئے تھے، اس کی نظر اپنے سانولے ہاتھوں پر پڑی تھی وہ ضبط سے اپنے ہونٹوں کو بھینچے کھڑی تھی کیونکہ کبھی کسی نے اسے احساس نہیں دلایا کہ وہ الگ ہے سب میں۔۔

"وہ بہت رحم دل ہے اور انسانیت کی وجہ سے اس نے اگر تمہاری مدد کر دی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم اس کے سر پر ہی بیٹھ جاؤ۔۔!!" ابھی بھی منہا کی پشت اس کی طرف تھی، اس نے مڑنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔

"تم سوچ کر بتاؤ کہ کون ایسا مرد ہوگا جو ایک اغواء شدہ لڑکی۔۔ وہ بھی پانچ دن غائب رہی، ایسی لڑکی کو کون غیرت مند مرد اپنی بیوی بنائیگا۔۔ نہیں یہ اس کی ہمدردی ہے جسے تم پتہ نہیں کیا سمجھتی ہو۔۔؟" اس کے زہر میں ڈوبے لفظ منہا کا دل توڑ گئے تھے، وہ رونا نہیں چاہتی تھی لیکن پھر بھی اس کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر فرش پر گرا تھا۔۔

"تم میرے کردار پر انگلی اٹھانے والی کون ہوتی ہو۔۔؟ میں بالکل ٹھیک ہوں، ان لوگوں نے میرے ساتھ کچھ بھی نہیں کیا تھا۔۔!!" وہ لال سرخ چہرہ لیے اس کی طرف مڑی تھی اور اپنے کردار پر لگ رہے کچڑ کو صاف کرنے کی ایک عدناسی کوشش کی تھی۔۔

"کچھ۔۔ ایسا تم کہہ رہی ہو، کیونکہ تم سے یہی کہا گیا ہے۔ بھلا کوئی کیسے کسی پاگل کو یہ سب بتا سکتا ہے۔۔؟ اب اتنی انسانیت تو اس میں ہے کہ وہ کسی پاگل کو اور پاگل نہ کرے۔۔!!" وہ بار بار اس کے ڈپریشن کو پاگلپن قرار دے رہی تھی۔۔ جسے سن کر منہا کا پارا ہائی ہوا تھا۔۔

"چپ۔۔! ایک لفظ نہیں بولنا اور تم کیوں اتنا مر رہی ہو۔۔؟" وہ دھاڑ اٹھی تھی۔۔

"کیونکہ میں اس سے محبت کرتی ہوں اور وہ بھی کرتا ہے۔۔ اگر تم بچ میں نہیں آتی تو وہ میرا ہوتا، اگر تم میں تھوڑی بھی عزت بچی ہے تو اس کی زندگی سے دور چلی جاؤ، ورنہ وہ جس دن تمہیں دھکے مار کر نکالے گا تمہاری کوئی عزت نہیں بچے گی۔۔!!" وہ اسے پیچھے کو دھکا دیتے ہوئے باہر نکل گئی تھی اور منہا اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کو بس گھورے چلی جا رہی تھی۔۔

شازمہ کی ساری باتیں اس کے ذہن میں گونج رہی تھی، وہ اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنے روم میں جا کر بیڈ پر اوندھے منہ گری تھی۔۔

وار اتنا گہرا تھا کہ وہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔

روتے ہوئے ابھی اسے بیس منٹ ہوئے تھے جب دروازہ کھول کر جازب اندر آیا تھا اس وقت رات کا بارہ بج رہا تھا وہ اسے جاگتے دیکھ کر حیران ہوا تھا لیکن اس کے ہچکیوں سے روتے وجود پر جب نظر پڑی تو وہ بھاگ کر اس کے پاس پہنچا۔۔

"منہا کیا ہوا ہے۔۔؟ تم رو کیوں رہی ہو۔۔؟" وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اٹھا کر بیٹھا رہا تھا جب اس کی نظر منہا کی کٹی ہتھیلی پر پڑی تھی۔۔

"یہ چوٹ کیسے لگی ہے۔۔؟ تم اپنا خیال نہیں رکھ سکتی۔۔؟" وہ اسے ڈانٹتے ہوئے فسٹ ایڈ باکس لا کر اب احتیاط سے پٹی کر رہا تھا۔ منہا سو سو کرتے ہوئے بس فرش کو گھورے جا رہی تھی جیسے اس سے ضروری کام اب اس دنیا میں ہے ہی نہیں۔۔

وہ سوچ رہی تھی کہ اس لہجے میں محبت کی بوندیں شامل ہیں یا ہمدردی کا دریا۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔

وہ واشروم سے ہاتھ دھو کر واپس بیڈ پر بیٹھا تھا، لیکن اس کی نظریں منہا کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔

"کیا ہوا تم کچھ پریشان لگ رہی ہو کوئی بات ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہو۔۔؟" وہ نرمی سے اس کے گالوں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھو رہا تھا۔

منہا کو آج ان انگلیوں کے لمس میں بھی محبت کی تپش نظر آ رہی تھی۔۔

"ایک بات پوچھوں آپ سے بالکل سچ سچ جواب دیجیے گا۔۔؟" آج وہ اسے کچھ بدلی بدلی سی لگی تھی۔۔

"آپ نے مجھ سے شادی کیوں کی تھی۔۔؟ مجھے بچانے کے لئے یا ہمدردی میں۔۔؟" منہا نے قرب سے اپنی آنکھیں بند کی تھیں جیسے اس کا جواب بہت جان لیوا ثابت ہو گا جو اس کا سب کچھ اس سے چھین لے جائیگا۔۔

ابھی ہی تو یہ ہاتھ تحفظ کا احساس دلا رہے تھے، محبت میں گندھے لفظ کا احساس بھی ہوا تھا۔ اور سب سے جان لیوا احساس وہ تھا کہ وہ اس کو کسی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔



اس کے جان لیوا سوالات سن کر وہ غصے سے اسے اپنی طرف کھینچ چکا تھا، اپنے بچاؤ کی کوشش کرتے ہوئے بھی وہ اس کے سینے سے جا لگی تھی۔

جاذب اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس کی آنکھوں سے چھلکتی نمی کو دیکھ رہا تھا۔

"میں نہیں جانتا منہا کہ تمہیں کیا ہوا ہے۔؟ لیکن اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ یہ جو تمہاری آنکھیں

ہے وہ مجھ سے جو کہہ رہی ہیں وہ تمہارے ہونٹوں سے نہیں ادا ہو پا رہا ہے۔۔!!!" اس نے اپنے انگوٹھے سے اس کی نم پلکوں کو چھونے کے بعد اب شہادت کی انگلی سے اس کے نرم کپکپاتے ہونٹوں کو چھو رہا تھا۔ اس کے چھونے سے منہا کے اندر سنسنی سی محسوس ہوئی تھی وہ ایک پل کے لئے گھبرائی تھی لیکن اپنے مسیحا کی خوشی اسے اپنی خوشیوں سے زیادہ عزیز تھی۔

شازمہ کے ہر لفظ اس کے زہن میں کسی ناگ کی طرح کنڈلی مار کر بیٹھ گئے تھے جسے نہ وہ نکال پا رہی تھی اور نہ ہی بھلا پا رہی تھی۔

"آپ شازمہ۔۔ شادی کر لیں جاذب۔۔!!!" وہ اس کی انگلیوں کو اپنے ہونٹوں سے ہٹا کر اپنے لہجے کو مضبوط کرتے ہوئے ایک ایسا مطالبہ رکھ رہی تھی جو اس کو ہی آگ میں دھکیلنے کے لئے کافی تھا۔

"تم شاید بھول رہی ہو دھاکڑ والئی کی میری شادی ہو چکی ہے اور خدا نا خواستہ شادی کرنی بھی پڑی تو میں دوسری تیسری اور چوتھی بھی تمہیں سے کرونگا۔!!" اب کی بار جاذب کا لہجہ کچھ شرارتی ہوا تھا۔

"میں آ۔۔ آپ کے لائق نہیں ہوں۔۔ آپ کسی اچھی لڑکی سے۔۔!!" وہ چیختی ہوئی ابھی اپنے لفظ پورے بھی نہیں کر پائی تھی جب وہ غصے اور بے دردی سے اس کا چہرہ دبوچے اپنے چہرے کے قریب کر گیا۔ جاذب کی سانسوں کی تپش اسے اپنے چہرے کو جلا رہی تھیں۔۔

"کیا تم اچھی لڑکی نہیں ہو۔۔؟" اس نے اپنے غصے کی شدت کو کم کرنے کے لئے اپنے ہونٹوں کو آپس میں بھیجنے اپنی لال سرخ آنکھیں منہا کے چہرے پر گاڑے اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"نہیں ہوں میں اچھی، میں کیسے اچھی ہو سکتی ہوں۔۔؟ ایک اغواء شدہ لڑکی جو پانچ دن اپنے گھر سے غائب رہی وہ اچھی کیسے ہو سکتی ہے۔۔؟" وہ چیختی ہوئی اس کے ہاتھوں کو جھٹک کر اپنے آنسوؤں کو پلک جھپکتے ہوئے پیچھے کو کر رہی تھی، آج وہ اس کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔۔

جاذب نے پہلی بار اپنے غصے سے نکل کر اسے غور سے دیکھ رہا تھا کیونکہ آج تک اس نے ایسی بات نہیں کی تھی پھر آج کیوں۔۔؟

"میں گواہ ہوں تمہاری پاکیزگی کا، اور اگر خدا نخواستہ کچھ ہوا بھی ہوتا تب بھی تم میرے لئے اتنی ہی پاک رہتی، میں نے اللہ کو حاضر ناظر جان کر تم سے نکاح کیا تھا۔۔!!" وہ اب نرمی سے اس کے آنسو صاف کر رہا تھا، جاذب اس کے چہرے سے اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ بہت الجھن میں ہے، اور وہ اس کی الجھن بڑھانا نہیں چاہتا تھا، وہ اسے نرمی سے ہینڈل کرنا چاہتا تھا۔۔

"م۔۔ میں کچھ نہیں جانتی، آپ کو دوسری شادی کرنی ہوگی، کیونکہ۔۔ مم۔۔ میں آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔!!" آج اس کا دل غم سے پھٹ رہا تھا وہ کیسے یہ سب کہہ رہی تھی وہ تو رب ہی جانتا

تھا۔ شدت غم سے کتنے آنسوؤں ٹوٹ کر فرش پر گرے تھے۔ منہا اس کے ساتھ کسی اور کو تصور کرتے ہوئے ہی آج مر رہی تھی۔

جاذب اب کی بار اس کے لفظ سن کر پاگل ہوا تھا، غصے کی شدت سے اس کا چہرہ لال سرخ ہوا تھا، آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ اس نے جھپٹ کر اسے دبوچتے بیڈ پر پٹکا تھا، ان دونوں کے بیچ یہ پہلی لڑائی تھی وہ بھی اتنی خطرناک قسم کی۔

"دوسری شادی تو میں اب ضرور کرونگا لیکن زرا پہلی بیوی کا حق تو ادا کر دوں، بنا حق ادا کیے دوسری شادی کیسے کر سکتا ہوں کیونکہ میں حق مارنے والا نہیں کہلانا چاہتا۔!!!" وہ اس کے خطرناک تیور دیکھ کر سہم گئی تھی، بیڈ پر ہی وہ پیچھے کو کھسکتے اس سے دور جانے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ خطرناک تیور لئے اب اپنی شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا، وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ننن۔۔ نہیں۔۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔۔ جاذب پلینز نہیں۔!!!" وہ اسے خود پر جھکتے دیکھ کر بے بسی سے رو دی تھی اور اس کا یہ بے بس انداز جاذب کے دل کے آر پار ہوا تھا۔ وہ اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ جب تک وہ سیدھے طریقے سے سمجھائیگا تب وہ اپنی بات پر اڑی رہے گی۔

"تمہیں میری دوسری شادی کروانے کا بہت شوق چڑھا ہے۔؟ تو یہ سب بھی تو بھگتنا ہوگا پھر اب یہ رونا دھونا کیوں۔۔؟" وہ غصے سے بیڈ پر مکا مارتے دھاڑ اٹھا تھا، منہا اس کا غصہ دیکھ کر اور زیادہ

رونے لگی تھی وہ بھلا کب چاہتی تھی کہ یہ تحفظ بھرا احساس اس دور ہو۔۔؟ لیکن اسے کرنا پڑا تھا جازب کی خوشی کے لئے۔۔

وہ اسے روتے ہوئے دیکھ کر وہاں سے اٹھا تھا اور اپنی شرٹ کے بٹن کو بند کرتے ہوئے گاڑی لے کر غصے سے باہر نکل گیا تھا۔۔

منہا جانتی تھی کہ وہ اسے کبھی تکلیف نہیں دے گا اور اس کی مرضی کے بنا تو اسے چھو بھی نہیں سکتا۔۔ وہ خود تکلیف میں مبتلا تھا اس لیے اسے بھی تکلیف دینے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ منہا اس کے جانے کے بعد بے تہاشا روتے ہوئے سو گئی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کا دوسرا پہر تھا، روڈ بالکل سنسان تھا جہاں زین گاڑی کھڑی کر کے اس کے بونٹ پر بیٹھا تھا، بے چینی حد سے سوا تھی کہ کہیں اس کو سکون نہیں مل رہا تھا۔ وہ چپ چاپ بیٹھ کر تاروں کی ٹمٹماہٹ اور چاند کا سفر دیکھ رہا تھا، کبھی کبھی آس پاس سے ایک گاڑی گزر جاتی تھی۔ اس کی اچانک نظر سامنے پڑی تو دیکھا ایک گاڑی چلتے چلتے اچانک رک گئی اس سے کچھ دور کے فاصلے پر شاید گاڑی میں کچھ خرابی آگئی تھی۔ ایک لمبا چوڑا شخص گاڑی کا دروازہ کھول کر نکلا تھا جسے دیکھ کر زین کی بے چینی حد سے سوا ہو گئی تھی وہ اپنے بونٹ سے اتر کر کھڑا ہوا تھا اور ایک قدم بڑھا کر فوراً رک گیا۔۔



دیکھتے ہی دیکھتے وہ شخص اپنی گاڑی پر جھکا تھا شاید بنانے کی کوشش کر رہا تھا، جب زین کی بے ساختہ نظر اس کے بازوؤں پر پڑی تھی جہاں ریڈ جھوٹا سا کچھ نشان لگ رہا تھا دور سے بھی پتہ چل رہا تھا جیسے وہ لیزر گن کی لیزر لائن ہو۔۔

زین کا دل ایک بارگی زور سے دھڑکا تھا اسے اسٹرانگ فیلینگ آئی تھی کہ کچھ غلط ہونے والا ہے۔۔ زین دوڑتے ہوئے اس شخص کے قریب جا رہا تھا۔۔

وہ لیزر لائن ابھی بھی اس شخص کے بازوؤں پر دکھائی دے رہی تھی لیکن گولی ابھی نہیں چلی تھی شاید نشانہ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔۔

زین اس شخص کے جتنے قریب جا رہا تھا اتنا ہی اس کے دل کی دھڑکن بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔ "جاذب۔۔!" اب کی بار وہ ہلک کے بل چلایا تھا، زین کا سارا وجود پسینے سے شرابور ہوا تھا۔۔

ہاں وہ شخص جاذب تھا، وہ اس کے دل کا خاص حصہ تھا جس کے لئے زین پریشان تھا۔۔ جاذب غصے سے گھر سے نکلا تھا لیکن کچھ دور آنے کے بعد گاڑی خراب ہو گئی تھی، وہ اس وقت بونٹ پر جھکا تھا جب اسے اپنے پیچھے زین کی آواز سنائی دی تھی، آج پورے چار دن بعد وہ وہ زین کی آواز سن رہا تھا۔۔

جاذب پیچھے پلٹ کر اب زین کو دیکھ رہا تھا جو دوڑتے ہوئے اس کے پاس آ رہا تھا۔۔ جاذب کے مڑنے پر اب وہ لیزر لائن کی روشنی سیدھے جاذب کے دل کے مقام پر پڑی تھی جسے دیکھ کر زین کی سانسیں کچھ پل کے لئے تھمی تھیں لیکن وہ بنا دیر کیے اس تک پہنچا تھا اور زور سے دھکا دے کر اسے ہٹایا۔۔

جاذب کی سمجھ میں جب تک کچھ آتا تب تک بہت دیر ہو چکی تھی، زین کی شرٹ خون سے رنگتی چلی جا رہی تھی۔ اور وہ محبت سے جاذب کا چہرہ دیکھتے ہوئے زمین پر بیٹھتا چلا گیا تھا۔ جاذب پھٹی پھٹی آنکھوں سے زین کو گرتا دیکھ رہا تھا۔

"جاذب تو ناراض تھا ناں مجھ سے۔؟ بہن کی محبت ہماری دوستی پر غالب آگئی۔!!" زین روڈ پر گرا اپنا خون میں سنا ہاتھ جاذب کی طرف بڑھا رہا تھا لیکن اس کی آواز میں رچا درد جاذب کا دل چیرنے کے لئے کافی تھا۔

"نہیں زین۔۔ نہیں۔۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہے اور یہ کیا کر دیا تم نے۔؟" یہ میرا زخم تھا تم نے کیوں خود پر لیا۔؟" وہ اپنا زخم اس پر لگتا دیکھ کر تڑپ اٹھا تھا۔ دل اس وقت خون کے آنسو رو رہا تھا۔ جاذب بنا دیر کیے زین کو اٹھا کر اس کی گاڑی کی طرف بھاگا تھا کیونکہ جاذب کی گاڑی خراب ہو چکی تھی۔

"زین آنکھیں نہیں بند کرنا۔ زین سن رہے ہو میری بات۔۔ آنکھیں نہیں بند کرنا۔!!" جاذب اسے آنکھیں بند کرتے دیکھ کر چیخا تھا۔ وہ اسے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے گاڑی ہاسپٹل کی طرف دوڑا رہا تھا۔

"زین مجھ سے بات کرو۔ زین دیکھو میری طرف۔!!" وہ آنسوؤں سے دھوندھلی ہوتی آنکھوں کو رگڑ کر زین کو جگانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جا۔۔ جاذب اپنی بہن سے کہنا کہ زین نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اور آج زین سالک اپنی بے خود محبت سے آمنہ زین کو آزاد کرتا ہے اور تم بھی ناراض ہو مجھ سے اس لیے اتنے دن زین یاد نہیں

آیا تمہیں۔۔؟" وہ پسینے سے شرابور تیز تیز سانس لیتے شکوہ بھری نظر جاذب پر ڈالی تھی۔۔ وہ اپنی کھلتی بند ہوتی آنکھوں سے بمشکل جاذب کو دیکھ رہا تھا۔۔

اسے آنکھیں بند کرتا دیکھ جاذب چلایا تھا۔۔

"زین آنکھیں کھول، زین دیکھ میری طرف۔۔ تمہیں کیا لگا میں تم سے ناراض تھا۔؟ نہیں زین۔۔ میں تو خود سے ناراض تھا، بھاگ رہا تھا خود سے پھر تیرا سامنا کیسے کر لیتا۔ دوست تو دل کا حصہ ہوتے ہیں اور تم میرے دل کا سب سے خاص حصہ ہو زین۔۔ مت کر زین ایسا دیکھ میری طرف، تیرے بغیر جاذب کی زندگی ادھوری ہے۔ مت چیٹنگ کر زین مجھ سے۔۔!!!!" آج جاذب رو رہا تھا اور بے تہاشا رو رہا تھا۔۔

گاڑی ہاسپٹل کے گیٹ پر رکی تھی زین کو ایمر جنسی میں آپریشن روم میں لے جایا جا رہا تھا اور وہ کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح وہیں بیٹج پر بیٹھتا چلا گیا تھا، زہن معوف تھا اور ہاتھ بالکل خالی۔۔ آدھے گھنٹے کے بعد دونوں فیملی ہاسپٹل کے کوریڈور میں موجود تھی، کوئی تسبیح پڑھ رہا تھا تو کوئی اللہ کے حضور سجدے میں گرا تھا۔ سب کے لب پر اس کی صحت کی دعا تھی۔۔ آمنہ پریر روم میں نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی تھی جب جاذب اس کے پاس پہنچا تھا۔۔

"گڑیا روؤ نہیں، وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اسے کچھ نہیں ہو گا انشاء اللہ۔۔ بس اسے مجھے ڈرانے کی عادت ہو گئی ہے، ٹھیک ہو جائے پھر بتاتا ہوں۔۔!!" وہ وہیں فرش پر بیٹھتے آمنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھے تسلی دے رہا تھا۔ وہ اسے رونے سے منع کرتے خود کے گرتے آنسوؤں اپنی شرٹ کی آستین سے بار بار صاف کر رہا تھا۔۔

"بھائی یہ جان کر انہوں نے کیا ہے۔۔؟ کیونکہ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ اب مجھے اپنی شکل نہیں دکھائینگے، مجھ سے دور چلے جائیں گے۔۔ وہ مجھے سزا دینا چاہ رہے ہیں، کیونکہ ناراض ہیں مجھ سے؛ میں نے بہت برا کیا ہے ان کے ساتھ۔۔ لیکن۔۔ مم۔۔ میں معافی مانگ لوں گی ان سے، بھائی ان سے کہیں کہ وہ آنکھیں کھولیں، آپ کی بات وہ ضرور مانیں گے بھائی۔۔!!" وہ جازب کے سینے سے لگی بے تہاشارو رہی تھی اور جازب اسے چپ کرواتے ہلکان ہوا تھا۔

یہ لمحہ بہت جان لیوا تھا، اسے اس کا احساس کب ہوا تھا۔؟ جب وہ اس سے دور چلا گیا تھا۔۔ آمنہ اس کے سینے سے لگی التجا کر رہی تھی اور جازب اس وقت خود بہت تکلیف میں تھا، زین کی باتیں بار بار زہن میں گھوم رہی تھی۔۔

"گڑیا اللہ سے مانگو کیونکہ وہی ہے سننے والا اور نوازنے والا بھی ہے۔ وہ بڑا رحیم و کریم ہے، وہ اپنے بندوں کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔!!" اس نے محبت سے اس کے سر پر بوسہ دے کر خود ڈاکٹر کے روم کی طرف بڑھا تھا جب منہا اس کے قریب آکر رکی تھی لیکن وہ اسے نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا تھا، وہ ساکت سی وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ڈاکٹر زین کیسا ہے اب۔۔؟" وہ بے تابی سے ڈاکٹر سے مخاطب تھا کیونکہ اس کا دل بہت پریشان تھا۔۔

"دیکھیں گولی ان کے دل سے ڈھائی انچ دور لگی تھی، ہم نے سرجری کر دی ہے، اب جب تک انہیں ہوش نہیں آجاتا تب تک کچھ کہا نہیں جاسکتا ہے۔۔؟"



ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں ڈٹیل دے رہے تھے۔۔۔ جازب ان سے کچھ دیر بات کر کے باہر آگیا تھا جہاں سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

"آپ لوگ ایک ایک کر کے جاسکتے ہیں زین کو دیکھنے کے لئے۔۔۔!!" وہ شکست خوردہ لہجے میں زین کو دیکھنے کے لئے بھیج رہا تھا۔۔۔ زین کو سرجری کے بعد روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔

سب کی آنکھیں نم تھیں اور وحشت ناک سناٹا پھیلا ہوا تھا، زین کی سرجری کو چوبیس گھنٹے ہو گئے تھے لیکن اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا، ہر آنکھ اشک بار تھی اور دل وسوسوں سے گھرا ہوا تھا۔۔۔ رات کا دو بج رہا تھا جب آمنہ ہمت کرتے اس دشمن جاں کو دیکھنے کا فیصلہ لیتے جازب سے پوچھ کر روم میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ جہاں وہ آنکھیں بند کیے لیٹا ہوا تھا، آمنہ کا دل اسے ایسے دیکھ کر کر لایا تھا اور آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر فرش پر گرا۔۔۔

زین کے سینے اور بازوؤں پر پٹی لگی ہوئی تھی سارا وجود مشینوں میں جکڑا ہوا تھا۔۔۔ اس نے اپنی بے قرار نظریں زین پر ٹکائے اس کے قریب جا کر اسٹول پر بیٹھی تھی۔۔۔ وہ ایک ٹک اسے دیکھتے ہوئے اپنے نرم ملائم ہاتھ میں اس کے نڈل لگے ہاتھوں کو احتیاط سے پکڑ کر نرمی سے سہلانے لگی۔۔۔

"زین سالک آنکھیں کھول کر دیکھیں آپ کے پاس خود چل کر آمنہ زین آئی ہے۔۔۔ میں جانتی ہوں کہ بہت شکایتیں ہونگی لیکن آپ ایک بار میری طرف دیکھیں تو سہی۔۔۔!!" وہ اس کے ہاتھوں کو نرمی سے سہلا رہی تھی، آنسوؤں ٹوٹ کر اس کی آنکھوں سے زین کے ہاتھ کی پشت پر گرے تھے۔۔۔

وہ آج اپنا آپ بھلائے اس کے لئے رو رہی تھی اگر وہ ہوش میں ہوتا تو اسے ایسے دیکھ کر پھر بے ہوش ہو جاتا۔

"زین نہیں کریں ایسا پلینز، اٹھیں یہاں سے زین۔!!" وہ اب شدت سے بے تہاشا روتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں سے لگا گئی تھی۔

شاید اس کی پکار کی شدت تھی یا اس کے لمس کی خوشبو تھی جو زین کو آنکھیں کھولنے پر مجبور کر گئی تھی۔

وہ جو بے تہاشا رو رہی تھی اس کے ہاتھوں کو ہلتے دیکھ کر اس کے پلکوں کی جنبش کو دیکھا۔  
آمنہ کا دل زور سے دھڑکا تھا تو کیا نیم غنودگی میں بھی اس کا رونا برداشت نہیں کر پایا تھا وہ۔؟ وہ خوشی سے اسے دیکھ رہی تھی، آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے عبایا کے دوپٹے میں جرب ہو رہے تھے، آج بھی آمنہ نے عبایا پہن رکھا تھا۔

زین دھیرے دھیرے اپنی پلکوں کو واں کیے اپنے داہنے طرف دیکھا۔  
اسے کچھ پل سمجھ نہیں آیا تھا لیکن جب زین بیدار ہوا تو آمنہ کو اپنے قریب بیٹھے دیکھ کر جھٹکا لگا تھا۔

وہ بے یقین سا اسے دیکھ رہا تھا جو اب شکر کے کلمات ادا کرتی بے تہاشا خوش نظر آرہی تھی۔  
"بھائی۔۔ بھائی انہیں ہوش آگیا۔!!" وہ دروازے سے سر نکال کر تقریباً چیخی تھی۔

ڈاکٹر کی پوری ٹیم نے اندر آتے ہی چیک اپ شروع کر دیا، آمنہ وہاں سے فوراً نکل کر شکرانے کے نفل پڑھنے کے لئے چلی گئی تھی۔ ڈاکٹر کے تسلی دیتے ہی سب لوگ اندر داخل ہوئے تھے۔

"میرا پیارا بیٹا۔!!" زین کی ماما اس کے پاس بیٹھتے بس ایک لفظ بولتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے روئیں تھیں۔۔

"ماما نہیں کریں، میں اب ٹھیک ہوں۔۔ اور آپ سب کی محبت اور دعا ساتھ تھی میرے۔!!" وہ نقاہت زدہ سا لیٹا ہوا انہیں چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ہماری بہو کی دعائیں سب سے زیادہ تمہارے ساتھ تھیں۔!!" وہ اب پرسکون تھیں مسکراتے ہوئے اس کے بالوں پر ایک بار پھر اپنے ہونٹ رکھے تھے۔۔

وہ آمنہ کے نام پر بنا کوئی ریکشن دیے آنکھیں موند گیا تھا۔۔

"مجھے بھی اپنے بیٹے سے ملنا ہے یار۔!!" سالک صاحب انہیں ہٹاتے خود ملنے لگے تھے اور پھر باری باری سب ملے لیکن جاذب جب سے روم میں داخل ہوا تھا تب سے وہیں دروازے کے پاس دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اور بس اسے گھورے جا رہا تھا۔

دونوں نے ایک دوسرے کو تھوڑی دیر تک دیکھا تھا پھر زین نے اپنے ہاتھوں کو اس کی طرف بڑھایا تھا،

جاذب چند قدم آگے بڑھا کر اس کے قریب آکر بیٹھتے ہوئے اس کے ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر ہلکا سا دبایا تھا۔۔

زین نے دیکھا تو اسے جاذب کی آنکھوں کے گوشے نم لگے تھے وہ مسکرایا تھا اپنے جگر کی اس محبت پر۔۔

"تم میرے لئے رو رہے ہو۔؟" زین کا لہجہ بھی بھیگا ہوا تھا۔۔

"تم سمجھتے ہو کہ صرف تم ہی گولیاں کھا سکتے ہو۔۔؟ تم بہت بہادر ہو۔۔؟ خبردار اگلی بار کوئی سخاوت کا سمندر امڑے تو میں خود تیری ٹانگیں توڑ کر گھر بٹھا دوں گا۔ وہ گولی مجھ پر چلی تھی، دشمن میرا تھا تو تمہیں بچ میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔۔؟" وہ بے نقت سنا رہا تھا اور زین مسکراہٹ روکتے ہوئے سب کچھ سن رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ بہت تکلیف سے گزرا ہے۔۔

"مسکرانا بند کر ورنہ دانت توڑ دوں گا۔!" جازب اپنے لفظوں سے غصہ ظاہر کر رہا تھا لیکن اس کے ہاتھ زین کے نڈل لگے ہاتھوں کو سہلا رہے تھے۔۔

"زین تم نے جو کچھ کہا کیا سچ میں تمہیں ایسا لگتا ہے۔۔؟" جازب اب اسے دیکھنے کے بجائے فرش کو گھورتے ہوئے اس سے باز پرس کر رہا تھا۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے جگر۔۔؟" سوال کے بدلے میں سوال آیا تھا۔۔

"زین میں اپنی بکھرتی زندگی سے بہت ٹوٹ گیا تھا اور پھر اچانک مجھے اپنا آپ ملا۔۔ دو چھوٹی بہنیں ملیں، مامو اور امی ملے۔۔ میں اپنے رشتے سمیٹ رہا تھا تجھ سے ناراض تو نہیں تھا۔۔؟ اور جہاں تک رہی بہن کی بات، تو مجھے تجھ سے اچھا بہنوئی چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔۔!!!" وہ زیر لب مسکرایا تھا۔۔

"زین میں جانتا ہوں کہ آمنہ تمہیں سمجھ نہیں پائی، اس نے بہت غلطیاں بھی کی ہیں کیونکہ اس نے اپنی زندگی میں بہت کچھ دیکھا ہے، باپ اور بھائی کے ساتھ نہیں ہونے سے اس نے اور میری فیملی نے بہت تکلیفیں اٹھائی ہے۔ تمہیں معلوم ہے زین کسی عورت کو اللہ محرم رشتے سے نوازتا ہے تو وہ اس کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں ہوتے، یہ رشتے وہ سائبان ہوتے ہیں جو انہیں ہر سرد و گرم سے



بچاتے ہیں۔۔!!" وہ کھویا کھویا سا اس درد کو محسوس کر رہا تھا جو اس کی ماں اور بہنوں نے جھیلیں تھیں۔۔

"وہ معصوم ہے زین، لیکن دنیا کی سختیوں نے اسے تمہیں سمجھنے نہیں دیا، لیکن میں نے اس کے چہرے پر جو دیکھا ہے وہ اگر تم دیکھ لو شاید تمہاری ساری شکایات دور ہو جائے۔۔!!" وہ اپنی بہن کی طرف داری کرتے کرتے اپنی آخری بات پر زیر لب مسکرایا تھا۔۔

زین جو اس کی بات سن رہا تھا اس کی آخری بات پر کچھ پل پہلے اس کے بے تہاشارونے کا منظر پوری شدت کے ساتھ اس کی نظروں کے سامنے گزرتے اسے بھی بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

"تم میرے دوست بن کر میرے سامنے بیٹھے ہو یا بہن کے بھائی۔۔؟ لیکن کان کھول کر سن لو جگر میں اتنی آسانی سے تمہاری باتوں میں نہیں آؤں گا۔۔!!" زین تکلیف سے آنکھیں بند کرتے ہوئے اسے بتا رہا تھا کہ وہ بنا اس کے منہ سے سنے یقین نہیں کرنے والا ہے۔۔

"میں اس وقت تمہارا سالا بن کر آیا ہوں۔۔!!" وہ بے ساختہ مسکرایا تھا۔۔

"دفع ہو جا؛ ویسے بھی مجھے نیند لگ رہی ہے۔۔!" زین اسے خونخوار نظروں سے گھورنے کے بعد نیند کے انجیکشن کی وجہ سے فوراً سو گیا تھا۔۔

اسے نیند میں جاتے دیکھ کر وہ روم سے باہر نکل آیا تھا اور سب کو تسلی دے کر گھر بھیجنے کی تیاری میں تھا۔۔

"پاپا آپ انکل اور آنٹی کو گھر لے کر جائیں، اس وقت ان کا زین کے بغیر تنہا رہنا خطرے سے خالی نہیں ہے، کیونکہ بھلے سے یہ اٹیک مجھ پر ہوا تھا لیکن اس وقت خطرہ پوری فیملی کو ہے اور جب تک مشن کمپلیٹ نہیں ہو جاتا اور زین ٹھیک نہیں ہو جاتا تب سب لوگ ایک ساتھ علی ہاؤس میں ہی رہیں گے۔ میں نے سکیورٹی سخت کر دی ہے اور ہاسپٹل میں بھی اسد رہے گا اس لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔!!" وہ انہیں تفصیل سے سمجھاتے ہوئے سب کو گھر بھیج رہا تھا۔

"جاذب میں نہیں جاؤنگا۔!!" جمال ملک نے اسے گھورتے ہوئے آگاہ کیا تھا۔

"ماموں آپ تو سمجھداری سے کام لیں، اس وقت آپ جیل سے فرار ہوئے قیدی ہیں۔ آپ گھر جائیں ماموں۔ ہمیں آپ کی بہت ضرورت ہے اور ہمارا اگلا مشن آپ کے بغیر ادھورا ہے۔!!" وہ جمال ملک کو گھر بھیجنے پر آمادہ کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ہم سب گھر جا رہے ہیں۔!!" گھر جانے کے لئے سبھی لوگ نکلنے لگے تھے جب آمنہ چپ چاپ کھڑی جاذب کا چہرہ آس بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ وہ اسے روک لے۔ اپنی بہن کی اس ادا پر وہ زیر لب مسکرایا تھا۔

"میرے دل کی ٹکڑا۔! جاؤ زین کے روم میں۔ اور ہاں سکیورٹی یہاں ہے پھر بھی خیال رکھنا، میں دو گھنٹے میں واپس آتا ہوں۔!!" وہ اسے اپنے بازوؤں میں لیے، اس کے سر پر مجبوم تک چھوڑ کر واپس اپنی امی کے پاس آیا تھا۔

"امی یہاں کسی کی ضرورت ہے پھر وہ زین کے نکاح میں ہے تو وہی رک جائے۔!!" وہ حرا بیگم کے سامنے جھکا صفائی پیش کر رہا تھا۔

اپنے بیٹے کے اس انداز پر وہ دل سے مسکرا رہی تھیں۔۔

"میرا بیٹا بہت سمجھدار ہے اور وہ اپنی بہنوں کا فیصلہ لے سکتا ہے۔۔!!" انہوں نے اس کی کشادہ پیشانی کو چوم کر اسے بڑے بھائی کا مان بخش گئیں تھیں۔۔

جاذب ایک بازو میں اپنی امی کو لیے دوسرے بازو میں اپنی ماما کو سمیٹے ہاسپٹل کی پارکنگ لاٹ تک پہنچا تھا۔۔

"جاذب۔۔! تم میں اور منہا میں کچھ ہوا ہے۔۔؟" جاذب کی ماما اپنے آگے دھیمے قدموں سے روشنی کے ساتھ چلتی منہا پر نظر ڈالتے جاذب سے مخاطب ہوئیں تھیں۔۔

"ماما آپ کی بہو کے دماغ کا اسکرو ڈھیلا ہو گیا ہے۔۔!!" وہ ان کی باتوں پر اپنے ہونٹوں کو بھینچے اپنی نظریں منہا کے وجود سے ہٹا گیا تھا لیکن اس کو کچھ کہنا گوارہ نہیں کیا تھا۔۔ ناراضگی دیکھانے کے اس انداز پر دونوں مائیں فدا ہوئی تھیں۔۔

"شازمہ نے کچھ اسے کہا ہے بیٹا، اور میں جانتی ہوں کہ وہ اپنی جلن اور نفرت میں کچھ اچھا تو نہیں کہہ سکتی۔۔ لیکن ہمیں اپنے بیٹے پر پورا یقین ہے کہ وہ سب کچھ سنبھال لیگا اور ہماری بہو کو بھی۔۔ کیوں حرا سہی کہاناں میں نے۔۔؟" وہ پرسوج انداز میں جاذب کو بتاتے ہوئے حرا بیگم کو بھی گھسیٹ گئیں تھیں۔۔

جاذب اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انہیں گاڑی میں بیٹھا کر خود وہاں سے چلا گیا تھا کیونکہ اس وقت سب سے ضروری اپنے اس دشمن تک پہنچنا تھا جس کی وجہ سے اس کا جگر ہاسپٹل کے بیڈ پر تھا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سر ہم سب کی زرا سا کوتاہی نے یہ سب کرا دیا ہے، ہمیں شک تو تھا لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ سکی انسان یہ بھی کروا سکتا ہے۔۔؟" صبح کے تین بجے وہ ہیڈ کوارٹر پہنچا تھا اور وہاں پوری ٹیم اکٹھا تھی؛ صرف آفیسر اسد نہیں تھے کیونکہ وہ زین کی حفاظت پر معمور تھے لیکن وہ بھی بلوٹو تھے کے زریعے پوری ٹیم سے کنیکٹیڈ تھے۔۔

"ظفر یہ ایک جال تھا، وہ صرف مجھ تک نہیں بلکہ پوری ٹیم تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہے، لیکن اب بس وقت آگیا ہے کہ ہم اسے چارہ ڈالیں اور جب وہ اس چارے کے لئے اپنی بل سے باہر آکر اپنا اصل چہرہ دنیا کو خود دکھائے۔۔۔ دھیان رہے الیکشن میں دو دن بچا ہوا ہے اور اس وقت اسے باہر نکالنا کافی آسان ہے۔۔ لیکن ہمیں پھر بھی ہر قدم بڑے احتیاط سے اٹھانا ہے۔۔!!!" وہ اب اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے بالکل تیار تھے۔۔

"ہم وطن کے محافظ اپنے سر پر کفن باندھ کر نکلتے ہیں یہ بات اگر سبھی لوگ سمجھ لیں تو کبھی کوئی وطن کے محافظوں سے ٹکرانے کی غلطی نہیں کریگا۔۔!!" جازب کے چہرے کے تاثرات وطن کی محبت سے لبریز دکھائی دیے تھے۔۔

"تارا بائی کا گینگ دو دن سے پھر اکیٹو ہے، سر وہ لوگ بھابھی جی کو ڈھونڈنے میں لگے ہوئے ہیں اور بھابھی جی کی رشتے دار عورت جو ان کو وہاں لے کر گئیں تھیں وہ بھی اس وقت انہیں کے ساتھ ہیں۔۔!!" آفیسر ظفر اپنی نظریں جھکائے منہا کو ڈھونڈنے والی بات سے آگاہ کر رہا تھا۔ جازب حیران نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس پوری ٹیم کی نظروں سے کچھ بھی او جھل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہی ایک سب سے بڑی خاصیت تھی۔۔



"انشاء اللہ بس چوبیس گھنٹے میں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا وطن کی سر زمین پاک ہو جائے گی۔!!" وہ جوش سے ان کا جذبہ جگا رہا تھا۔

"یس سر۔!!" سب نے ہم آواز ہو کر اس کا جواب دیا تھا۔ وہ اب پلان ترتیب دے رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آمنہ روم میں داخل ہو کر اس کے قریب ہی بیٹھ گئی تھی، وہ دوا کے زیر اثر بے خبر سو رہا تھا۔ گولی لگنے کی وجہ سے چہرے کی شادابی معدوم تھی لیکن پھر بھی وہ سوتے ہوئے اتنا ڈیسنٹ اور پیارا لگ رہا تھا کہ آمنہ ایک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھی۔

وہ ہاسپٹل کے ڈریس میں تھا، بال بے ترتیب سے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے، عنابی ہونٹ ایک دوسرے میں پیوست تھے، مضبوط کثرتی بازوں میں نڈل لگی ہوئی تھی۔

وہ اس کے اتنے قریب تھی کہ اگر وہ دیکھ لیتا تو یقین کرنا مشکل ہو جاتا۔ آمنہ ابھی بھی نقاب کی طرح دوپٹہ سے پیشانی اور ناک تک ڈھکے ہوئے تھی صرف خوبصورت آنکھیں اور خمدار پلکیں ہی دکھائی دے رہی تھیں۔ کیونکہ ہر ایک گھنٹے پر میل یا فیمیل نرس چیک اپ کے لئے آرہے تھے۔

"کاش۔۔ کاش زین کی میں نے آپ کی قدر کی ہوتی۔؟ لیکن میں نے تو شاید غلطی نہیں گناہوں کی مرتکب ہوں، میں نے اپنے شوہر کو ناراض رکھا ہے۔! اور امی کہتی ہیں کہ جو بیوی شوہر کو ناراض کرے اس پر لعنت برستی ہے۔!!" وہ زین کے ہاتھوں کو محبت سے سہلاتے ہوئے اس کو سویا ہوا جان کر اس سے باتیں کر رہی تھی۔

"مجھے آپ کی چمکتی آنکھوں نے اپنا قیدی بنا لیا، آپ جس طرح میری حفاظت کرتے ہوئے آئیں ہیں مجھے اس انداز نے اپنا اسیر کر لیا ہے، آپ کا میرے لئے اپنی نظریں جھکانے والے انداز نے دل کو جکڑ لیا ہے۔۔ آپ کو معلوم ہے میں اپنی پوری زندگی اس سحر سے آزاد نہیں ہونا چاہتی۔۔ میں ہمیشہ آپ کی قید میں رہنا چاہتی ہوں۔۔!!" وہ پاکیزہ لڑکی اپنے محرم سے آج اظہار محبت کر رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے اشک ٹوٹ کر زین کے ہاتھ کی پشت پر گرے تھے۔۔

جب آمنہ اس کے پاس بیٹھی تھی تبھی اس کی نیند ٹوٹ گئی تھی، ایک مسحور کن خوشبو نے جب اسے اپنے سحر میں جکڑا تھا تبھی وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی دشمن جاں اس کے قریب ترین بیٹھی ہے لیکن اس نے اپنی آنکھیں نہیں کھولیں، وہ اسے محسوس کر رہا تھا۔ وہ اپنی آنکھیں کھول کر اسے شرمندہ نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ جو دل کے مکین بنتے ہیں انہیں دل میں بسایا جاتا ہے انہیں بے عزت نہیں کیا جاتا۔۔

وہ اس کے ہاتھوں کو ہولے ہولے چھو رہی تھی، جیسے اپنے دل کو سکون دے رہی ہو۔۔ کی ہاں یہ خوبرو شخص میرا ہے۔۔ یہ احساس ہی اسے سکون بخش گیا تھا۔۔ وہ آنکھوں کی جھری سے اسے دیکھتے ہوئے اپنے دل میں بسا رہا تھا۔ اسے یقین کرنے میں مشکل تو آئی تھی لیکن پھر اس کے اظہار نے یقین کروا دیا تھا کہ اس کے عشق کی جلتی آگ نے اسے بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔۔

وہ اسے بے تہاشا روتے ہوئے دیکھ کر بے چین ہوا تھا اس لیے اس نے دھیرے دھیرے اپنی پلکیں واں کی تھیں کہ وہ یہ سمجھے کہ وہ ابھی اٹھا ہے۔۔

اسے آنکھیں کھولتے ہوئے دیکھ کر آمنہ نے جلدی سے اپنے آنسوؤں کو اپنی ہتھیلی کی پشت سے رگڑ کر صاف کیا تھا اور اس کے ہاتھوں کو چھوڑ کر کھڑی ہوئی۔

"آ۔۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے اب۔۔؟" اس نے اپنے انگلیوں کو آپس میں بے دردی سے مروڑتے ہوئے اس سے احوال پوچھ رہی تھی۔

زین نے بنا اسے دیکھے اور جواب دیے اپنا منہ پھیر لیا تھا کیونکہ اسے ستانے کا اتنا سا حق تو وہ رکھتا ہی تھا۔

رخ نہ موڑو ہم سے

دے لو سزا گر مجرم ہیں

تیری نگاہ میں

جانے اور کتنے آئیں گے

الزام ہم پہ وفا کی راہ میں

ہم سے ہماری اذیت نہ پوچھو

تجھ سے ہی دور ہو رہے ہیں

تیری ہی چاہ میں (ہادیہ ملک)

وہ زین کے اس انداز کو دیکھتے ہوئے آنکھوں میں آنسوؤں کے جھلملاتے موتیوں کو لب بھینچ کر گرنے سے روک رہی تھی لیکن پھر بھی وہ رخسار پر پھسلتے چلے گئے تھے۔

وہ اس کی بے رخی سہہ نہیں پا رہی تھی۔

"مم۔۔۔ میں باہر چلی جاتی ہوں۔۔۔!!" اس کی بے روخی پر وہ دل برداشتہ ہو کر باہر جانے کے لئے مڑی تھی۔۔

"واہ مسز واہ۔۔! اپنی مرتبہ میدان چھوڑ کر بھاگ رہی ہیں آپ۔۔ آپ ایک بار میری کھلی آنکھوں کے سامنے مجھ سے بات تو کریں لیکن نہیں، جب تک آنکھیں بند کر کے پڑا تھا تو اتنی محبت جتا رہی تھیں اور اب تھوڑی سی بے رخی کیا دکھائی چھوڑ کر جانے کی بات کرنے لگیں۔۔!!!" وہ اسے جاتا ہوا دیکھ کر اس سے دل میں مخاطب ہوا تھا۔۔

ایک پل کے لئے اس کے ڈرے سہمے انداز پر زین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آکر معدوم ہوئی تھی۔۔ "کیا جازب نے آپ سے کہا تھا کہ رات میں آپ باہر نکلیں۔۔؟" وہ اسے روک بھی رہا تھا تو کس انداز میں۔۔

آمنہ روم کا دروازہ ابھی کھولنے جا رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے سے زین کی بھاری گمبھیر آواز سنائی دی تھی۔ آمنہ کے بڑھتے ہاتھ وہیں ساکت ہوئے تھے۔۔ "آہہہ۔۔۔!"

وہ اپنے بازوؤں کو ہلانے کی کوشش کی تھی جب اس کے منہ سے کراہ نکلی تھی۔ آمنہ پیچھے مڑتے دوڑ کر اس کے پاس پہنچی تھی۔۔

"کلک۔۔ کیا ہوا۔۔؟ درد ہو رہا ہے۔۔؟ ڈاکٹر کو بلاؤں۔۔؟" اسے کراہتے ہوئے دیکھ کر حواس باختہ سی اس کے پاس آکر کھڑی ہوئی تھی۔۔ چہرے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔۔



"میں ٹھیک ہوں اور آپ کو میرے لئے تو بالکل پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ کیونکہ غیر لوگوں کے لئے پریشان ہونا آپ کو زیب نہیں دیتا۔!!" وہ طنزیہ انداز میں اس کی پیچھے کی جانے والی غلطی بتا رہا تھا اور آمنہ شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتی جا رہی تھی۔۔

"آپ ایک بار میری بات سن لیں۔۔ مجھے ایک موقع تو دیں۔!!" وہ روہان سے انداز میں اپنے لب کچلتے ہوئے اس سے زندگی میں پہلی بار اتنے اچھے انداز میں پیش آرہی تھی۔۔

وہ حیرانگی سے آمنہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔۔

وہ ابھی کچھ اسے کہتی کہ دروازہ ناک ہوا تھا اور کچھ پل کے بعد ایک میل اور ایک فیمل نرس اندر داخل ہوئے تھے۔۔

آمنہ انہیں دیکھتے ہی اپنے نقاب کو ٹھیک کرتے ہوئے چند قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔ ہاسپٹل میں اس نے ابھی تک اپنا چہرہ نہیں دکھایا تھا بلکہ ہمیشہ دوپٹے سے کور کر رکھا تھا۔۔

"سر ڈرپ میں دوا ڈالنی ہے ڈاکٹر نے کہا ہے۔!!" وہ یونیفارم پہنے چہرے کو ماسک سے ڈھکے اب زین کی ڈرپ میں انجیکشن ڈال رہا تھا۔۔

زین اس کی بات پر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آمنہ کو ایک نظر دیکھا تھا جو اس کے پیروں کے پاس کھڑی تھی۔۔

ڈرپ میں انجیکشن پڑتے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا۔۔

## خوشخبری رائٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

**Prime Urdu Novels Publications**

**Whatsapp : 03335586927**

**Email : aatish2kx@gmail.com**

"کیا ڈالا ہے تم نے۔۔؟" زین نے دوسرے ہاتھ سے جھپٹ کر اپنی نڈل نکالی تھی کیونکہ اسے کچھ عجیب محسوس ہوا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھنا چاہ رہا تھا لیکن سرجری کو صرف چوبیس گھنٹے ہوئے تھے اس لئے وہ اٹھ نہیں پا رہا تھا۔

آمنہ اسے اس طرح کرتے دیکھ حواس باختہ سی آگے بڑھی تھی جب نرس نے پیچھے سے اس کے کندھے پر انجیکشن مارا تھا جب وہ زین کے بیڈ پر اسے کے پیروں کے پاس منہ کے بل گری تھی۔۔  
 "آمنہ۔۔!" زین اسے گرتے ہوئے دیکھ کر تڑپتے ہوئے پکارا تھا لیکن چند سیکنڈ میں دونوں ہی حوش و حواس سے بیگانہ ہو گئے تھے۔۔

"ایم جے کی نظر سے کوئی دشمن آج تک بچ نہیں پایا ہے تو پھر اب کیسے بچ جاتے۔۔!!" وہ لڑکا پھنکارتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔  
 وہ کھڑکی کے راستے سے لے کر انہیں غائب ہوئے تھے اور آگے آفیسر اسد اپنی ڈیوٹی پر معمور تھے لیکن وہ نہیں جان پائے تھے کہ نرس کے گیٹ اپ میں دشمن ان پر حاوی ہو چکا ہے۔۔  
 جب تک انہیں پتہ لگا تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔۔ جازب اور اُسکی پوری ٹیم نے چپہ چپہ چھان مارا لیک کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔۔ یہاں تک کہ رات سے پھر شام ہو گئی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نجانے کتنے گھنٹے ہو چکے تھے جب زین نے دھیرے دھیرے اپنی پلکوں کو وا کیے اپنی پوزیشن سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا جب اسے رات کا واقعہ اس کے ذہن کے پردے پر گھوم گیا تھا۔۔ اسے آمنہ یاد آئی تھی۔۔ زین کو کچھ غلط ہونے کا احساس تو تبھی ہو گیا تھا۔  
 "آمنہ۔۔۔ آمنہ۔۔!!"

یہ بالکل چھوٹا سا کمرہ تھا جہاں نا کوئی روشن دان تھا اور نہ ہی روشنی تھی، ہر طرف اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔۔ درد سے اس کا جسم نثار ہوا تھا لیکن پھر بھی وہ آمنہ کو پکار رہا تھا۔۔

اس کا دل کانپ رہا تھا آمنہ کو اپنے سامنے نہ پا کر۔۔ وہ دیوانوں کی طرح اپنا پیر ادھر ادھر مار رہا تھا کیونکہ ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔۔

"آمنہ۔۔!" وہ اپنے لہجے کی تڑپ کو کم نہیں کر پا رہا تھا، جب اس کی پلکیں نم ہوئی تھیں۔۔

"آہ۔۔!!" وہ آنکھیں پھاڑے اس اندھیرے میں اپنی زندگی ڈھونڈ رہا تھا جب اسے اپنے پیروں کے پاس سے کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی تھی۔۔

"آمنہ۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔۔؟" وہ دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔ آمنہ کی آواز پر اس کا دل کچھ پر سکون ہوا تھا۔۔

"زین۔۔ زین۔۔!!" اپنی زندگی کے ہونٹوں سے ادا ہونے والے اپنے نام پر وہ ساکت ہوا تھا کیونکہ جاگتی آنکھوں سے وہ اسے اپنے لیے تڑپتے دیکھ سکتا تھا۔۔

اس کے لہجے کی تڑپ بتا رہی تھی کہ یہ نام اب اس کے لئے بہت خاص ہے۔۔

وہ اندھیرے میں ہی اٹھ کر کھسکتے ہوئے اس کے پاس آئی تھی۔۔ اس کے بھی ہاتھ رسیوں سے پیچھے کو بندھے ہوئے تھے۔۔

"آپ ٹھیک تو ہیں۔۔؟" اس وقت زین اپنی ناراضگی بھولے اس کی فکر میں مبتلا تھا۔۔

پورا روم گرد اور مٹی سے اٹا ہوا تھا، آمنہ ابھی بھی ہاسپٹل والے انداز میں تھی۔۔ نقاب پہنے ہوئے اور اس کے ساتھ دوپٹہ اور چہرہ پر نوز پیس تھی۔۔ لیکن گرد کی وجہ سے اس کی سانسیں بھاری ہوئی تھی۔ وہ بولنا چاہ رہی تھی لیکن دشواری ہو رہی تھی۔۔

"زین مجھے افناہٹ ہو رہی ہے۔۔!!" وہ بمشکل اس کے قریب پہنچ کر اسے بتا رہی تھی۔۔



"یہاں میرے قریب آئیں۔!!" وہ خود اٹھ نہیں پا رہا تھا اس لیے اسے اپنے اور قریب بلا رہا تھا۔  
آمنہ خود کو گھسیٹتے ہوئے اس کے اتنے قریب جا کر بیٹھی تھی کہ زین کی گرم سانسیں اس کی پیشانی پر محسوس ہو رہی تھی۔

"اگر یہ وقت ایسا نہیں ہوتا تو میں یہ کبھی نہیں کرتا، لیکن اس وقت مجھے اجازت دیں آمنہ کہ میں آپ کے چہرے سے یہ نوز پیس ہٹا سکوں، اس سے آپ کو اچھا فیل ہو گا۔!!!" اندھیرے میں ہی دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے جب زین کی گمبھیر آواز نے آمنہ کے دل میں ہلچل مچا دی تھی۔

اس کے اجازت مانگنے پر وہ فدا ہوئی تھی اور فدا ہونا تو بنتا تھا۔ کون ایسا مرد ہو گا جو اپنی محرم سے بھی اجازت لے وہ بھی آج کے دور میں۔۔ جب مرد خود کو حاکم سمجھتے ہوں۔۔  
وہ اجازت کے انداز میں اپنے چہرے کو اس کے اور قریب کر گئی تھی۔ زین اجازت کے اس انداز پر مسکرایا تھا۔  
وہ آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی جب زین کے ہونٹوں کا لمس اپنے گال کے پاس محسوس کیا تھا، اس کی دل ایک بارگی زور سے دھڑکا تھا۔

وہ اپنے چہرے کو قریب کیے اس کے چہرے سے نوز پیس اپنے ہونٹوں کی مدد سے ہٹا رہا تھا۔ دو تین بار کوشش کرنے کے بعد اس کی نوز پیس کو چہرے سے ہٹانے میں کامیاب ہوا تھا۔  
اندھیرے سے اب آنکھیں مانوس ہو گئیں تھیں جب وہ اپنے چہرے کو کچھ پیچھے کیے اس کے چہرے کے ہر نقوش کو بے تابی سے اپنے دل میں اتار رہا تھا۔

کیا وقت تھا کہ نکاح کے وقت بھی اپنی محرم کا چاند سا چہرہ نہیں دیکھا تھا لیکن آج وہ خود اس کے چہرے پر سے نوز پیس ہٹا کر نظروں کی پہلی مہر لگائی تھی۔

وہ آنکھیں بند کیے بھی اس کی نظروں کے ارتکاز کو خود پر محسوس کر سکتی تھی۔ لیکن جیسے ہی اس نے اپنی آنکھیں وا کی تھی وہ زین کو دوسرے طرف دیکھتے پا کر شرمندہ ہوئی تھی۔

"اب کیسا فیل کر رہیں ہیں آپ۔۔؟" وہ ابھی بھی صرف اس کا حال جاننا چاہ رہا تھا۔

آمنہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے تسلی دی تھی اور خود اس کے قریب ہی بیٹھ گئی تھی۔

"یہ لوگ کون ہیں۔۔؟ اور ہمیں یہاں کیوں لائے ہیں۔۔؟ اور آپ کو اس طرح ہاتھ پیچھے کر کے

بیٹھنے سے بہت درد ہو رہا ہو گا۔۔؟" وہ اب اس کے چہرے پر پھیلے درد کو دیکھ کر پریشان ہوئی تھی۔

"میں آپ کے ساتھ ہوں آمنہ، آپ کو ان سے یا کسی سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ جب

تک میں زندہ ہوں آپ کو ایک گرم ہوا بھی چھو کر نہیں گزر سکتی۔۔!!" وہ آج پھر اسے تحفظ کا وہ

مان بخش گیا تھا جو اسے اللہ کے حضور سجدے میں گرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔

"مجھے آپ پر اور اپنے رب پر کامل یقین ہے کہ وہ مجھے کبھی گرنے نہیں دیگا، جیسے آج تک میری

حفاظت اس رب نے آپ سے کروائی ہے اور آپ کو میرا محرم بنایا ہے۔۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی آ

نہیں ہے کہ آپ میرے لئے بہتر نہیں بلکہ بہترین ہیں۔۔!!" وہ شکر کے انداز میں ایک بار اپنی خمدار

پلکوں کو اٹھا کر جھکائی تھی۔

زین کو اپنا دل ان پلکوں میں اٹکا محسوس ہوا تھا۔

انہیں وقت کا احساس نہیں ہوا تھا لیکن وہ دونوں ایک ساتھ تھے یہی انہیں پرسکون رکھنے کے لئے کافی تھا۔

"معلوم نہیں ہم کہاں ہیں۔۔؟ آگے کیا ہو گا مجھے یہ بھی نہیں پتہ ہے لیکن آج آپ میری بات سن لیں، شاید یہ مہلت دی ہے اللہ نے مجھے۔۔ آپ میری بات سنیں گے نا۔۔؟" وہ آس بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی اور زین اس آس کو کیسے توڑ دیتا۔

اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے اجازت دی تھی۔

"جب سے اپنے حوش سنبھالا تب سے امی کو پریشان دیکھا، ہر چھ ماہ پر گھر تبدیل کرتی تھیں امی، اور اس وجہ سے ہمیں نئے نئے لوگوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لیکن یہ سامنا تب مشکل ہوتا تھا جب وہاں لوگ ہمیں گندی نظروں سے دیکھتے تھے کیونکہ انہیں معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے ساتھ کوئی مرد نہیں ہے۔۔!!!" وہ کھوئے کھوئے لہجے میں اپنے ماضی کا ورق آج اس کے سامنے پلٹ رہی تھی۔

زین اپنا چکراتے سر کو دیوار سے ٹکا کر اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھ رہا تھا۔

"مردوں کے ایسے روپ دیکھ کر میں ہر مرد کو ویسا ہی سمجھنے لگی، نفرت سی ہو گئی مجھے مرد ذات سے۔ لیکن ایک مشکل وقت میں مجھے بچانے ایک شہزادہ آیا جو تھا تو اسی دنیا کا لیکن دل سب سے الگ تھا۔ مجھے لگا کہ وہ سب کی طرح ہو گا اس لئے نفرت کا پرچم لہراتے ہوئے میں اسے کبھی سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی، جو شاید زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔۔!!!" وہ اس کے دل موہ لینے والے انداز پر ساکت ہوا تھا۔

اپنی غلطی کے اطراف کا یہ کون سا انداز تھا زین سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"آپ کو معلوم ہے جب ہر جگہ آپ میری حفاظت کرتے تھے، جب میرے لئے پریشان ہوتے تھے تو مجھے لگتا تھا کہ یہ صرف ایک دکھاوا ہے، ایک بھرم ہے جو کچھ پل بعد ٹوٹ جائے گا۔ لیکن میں غلط تھی وہ ہاتھ میرے لئے ہمیشہ تحفظ کا احساس دلانے آگے بڑھے۔ مجھے گرنے سے بچانے کے لیے بڑھے، میرے سر پر چادر ڈالنے کے لئے آگے بڑھے، لیکن میں نے اس خلوص بھرے ہاتھوں کو جھٹک دیا، اپنے لیے اس چمکتی آنکھوں کو ماند کر دیا۔!!"

وہ اب کی بار بے تہاشا روئی تھی۔

"مجھے آج اعتراف کرنے دیں کہ زین سالک نے آمنہ زین کو دل کی اس جنگ میں ہرا کر دل کی بازی خود جیت لی اور آمنہ زین اس ہار کو تسلیم کرتے ہوئے بہت خوش ہے۔!!" وہ اب کی بار مسکرائی تھی اور اس کی یہ جان لیوا مسکراہٹ میں زین نے اپنا دل اٹکتا محسوس کیا تھا۔

"آمنہ زین کو اپنی غلطیوں کا بخوبی علم ہے، اس لیے آمنہ زین اپنے پورے حوش و حواس میں زین سالک سے معافی مانگتی ہے، چاہیں تو معاف کر دیں، چاہیں تو سزا دے لیں۔ لیکن وہ اس سے دور جانے کی بات کبھی ناں کریں۔!!!" معافی کے اس لفظ پر زین کا دل عیش عیش کر اٹھا تھا۔ اس کے نام کو آمنہ نے کتنے شان سے اپنے نام کے ساتھ جوڑا تھا وہ اس کے اس انداز پر فدا ہوا تھا۔ وہ بغور اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا جب وہ اس کی حرکت پر کچھ پل کے لئے ساکت ہوا تھا۔

آمنہ ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے معافی مانگنے کے انداز میں اپنے سر کو زین کے پیروں کے پاس جھکا رہی تھی۔



"آمنہ۔۔! خبردار آپ نے ایسا کیا تو۔۔؟ میں سچ میں آپ کو کبھی معاف نہیں کرونگا۔۔!!" وہ دھاڑا اٹھا تھا۔۔ اسے ایسا کرتے دیکھ زین کی سانسیں کچھ پل کے لئے تھم گئیں تھیں۔۔

دھاڑنے کی وجہ سے اس کے زخم سے خون رس کر زین کی شرٹ پر اپنا نشان چھوڑ رہا تھا۔۔ آمنہ نے فوراً سر اٹھایا تھا اور خون دیکھ کر پریشانی سے اس کے پیچھے جاتے اس کے بندھے ہاتھوں پر جھکی تھی۔۔

زین جب تک کچھ سمجھتا وہ جھکی تھی اور اپنے دانتوں سے اس کی رسی کو کھولنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔ اور تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ کامیاب بھی ہو گئی تھی۔۔

زین اپنے ہاتھوں پر رسی کو ڈھیلی پڑتے دیکھ کر تھوڑی سی کوشش کی تھی اور وہ اس سے آزاد ہو گیا تھا، وہ اب جلدی جلدی آمنہ کے ہاتھوں کو کھول رہا تھا۔۔

"یہ کیا کرنے جا رہی تھیں آپ۔۔؟ میں تو کبھی نہیں چاہونگا کہ آپ اس طرح اللہ کے سوا کسی کے بھی سامنے جھکیں، یہاں تک کہ معافی مانگنے کے لیے بھی نہیں۔۔ سنا آپ نے۔۔۔ آمنہ زین۔۔! زین سالک کے دل کی واحد ملکہ ہے۔۔!!" وہ اس کے چہرے کے گرد اپنے ہاتھوں کا پیالہ بنائے اسے معتبر کر رہا تھا۔۔

آمنہ اس خوب رو شخص کا چہرہ دیکھ رہی تھی جو اسے خود سے معافی بھی نہیں مانگنے دے رہا تھا۔۔

"آپ کو سزا چاہیے تو میں آپ کو سزا سناتا ہوں۔۔!!" وہ اب اس کی پلکوں کو اپنے انگلیوں کے پوروں سے سہلاتے ہوئے اس کی دھڑکن ساکت کر گیا تھا۔۔

"آپ اس دل میں رہتیں ہیں آمنہ، وعدہ کریں کہ آپ اس دل سے کبھی دور نہیں جائیں گی۔۔ آپ کی یہی سزا ہے کہ آپ مجھ پر کیے اس یقین کو کبھی کم نہیں ہونے دیں گی۔!!" وہ اس کی پیشانی کو جھک کر استحقاق سے چومتے ہوئے اس کو خود میں بھینچ گیا تھا۔

آمنہ اس کے سینے میں چہرہ دیے بے تہاشا رو رہی تھی اور زین اس کے سر کو سہلاتے ہوئے چپ کروا رہا تھا۔ لیکن یہ درد نہ جانے کتنے سالوں کا تھا جو اس کا مہربان کندھا پاتے ہی آنسوؤں کی صورت میں پھوٹ نکلا تھا۔

"زین سالک کی بیوی زین سالک سے بہت محبت کرتی ہے۔!!" آمنہ اپنے محرم کے سینے میں سر دیے سو سو کرتے ہوئے اپنے شوہر سے اظہار محبت کر رہی تھی۔

زین نے مسکراتے ہوئے اس کے سپنج چہرے کو اپنے سامنے کیے محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا اور انگلیوں کی پوروں سے اس کے آنسو صاف کیے۔

"اور آمنہ زین کا شوہر آمنہ زین سے عشق کرتا ہے۔!!" یہ خوبصورت گمبھیر آواز آمنہ کا دل دھڑکا گئی تھی۔

محبت کے اس اظہار پر اس اندھیری کو ٹھہری کا ہر زرہ اپنے آپ کو بہت خوش نصیب سمجھ رہا تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا بھلا ہر زرہ کا ایسا نصیب نہیں ہوتا۔

اس کے اظہار پر زین کا دل شاد ہوا تھا۔ وہ سرشار سا جھکا تھا اور اس نے محبت سے اس کی گھنیری پلکوں پر اپنے ہونٹوں کا لمس بخشا تھا۔

اچانک کسی کے زور زور سے بولنے اور چیخنے کی آوازوں کے ساتھ ساتھ پیروں کی چاپ سنائی دی تھی۔۔

دونوں چوکنا ہوئے تھے۔۔ آمنہ جلدی سے اپنے چہرے کو ڈھک کر زین کے بازو سے لگی تھی۔۔  
 "آمنہ آپ میرے پیچھے آئیں اور ہاتھ کو ویسے ہی پیچھے رکھیں جیسے ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے تھے،  
 انہیں پتہ نہیں چلنا چاہیے کہ ہم نے اپنے ہاتھ کھول دیے ہیں۔ کیونکہ یہ ہمارے لئے آگے بہت کام  
 دے سکتا ہے۔۔!!!" زین اسے اپنے پیچھے چھپائے ہدایت دیتے ہوئے خود بھی اپنے ہاتھ پیچھے کر گیا  
 تھا۔۔

آوازیں پاس آتی گئیں اور زوردار دھماکہ کے ساتھ دروازہ کھلا اور کسی کو انہوں نے زور سے دھکیلا  
 تھا جس سے وہ منہ کے بل ان کے سامنے گری تھی، دونوں ہی اس وجود کو دیکھ کر ساکت ہوئے  
 تھے۔۔

★★★★★★

"تم بڑی ہی ڈھیٹ اور بے شرم ہو، تمہیں اس کی بے روخی دکھائی نہیں دے رہی۔۔ چچ۔۔ کیسے  
 دکھائی دیگی۔۔؟ کیونکہ تم دیکھنا ہی نہیں چاہتی لیکن اسے میں دکھائی ضرور دے رہی ہوں۔۔!!!" ناشتہ  
 کرنے کے بعد منہا کچن میں پانی لینے آئی تھی جب شازمہ کی زہر میں ڈوبی آواز ایک بار پھر اس کے  
 دل کی دنیا اتھل پتھل کر دی تھی۔۔

"جانا چاہتی ہو تو اس سے زیادہ اچھا موقع تو تمہیں کبھی نہیں ملے گا، تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ زین اور آمنہ کو کسی نے کڈنیپ کر لیا ہے اس لیے جازب تو گھر نہیں آئے گا اور گھر کے باقی افراد ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہیں۔۔۔ یہ اچھا موقع ہے نکل جاؤ اس کی زندگی سے، ورنہ وہ تمہیں بے عزت کر کے نکالے گا۔۔۔!!!" وہ منہا کا برین واش کرنے میں کچھ حد تک کامیاب ہو گئی تھی۔۔۔

"میں بوجھ ہوں اور وہ اس بوجھ کو اٹھانے پر مجبور ہیں۔۔۔ لیکن بس اب اور نہیں۔۔۔!!" وہ دل میں عہد باندھ کر بنا کوئی تاثر دیے ہی گھر سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔۔

"میں آپ کی زندگی سے بہت دور جا رہی ہوں جازب، مجھے نہیں معلوم کہ اس بھری دنیا میں میرے لئے کوئی جگہ ہے یا نہیں۔۔۔؟ لیکن میں جا رہی ہوں۔۔۔ آپ نے کبھی مجھے کوئی تکلیف نہیں دی لیکن آج میں شاید یہ گناہ کرنے جا رہی ہوں کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ ہمدردی آپ کے گلے پڑے۔۔۔!!!" وہ اپنی نظروں میں جازب کا چہرہ بسائے گھر کی دہلیز پار کر گئی تھی۔۔۔

شاید اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ گھر کی دہلیز کن حالات میں بھی لڑکیاں پار کریں وہ ان کے حق میں کبھی بھی بہتر نہیں ہوتا ہے۔۔۔

اس کی آنکھوں سے ایک آنسو بھی نہیں گرا تھا بس وہ چلتی چلی جا رہی تھی، اس کی آنکھوں کے سامنے خود سے پیش آنے والے جازب کا ایک ایک انداز گزر رہا تھا۔۔۔

دن کا گیارہ بج رہا تھا وہ سڑک پر چلتی چلی جا رہی تھی، جہاں سے وہ گزر رہی تھی وہاں روڈ بالکل سنسان تھا، چلتے چلتے اسے زور سے ٹھوکر لگی تھی، وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گری تھی، لیکن اسے زخم



کا احساس تک نہیں ہوا تھا اس کو اب جاذب کا اس دن کا رویہ یاد آیا تھا جب اس نے دوسری شادی کی بات کی تھی۔۔۔

"تو کیا انہیں میری بات اور انداز برا لگا تھا اس لیے اس دن ان کا رویہ ایسا تھا۔۔۔ لیکن انہوں نے کبھی مجھ سے نہیں کہا کہ میں ان کے لیے خاص ہوں، جاذب کی آنکھوں میں؛ میں نے خود کے لئے ایک جذبہ دیکھا ہے اور میری نظر کبھی دھوکہ نہیں کھا سکتی ہے۔۔۔!!!" یہ خیال آتے ہی وہ خوشی سے جھوم اٹھی تھی۔۔۔ چہرہ شدت سے لال ہوا تھا، وہ ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے وہاں سے اٹھی تھی۔۔۔

"آپ نے کبھی مجھے کہا نہیں تو کیا ہوا، اب مسز جاذب عرفان علی خود کہلوا دے گی۔۔۔ ہاں ایسا ہی ہوگا اور مجھے اپنے ظالم علی کو کسی کو نہیں دینا۔۔۔ بلکل بھی نہیں۔۔۔!!!" وہ بے ساختہ مسکراتے ہوئے وہاں سے اب گھر جانے والے راستے پر گامزن ہوئی تھی لیکن شاید دیر ہو چکی تھی۔۔۔

ایک بلیک کلر کی گاڑی اس کے پاس آکر رکی تھی اور جب تک وہ کچھ سمجھتی تب تک وہ لوگ اسے دبوچ کر گاڑی میں ڈالتے فرار ہوئے تھے۔۔۔

اور کچھ گھنٹوں کے بعد اسے ایک عجیب سی جگہ لا کر گھسیٹتے ہوئے ایک کمرے میں پھینک دیا تھا۔۔۔

"اوائے کالے ریچھ، بندر کی شکل والے میرا ہاتھ کھول کر دیکھ تیرے گوشت کی چٹنی میں اپنے ہاتھوں سے سیل بٹے پر پیسوں کی۔۔۔ مجھے اس طرح یہاں لانے کی جو غلطی تم نے کی ہے اس پر ساری زندگی پچھتاؤ گے دیکھ لینا۔۔۔!!!"

وہ فرش پر گرتے ہی بنا ڈرے گلا پھاڑ پھاڑ کر ان غنڈوں پر چیخ رہی تھی۔۔۔ جو اسے اس گرد مٹی سے بھرے کمرے میں لا کر پھینک دیا تھا۔۔۔

اس کی چیخ پر ایک غنڈہ نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالی تھی۔

"ہے اس کے منہ پر ٹیپ چپکا سارے راستے چلاتے ہوئے اس نے میرے کانوں میں درد کرا دیا ہے۔ اگر تارا بائی اور شاہو صاحب کا حکم نہیں ہوتا کہ اسے ہاتھ نہیں لگانا ہے تب اسے اچھے سے بتاتا۔؟" ایک غنڈہ دوسرے کو کہہ رہا تھا۔

منہا تارا بائی کے نام پر ڈر اور خوف سے جھر جھری لی تھی، اسے وہ لمحہ یاد آیا تھا جب وہ ان لوگوں کے پاس تھی۔ وہ خوفزدہ نظروں سے ان غنڈوں کو دیکھ رہی تھی جب اسے اپنا ظالم علی پوری شدت سے یاد آیا تھا، اس کے چہرے سے ڈر و خوف فوراً غائب ہوئے تھے۔

"ہے تارا بائی کے لنگور، اس تارا بائی کے چند بالوں کا جوڑا تو میں بناؤنگی اور ایسا بناؤں گی کہ سر پر اگلے جوڑے کے لئے ایک بھی بال نہیں بچینگے۔ پچھلا حساب بغیر چکتا کیے میں یہاں سے ہلونگی بھی نہیں۔!!" اس نے بڑے ہی پرسکون انداز میں انہیں دھمکی دی تھی۔ اس کے اس نڈر انداز کو دیکھ کر کسی کی آنکھیں حیرت سے وا ہوئی تھی اور ہونٹ مسکراہٹ کے انداز میں ڈھلے تھے۔

"بس چند گھنٹوں میں تمہاری زبان بند ہو جائے گی جب تارا بائی تمہارے سامنے ہوگی کیونکہ آج تک کوئی ایسی لڑکی نہیں تھی جو تارا بائی کے آشیانے سے غائب ہوئی ہو، لیکن تم پہلی تھی اور اب آخری بھی ہوگی۔ تجھے اب کوئی نہیں بچا سکتا ہے۔؟؟" وہ غنڈہ اسے دھمکی دے کر فون کرتے ہوئے باہر نکل گیا تھا۔

"ہے یو؛ گو بھی کی شکل والے دھمکی کس کو دے رہا ہے ہاں۔۔ جب میں اس سے ڈری تب میں منہا جمشید تھی لیکن اب ایک شیر کی بیوی ہوں۔۔!!" وہ پھر گلا پھاڑ کر چیخی تھی۔۔ غصہ کی شدت سے چہرہ لال سرخ ہوا تھا۔۔

جب اسے اپنے پیچھے مردانہ آواز میں فلک شگاف قہقہہ سنائی دیا تھا اور ساتھ میں نسوانی ہنسی بھی۔۔ وہ حیرت زدہ سی مڑی تھی اور کچھ پل کے لئے حیران ہوئی تھی۔۔

"آپ دونوں لوگ یہاں۔۔؟ مطلب ان لوگوں نے ہمیں ایک ساتھ یہاں کیوں رکھا ہے۔۔؟ اور تارا بائی کے لئے آپ لوگ تو اجنبی ہیں پھر۔۔؟" وہ ان دونوں کے درمیان پہنچی تھی۔۔ لیکن حیرانی حد سے سوا تھی۔۔

"منہا سچ میں میں مان گیا کہ آپ پر پورا پورا اس تھانیدار کا اثر ہوا ہے۔۔ ہاہاہاہا، مطلب اتنے عجیب و غریب نام آپ انہیں دے رہیں تھیں۔۔ پھر تو آپ نے جاذب کا نام بھی رکھا ہوگا۔۔؟" وہ منہا کو دیکھ کر پریشان تو بہت ہوا تھا لیکن پھر وہ خود کو سمجھا کر اب وہ منہا کی بات پر ہنستے ہوئے اس سے سوال کر رہا تھا۔۔

"ہاں رکھیں ہیں ناں، ظالم علی۔۔! اور آمنہ تم مجھے گھورنا بند کرو، کیونکہ تمہارا بھائی ظالم پلس سڑیل ہے۔۔!!!" وہ آمنہ کو خود کو گھورتے دیکھ کر اس کے بھائی کی منہ بگاڑتے ہوئے تفصیل سے تعریف بیان کی تھی۔۔ جسے سن کر ایک بار پھر دونوں کا قہقہہ پڑا تھا۔۔

"منہا ان لوگوں کو یہ نہیں معلوم شاید کہ آپ اس کی بیوی ہیں اس لئے دھیان رہے کہیں بھی منہ نہیں کھولنا ہے، آپ کو اس تارا بائی کے کہنے پر یہاں لایا گیا ہے اور ہمیں جس نے لایا ہے وہ جاذب

کی فیملی سمجھ کر۔۔ لیکن اس کی آنکھیں کھولنے کا وقت آگیا ہے۔۔!!" وہ ان دونوں کو ہدایت دیتے ہوئے پرسوج انداز میں بڑبڑایا تھا۔۔

"زین بھائی میں نے ان ریچھوں کے سامنے اتنی بونگیاں ماری ہیں لیکن مجھے لگتا ہے کہ آپ کو بچانے تو وہ آ بھی جائیں لیکن مجھے تو یہیں باندھ کر جائینگے دیکھ لیجیئے گا۔۔!!" وہ کافی سنجیدہ انداز میں منظر کشی کر رہی تھی۔۔

"ہاہاہاہا۔۔ اب وہ اتنا بھی ظالم نہیں ہے۔۔!!" زین اس کی ظلم کی داستان پر ایک بار پھر جاندار قہقہہ لگایا تھا۔۔

"بھابھی آپ نے شازمہ کی باتوں میں آکر بھائی پر ظلم کیا ہے۔۔!!!" آمنہ پہلی بار منہا پر ناراض نظر آئی تھی۔۔

"منہا کیا ہوا ہے۔۔؟" زین کچھ نہیں جانتا تھا اس لیے وہ اب منہا سے جاننا چاہتا تھا۔۔

منہا نے تھوڑے شش و پنج کے بعد سب کچھ زین کو بتا دیا تھا۔۔

"لیکن آپ کے دوست نے کبھی مجھے نہیں کہا کہ وہ ہمدردی نہیں ہے بلکہ۔۔!!" وہ کہتے کہتے شرم سے چپ ہو گئی تھی۔۔

"منہا۔۔! وہ نہیں کہتا تو کیا ہوا اس کی آنکھوں میں صاف صاف لکھا دکھائی دیتا ہے کہ وہ آپ کے

بغیر ادھورا ہے۔۔ لیکن اب مشکل ہے کہ وہ کچھ کہے۔۔؟ کیونکہ اسے آپ نے غصہ دلایا ہے۔۔!!" زین افسوس سے منہا کو دیکھ رہا تھا۔۔



"ہاں یہ سچ ہے کہ میں شازمہ کی باتوں میں آگئی تھی لیکن مجھے اس کی باتوں پر ایک پرسینٹ بھی یقین نہیں تھا۔۔ اور جہاں تک رہی اپنے ظالم علی سے بلوانے کی تو میں یہ کام آج ہی کرونگی انشاء اللہ۔۔!!" وہ اپنے لب کو بے چینی سے کاٹتے ہوئے پختہ ارادہ کیا تھا۔ جس پر ان دونوں نے ایک ساتھ انشاء اللہ کہا تھا۔۔



"سر یہاں ایک بہت بڑی گڑبڑ ہو گئی ہے۔۔ میں یہیں تھا جب زین سر کو انجیکشن دینے کے لئے دو دو لوگ اندر گئے اور مجھ سے کہا کہ ڈاکٹر اپنی کیمین میں بلا رہے ہیں، لیکن مجھے کسی نے نہیں بلایا تھا جب مجھے اس کا احساس ہوا تو میں سر کے روم میں گیا، سر اور میم مسنگ تھے۔۔۔ سر بہت بڑا ٹریپ تھا یہ۔۔!!" صبح کا چار بج رہا تھا جب اسے اسد کی طرف سے یہ دل دہلا دینے والی خبر ملی تھی۔۔ وہ کچھ پل کے لئے ساکت ہوا تھا لیکن پھر وہ اپنے اندر وہی جذبہ اور جنون لے آیا تھا جو وہ وردی پہنتے وقت قسم کھائی تھی۔۔

"اسد ایک ایک فوٹیج چھان مارو، اپنے جتنے بھی خبری ہیں سب کو اکیٹو کرو، مجھے ہر حال میں ان تک پہنچنا ہے۔۔!!" وہ آفیسر اسد کو ہدایت دیتے ہوئے خود ہیڈ کوارٹر میں انعام کرنے لگا۔۔

چہرہ چٹانوں جیسا سخت کیے اپنی ٹیم کو وہ گائیڈ کر رہا تھا۔

چار گھنٹے گزرنے کے بعد بھی کچھ معلومات نہیں ملی تھی لیکن ایک اور دل کو چیرتی خبر اس تک پہنچی تھی۔۔

"سر میں میم کا پیچھا کر رہا ہوں، انہیں اس وقت شہر سے ڈھائی گھنٹے کی مسافت پر ندی کے پاس جنگل والے ایرے میں لایا گیا ہے۔۔ یہاں یہ بہت عجیب سی جگہ ہیں۔۔!!" ایک آفیسر کو ایس پی جازب عرفان علی نے تین دن پہلے جب سے تارا بائی منہا کو ڈھونڈ رہی تھی تب سے؛ ڈیوٹی پر معمور کیا تھا۔۔ وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔۔

اور آج وہ منہا کو نکلتے دیکھ کر اس کا پیچھا کیا تھا اور اب وہ وہیں سے لوکیشن بھیج رہا تھا۔۔

"آفیسر آپ وہاں سے نکلیں فوراً۔۔ بنا بیکپ پلان کے میں کسی بھی آفیسر کی جان خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔۔!!" وہ آنے والے لمحات کا سوچتے اسے نکلنے کا کہہ رہا تھا۔۔

منہا کی خبر سنتے ہی ایک پل کے لئے غصہ عود کر آیا تھا، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ کیسے وہاں سے نکلی ہوگی۔۔ لیکن پھر تارا بائی کا سوچتے اور منہا کے پہلے حالات کا منظر آنکھوں کے سامنے آنے پر اس کا دل کر لایا تھا۔۔ بے چینی حد سے سوا تھی۔۔

"سر میں آن ڈیوٹی ہوں، اور آپ ہی کہتے ہیں کہ آن ڈیوٹی آفیسر سر کٹا سکتے ہیں لیکن پیچھے مڑ کر بھاگ نہیں سکتے ہیں۔۔ میں بھی یہیں رہونگا سر۔۔!!"

وہ آفیسر اپنے کہے سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تھا۔۔

"ٹھیک ہے، لیکن اپنا دھیان رکھیں اور ہم سے کنیکٹیڈ رہیں، جب تک ہم وہاں پہنچ نہیں جاتے آپ کوئی ایکشن نہیں لینگے، دیڈس مائی آرڈر۔۔!!" وہ آرڈر دے کر میٹنگ روم میں داخل ہوا تھا۔۔

ایک طرف جگر اور دل کی ٹکڑا بہن تھی تو دوسری طرف جان سے پیاری بیوی تھی۔۔

"اچھا نہیں کیا وانفی۔۔ بلکل بھی اچھا نہیں کیا، میرے یقین کو توڑ دیا، بکھیر دیا مجھے۔۔ لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تم میری جان ہو، اگر تمہیں ایک خرونج بھی آئی تو اس تارا بائی کو زندہ زمین میں دفن کر دوں گا۔۔!!!" وہ وہیں کچھ پل کے لئے دیوار سے ٹیک لگائے آنکھوں میں آنسو لیے کھڑا رہا تھا، وہ اس وقت زبط کی آخری منزل پر کھڑا تھا۔۔

آنکھیں لال سرخ انگارہ تھی اور مٹھیاں بھیجی ہوئی تھی۔۔  
"سر۔۔ سر۔۔!!"

جب ظفر اسے کچھ بتانے آیا تو وہ ایک ہی نقطہ پر اپنی نظریں مرکوز کیے بے بس سا کھڑا تھا۔۔  
ظفر نے اس کے بازو کو ہلاتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔۔

"سر انشاء اللہ انہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔ ہم آج کامیاب ضرور ہونگے اللہ نے چاہا تو۔۔ ہر مشکل کے بعد آسانی ضرور ہوتی ہے۔۔!!" ظفر تسلی کے انداز میں اپنے سر کو سمجھا رہا تھا۔۔  
کچھ رپورٹ ملی۔۔؟ اور آفیسر جمال ملک کہاں ہیں۔۔؟ ہمیں آج ان کی ضرورت ہے۔۔!!" وہ اب اندر بڑھتے ہوئے اپڈیٹ لے رہا تھا۔۔

"سر بلکل پکی خبر ہے، آج ایم جے اور تارا بائی کی میٹنگ ہے اور وہ آج یہ میٹنگ ٹریفیکنگ کی ہے۔۔ سر دس لڑکیوں کو آج وہ لوگ باہر بیچنے والے ہیں، کیونکہ کل الیکشن ہے تو وہ یہ کام آج کرنا چاہتا ہے۔۔ اور لوکیشن بھی وہی ہے جہاں بھابھی کو لے کر گئے ہیں۔۔!!" ظفر ٹیبل پر جھکا ٹیب پر انگلیاں چلاتے ہوئے اسے اپڈیٹ دے رہا تھا۔۔

"ظفر ہیڈ کوارٹر میں انفام کر کے سی آر پی ایف کی ٹکڑی اپنے ساتھ لو اور جنگل کے پورے ایرے کو سرچ کر کے گھیر لو۔۔ اور اسد آپ میڈیا کی ایک پوری ٹیم کوریج کے لیے تیار کریں لیکن دھیان رہے میڈیا کی یہ ٹیم آپ کی پہچان کی ہو۔۔!!"

ان کا پورا بیک پلان تیار تھا صرف رات ہونے کا انتظار تھا۔۔

"سر مسٹر جمال ملک آئیں ہیں۔۔؟" وہ سب اس وقت بلیک کمانڈو کے جیسی ڈریس میں تیار کھڑے تھے۔۔ جازب اپنی ریوالور چیک کر رہا تھا جب اسے کسی آفیسر نے انفام کیا تھا۔۔

"انہیں اندر بھیجیے۔۔!!" وہ ایک لفظی جواب دے کر اب اپنے لانگ شوز میں ایک اور گن چھپا رہا تھا جب وہ اندر داخل ہوئے تھے۔۔

"آفیسر جمال ملک۔۔! میں ابھی اپنی ٹیم کے ساتھ مشن پر نکل رہا ہوں، ہمارے پلان کے مطابق آپ کو جیسے ہی سگنل ہماری طرف سے ملے تو سی آر پی ایف کی ٹکڑی اور میڈیا کی ٹیم کے ساتھ وہاں پہنچ کر تیار رہیں گے، لیکن ہمارے اشارہ پر ہی آپ کو اندر داخل ہونا ہے ورنہ نہیں۔۔!!" وہ اس وقت مامو اور بھانجے نہیں بلکہ وطن کے جانباز آفیسر تھے جو اپنی مٹی کے لئے کچھ بھی کر گزرنے کو تیار تھے۔۔

"ہم اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیں گے، اب تک کی جتنی انفارمیشن ملی تھی ساری کی ساری ہیڈ کوارٹر پہنچ چکی ہے، اریسٹ وارنٹ بھی جاری ہو چکا ہے لیکن ہمیں تب بھی اپنا ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہوگا، کیونکہ وہ بہت شاطر ہے۔۔!!!" وہ ایک ایک پہلو پر غور کر کے سب کو ہدایت دے رہا تھا، ایک چھوٹی سی بھول، یا چھوٹا سا بھی قدم اس کی فیملی کی جان کو آسکتا تھا۔۔



"آج ہمارے وطن کی سرزمین کو اس گندے وجود سے پاک کرنے کا وقت آچکا ہے۔۔ وقت آچکا ہے کیوں اس پی جازب عرفان ندیم کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھیں جیسے ایس پی عرفان ندیم کو دیکھ رہا تھا۔۔ وقت پیچھے پلٹتا بھی ہے اور صحیح وقت آتا بھی ہے شاید یہی بات بھی وہ نہیں جانتا ہے اور ہم وطن کے محافظ ایسے وجود کو نست وعبود کرنے کے لیے ہر وقت سر پر کفن باندھ کر تیار رہتے ہیں۔۔!!!"

وہ چہرے پر چٹانوں جیسی سختی لیے اپنی ٹیم کا لیڈر بن کر اپنے جذبوں کی اونچائی تک سب کو پہنچا رہا تھا۔۔

"کیا آپ سب تیار ہیں۔۔؟" وہ پیچھے کو ہاتھ کیے سب سے مخاطب ہوا تھا۔۔  
 "یس سر۔۔!" سب نے ہم آواز ہو کر یقین پر مہر لگاتے ہوئے وہاں سے نکلنے لگے تھے۔۔ ایک ساتھ جوتوں کی آواز نے ایک الگ سماں باندھ دیا تھا۔۔

سب کے جانے کے بعد جازب، جمال ملک سے مخاطب ہوا تھا۔۔  
 "ماموں کیا گھر میں ماما کو بھی پتہ ہے کی منہا گھر پر نہیں ہے۔۔؟" وہ کافی سنجیدہ لگا تھا انہیں۔۔  
 "ہاں سب کو ہی پتہ چل چکا ہے اور یہ کارستانی کس کی وجہ سے ہوئی ہے یہ بھی سب کو معلوم چل چکا ہے لیکن تم پریشان مت ہوں، کچھ نہیں ہوگا انہیں، ہم وقت رہتے پہنچ جائیں گے۔۔ اور اس سے ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے ضرور آدھی غلطی تمہاری ہوگی۔۔!!" وہ اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے اسے تسلی کے ساتھ ساتھ الزام بھی دے رہے تھے جسے سن کر جازب کی آنکھیں حیرت سے واں ہوئی تھیں۔۔

"ماموں طرف داری نہیں کریں اس کی، میری جان کو مشکل میں ڈال دیا ہے اس نے۔۔ کیا کوئی ایسا بھی کرتا ہے۔۔؟" وہ جیپ میں بیٹھتے ہوئے ان سے شکایات بھی کر رہا تھا۔۔



"آمنہ تم اپنی عبا یا پین دو مجھے ابھی۔۔!!"

اس گرد اور مٹی سے اٹے روم میں انہیں بیٹھے ہوئے صبح سے پھر رات ہونے کو آئی تھی، اندھیرا چاروں طرف پھیل چکا تھا لیکن ابھی تک انہیں کوئی اچھی خبر نہیں ملی تھی، پیاس سے دم گھٹ رہا تھا لیکن ایک بوند پانی تک انہیں نہیں ملا تھا۔۔

بہت دیر سے پانی پانی کی رٹ لگائے منہا کو اچانک عبا یا پین یاد آئی تھی۔۔

"کیا کرینگے آپ اس کا۔۔؟" آمنہ اس کی بے تکی فرمائش پر حیران ہوئی تھی لیکن پھر بھی پین نکال کر اسے پکڑا دیا تھا، جب کہ زین خاموشی سے اس کی کارکردگی دیکھ رہا تھا۔۔ وہ اس کے دماغ کے خرافاتی کیڑے کو سمجھ چکا تھا۔۔

"اوائے تارا بائی کے لنگور، ریچھ کہیں کے۔۔ دروازہ کھولو مجھے پیاس لگی ہے، اگر میں پانی پانی کرتے فوت ہو گئی تو تمہاری تارا بائی بدلہ کس سے لیگی۔۔؟ اور اگر مجھے کچھ بھی ہوا تو تم لوگوں کے حق میں اچھا نہیں ہو گا۔۔!!!" وہ گلا پھاڑ کر چیختی ہوئی دھمکیوں پر اتری تھی۔۔

لگاتار دس منٹ چیخنے چلانے کے بعد انہیں کسی کے پیروں کی چاپ سنائی دی تھی۔۔ تینوں الرٹ ہوئے تھے۔۔

"لے پانی پی لے۔۔ اور چل میرے ساتھ، تیرا بلاوا آیا ہے۔۔!!" ایک غنڈہ پانی کی بوتل لیے دروازہ کھول کر اندر آیا تھا۔ وہ جیسے ہی جھکا تھا بوتل رکھ کر ہاتھ کھولنے کے لئے ویسے ہی منہا نے پین کو اس کی گردن میں چھو دیا تھا۔ کیونکہ منہا کا ہاتھ پہلے ہی آمنہ نے کھول دیا تھا۔ وہ چیختا اس سے پہلے ہی زین نے اپنے ایک بازو میں اس کی گردن لیے زور سے جھٹکا دیا تھا جس سے وہ بے حوش ہو کر وہیں گرا تھا۔

یہ سب پلک جھپکتے ہوا تھا۔۔ دونوں نے زین کی یہ فرقی ملاحظہ فرمائیں تھیں۔۔ "آپ نے یہ کیسے کیا۔۔؟ اور آپ کو تو بہت درد ہو رہا ہے۔۔؟" آمنہ ہونقوں کی طرح زین کو دیکھ کر سوال کر رہی تھی۔۔

زین اس غنڈہ کی گن اپنے ہاتھوں میں لیے بنا کوئی تاثر دیے انہیں نکلنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ وہ گن لیے آگے آگے چل رہا تھا اور وہ دونوں اس کے پیچھے چل رہی تھیں۔۔ "راستے میں تین غنڈوں کو مار کر سلانے کے بعد وہ ایک روم کی کھڑکی تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے۔۔ یہ اس روم کا پچھلا حصہ تھا، اس لیے ادھر سیکورٹی نام کی بھی نہیں تھی۔۔ کھڑکی سے ہلکی سی روشنی باہر آرہی تھی اور باتیں کرنے کی آوازیں بھی۔۔ ان کے پیر ان آوازوں پر تھمے تھے۔۔

"اسے کیا لگتا ہے کہ گیم کھیلنا صرف اسے آتا ہے ایم جے کے جیسے گیم تو آج تک دنیا کا کوئی انسان نہیں کھیل سکتا، اب تک اس نے میرا بہت نقصان کیا ہے لیکن اب بھرپائی کا وقت آچکا ہے۔ میں نے اس کی فیملی کو یہاں اسی لئے لے کر آیا ہوں کہ پورا بدلہ لے سکوں، مجھے معلوم ہے کہ وہ کس

کا بیٹا ہے۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ تارا بائی تم لڑکیوں کو لے کر ابھی یہاں سے نکلو، اس کے بعد میری یہی ایک ڈیل ہونے والی ہے۔۔۔!!" ایم جے کا مکروہ چہرہ دیکھ کر زین کا پارا ہائی ہوا تھا لیکن یہ وقت جوش سے نہیں بلکہ حوش سے کام لینے کا تھا۔۔۔ کیونکہ بہت ساری لڑکیوں کی عزت اور زندگی کا سوال تھا۔۔۔

"شاہو صاحب آپ کو کچھ گڑبڑ کا احساس نہیں ہو رہا ہے۔۔۔؟ مجھے کچھ عجیب لگ رہا ہے۔۔۔؟" ایم جے اپنے سارے انلیگل اور برے کام شاہو صاحب کے نام سے کرتا تھا۔ اور ایم جے کے نام سے ایک بہت بڑا سیاست دان بنا عوام کا دل جیتتا آرہا تھا۔۔۔

"یہ میری ایسی جگہ ہے جہاں ابھی تک کوئی نہیں جان پایا ہے، یہاں ایک پرندہ بھی میرے اجازت کے بغیر پر نہیں مار سکتا۔۔۔!!!" گھمنڈ سے چور ایم جے کی آواز سن کر پہلی بار زین مسکرایا تھا۔۔۔

"زین بھائی کہیں یہ میرے ظالم علی کو نقصان نہ پہنچا دے۔۔۔؟" منہا کی سرگوشی نما آواز سن کر زین اس کی طرف مڑا تھا۔۔۔

"گڑیا اسے کچھ بھی نہیں ہوگا، وہ ایسی آگ ہے کہ جو اس کے قریب جائے گا وہ جل کر خاکستر ہو جائے گا۔ اتنا آسان نہیں ہے کہ ہر بار جیت اس کا مقدر ٹھہرے۔۔۔!!" وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھے تسلی دی تھی۔۔۔

"میں یہاں دیکھتا ہوں، تب تک آپ دونوں اندر جا کر ان لڑکیوں کو یہیں لے کر آئیں۔۔۔ یہ سیڑھیاں جو نیچے جا رہی ہیں یہ تہہ خانہ ہے، لڑکیاں یہیں ہونی چاہئے۔۔۔ ان لڑکیوں کی عزت کا زہمہ اب آپ دونوں کے کندھے پر ہے۔۔۔ یاد رہے کہ میرے رہتے آپ دونوں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا



ہے۔۔!!" وہ ان دونوں کو ان کا فرض یاد دلانے کے ساتھ ساتھ انہیں اپنے ہونے کا بھی یقین دلا گیا تھا۔

منہا دبے پیر سیڑھیوں کی جانب مڑی تھی اور وہیں زمین پر پڑا ایک لکڑی کا ٹکڑا بھی اٹھا لیا تھا اپنی حفاظت کے لئے۔

منہا جیسے ہی اندر گئی تھی ویسے ہی آمنہ دو قدم بڑھ کر پھر سے پیچھے مڑی تھی۔۔ زین نے بھی پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔

نوز پیس اور عبایا پر مٹی لگی ہوئی تھی، لیکن نوز پیس سے جھلکتی آنکھوں نے زین کے دل کو تڑپایا تھا۔

بے تہاشا سرخ بھیگی بھیگی پلکیں۔۔ جو رونے کی چغلی کھا رہی تھی۔۔ زین دو قدم آگے بڑھا تھا اور اسے اپنے حصار میں چھپا لیا تھا۔

"اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہوگا، وہ غفور رحیم ہے۔۔!!" زین نے اس کے سر کو تھپتھپاتے ہوئے اس کے بالوں پر بوسہ دیتے اسے منہا کے پیچھے روانہ کیا تھا۔

مشکلیں چاہے کتنی بھی بڑی ہوں، ہمیں گھبرانا نہیں چاہیے کیونکہ ہمارا رب دیکھ رہا ہے اور وہ بڑا کارساز ہے، وہ ہماری مشکلوں کو آسان بنانے والا ہے۔



"سر پچھلے دروازے تک میم نے لڑکیوں کو لا کر کھڑا کیا ہے یہ دیکھیے۔!!" اسد ڈرون کیمرے کی مدد سے اس گھر سے ایک میٹر کی دوری پر ہی کھڑے ایس پی جازب کے پاس آکر اسے اندر کی ایکٹیویٹیز دیکھا رہا تھا۔

"جازب کے اشارے پر پوری ٹیم ہی پچھلی دیوار کو پھلانگتے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے جب وہیں پر ان لڑکیوں کے ساتھ آمنہ بھی کھڑی نظر آئی تھی۔ اندھیرا زیادہ ہونے کے وجہ سے اس نے جازب کو نہیں دیکھا تھا۔

"گڑیا تم ٹھیک ہو۔؟" وہ پاس پہنچ کر سرگوشی نما آواز میں آمنہ سے بے تابی سے سوال کر رہا تھا۔ آمنہ اسے دیکھتے ہی اس کے سینے سے لگی تھی۔

"بھائی وہ بھابھی۔۔ بھابھی اس عورت کو مارنے گئیں ہیں، کہہ رہی ہیں کہ بنا ایک تھپڑ رسید کیے واپس نہیں آؤں گی۔!!" آمنہ جلدی جلدی منہا کا کارنامہ بتا رہی تھی۔ کیونکہ اتنے قریب رہ کر وہ جان چکی تھی کہ جو وہ کہہ رہی ہے ضرور کرے گی۔

"آفیسر ظفر آپ ان ساری لڑکیوں کو باہر لے کر نکلیں اور بیٹا آپ بھی ان کے ساتھ جائیں۔۔ میں انہیں لے کر واپس آتا ہوں۔!!" وہ سب کو بھیج کر اندر داخل ہوا تھا۔ بڑے آرام سے اپنا کام کرتے ہوئے ان تک پہنچتے دروازہ کھول کر اندر گھسے تھے اور بڑے ہی آرام سے سب کو اپنی حراست میں لیا تھا جب جمال ملک بھی سی آر پی ایف کی ٹیم کے ساتھ اندر پہنچے تھے۔

"مجھے تو بہت اچھی طرح پہچان رہے ہونگے ایم جے عرف مجیب شاہو۔۔ تم سوچ رہے ہونگے کہ اتنی آسانی سے تم کیسے پکڑے گئے۔؟" جمال ملک اس کے سر پر گن تانے کھڑے ہوئے تھے۔

"فرید کو تو جانتے ہی ہونگے، جس نے تمہیں یہ جگہ بتائی تھی؛ اس نے ہی ہمیں بھی تم تک پہنچانے میں کامیابی دلوائی ہے۔ تمہارا کھیل ختم ہوا، انصاف اور سچائی کی جیت ہوئی ہے۔!!" جمال ملک کے ساتھ ہی جازب بھی آگے بڑھا تھا۔

"فرید میرا وفادار تھا۔ وہ تمہارا ساتھ کیسے دے سکتا ہے۔؟" ایم جے اس وقت پاگل ہوا تھا لیکن اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔

"تمہارا وفادار۔۔ ہا ہا ہا۔۔ فرید اندر آؤ اور اسے بتاؤ کہ تم کس کے وفادار ہو۔؟" جازب سکون سے ہنستے ہوئے چٹکی بجاتے فرید کو اندر بلا رہا تھا۔

اس کی نظر اٹھی تھی فرید کو دیکھنے کے لئے جب زین کو اندر آتے دیکھ کر وہ ساکت ہوا تھا۔ "تم سے کس نے کہا ایم جے کہ میں تمہارا وفادار ہوں۔۔ نہیں، بالکل نہیں۔۔ میں اپنے وطن اپنی مٹی کا وفادار ہوں۔۔ جب ایم جے غلط کاموں کے لئے شاہو بن سکتا ہے تو اسپیشل ایجنٹ زین سالک اچھے کاموں کے لئے فرید کیوں نہیں بن سکتا ہے۔!!" زین کے دھاڑتے ہی ہر طرف سناٹا پھیلا تھا۔ ایم جے حیران و پریشان زین کو دیکھ رہا تھا اسے اب سمجھ میں آیا تھا کہ اس کی ساری انفارمیشن ان تک کیسے پہنچی تھی۔

لیکن اب وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا، وہ منہ کے بل زمین پر گرا تھا جہاں سے اٹھ کھڑے ہونا ناممکن تھا۔

"آفیسر اسد۔۔!" جازب نے ایک اشارہ کیا تھا اور بس ایم جے کے سامنے ٹیبل پر بہت ساری انلیگل چیزیں جما ہوئی تھیں۔

"یہ۔۔ یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ۔۔؟" وہ حواس باختہ سا چلایا تھا۔

"تم سیویلین کورٹ میں جانے کے لائق نہیں ہو یہ انتظام تمہیں آرمی تک پہنچانے کا کیا جا رہا ہے جہاں سے تم کبھی واپس لوٹ کر نہیں آسکو۔۔ ایس پی عرفان ندیم کی فیملی کی طرح کسی اور فیملی کو کبھی بکھیر نہ سکو۔۔!!" جازب اس کے پاس پہنچتے کھینچ کر تین چار تھپڑ رسید کیا تھا۔۔

"جاذب تم پیچھے والے روم کی طرف جاؤ، میں نے تارا بائی اور اس عورت کو باندھ دیا ہے جس کی خاطر تواضع تمہاری بہادر بیوی کر رہی ہے۔۔۔ یار سبابت کر دیا انہوں نے کہ وہ تمہاری بیوی ہیں۔۔!!"

زین اسے آؤٹ آف کنٹرول ہوتے دیکھ کر منہا کے پاس بھیجا تھا۔۔

"زین تم اسپیشل ایجنٹ ہو لیکن تم انڈر کور کام کرتے ہو، اس لئے تم میڈیا کے سامنے میرے دوست اور بہنوئی بن کر ہی آؤ گے۔۔۔ جسے ان لوگوں نے اگوا کیا تھا اور گولی بھی ماری تھی۔۔۔ میڈیا بس اندر آتی ہی ہوگی۔۔۔ آفیسر اسد سب سنبھال لینگے، میں زرا اپنی خرافاتی بیوی کو دیکھوں۔۔۔!!!" وہ ہدایت دیتے ہوئے پیچھے والے روم کی طرف بڑھا تھا۔۔۔



"دھوکہ باز عورت، مجھے تم نے اس عورت کو دیا تھا نہ یہ لے۔۔۔!!" جب وہ اندر پہنچا تو جو منظر اس کے سامنے تھا وہ اسے ٹھٹھکانے کے لئے کافی تھا۔

منہا ایک لکڑی کا بیٹ لیے اس عورت کو مار رہی تھی جس نے اسے تارا بابئی کو سونپا تھا۔



"اور تم چار بال والی عورت۔۔ تمہیں تو عورت کہتے ہوئے بھی شرم آرہی ہے، جسے ایک عورت کا درد نہیں معلوم وہ عورت کہلانے کی حقدار نہیں ہے۔۔"

تم نے مجھے ٹارچر کیا اب دیکھ میں کیا کرتی ہوں۔۔!!" منہا اب وہی لکڑی کا بیٹ لیے تارا بائی کے پاس پہنچی تھی۔۔ جازب دروازہ پر سکون سے کھڑا اب تماشا دیکھ رہا تھا۔۔ اس کے چہرے پر اتنے دیر بعد مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔۔

وہ اب بیٹ سے تارا بائی کو پیٹ رہی تھی اب تک جتنی بھی مشکل اس نے جھیلیں تھیں سب آج نکل رہی تھی۔۔

"میں نے صرف تمہیں ٹارچر کیا تھا لیکن تمہیں کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔۔ مجھے مارنا بند کرو لڑکی۔۔!!" مار کھاتے تارا بائی کے منہ سے نکلے اس لفظ پر منہا کے ہاتھ پل بھر کو رکے تھے۔ اس دل کی آخری پھانس بھی نکل گئی تھی۔۔

اب وہ لکڑی کو پھینک کر ایک تھپڑ رسید کیا تھا۔۔ جب جازب اسے پیچھے سے پکڑتے ہوئے اپنے آپ میں چھپا گیا تھا۔۔

وہ اس کے حصار سے نکلنے کے لیے مزاحمت کر رہی تھی لیکن جیسے ہی اس کے نتھنوں سے جازب کے کولون کی مہک پہنچی مزاحمت کرتے ہاتھ فوراً نیچے ہوئے تھے۔۔

اپنی پیچھے کھڑی سی آر پی ایف کی ٹیم کو اشارہ کرتے ان دونوں عورتوں کو لے جانے کا کہا تھا۔۔ ان آفیسرز سے بھی وہ اسے چھپائے کھڑا تھا لیکن جیسے ہی وہ لوگ نکلے تھے جازب نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا۔۔

منہا اس کے رد عمل پر کچھ پل کے لئے سن ہوئی تھی۔۔ پھر ہمت کرتے پیچھے مڑی تھی۔۔  
جاذب کی آنکھوں میں اس وقت کیا کچھ نہیں تھا، اپنے مان اور یقین ٹوٹنے کا دکھ، خود پر یقین نہ  
کرنے کا ملال، کسی اور کی باتوں میں آکر اپنے رشتے کو داؤ پر لگانے کا دکھ۔۔ منہا نے ایک پل کے  
لئے نظریں جھکائی تھی۔۔

"نظریں جھکانے یا چرانے سے حالات بدل نہیں جاتے ہیں۔۔؟" جاذب نے خفگی سے اپنا رخ موڑا  
تھا۔۔ اور یہی منہا کی برداشت سے باہر ہوا تھا۔۔

"حالات آپ کی وجہ سے بگڑے تھے، کیونکہ آپ نے کبھی مجھ سے نہیں کہا کہ میں آپ کے لئے  
خاص ہوں، جو آپ کی نظروں میں دکھتا تھا وہ آپ نے کبھی نہیں کہا۔۔؟ اور میں شازمہ کی باتوں  
میں نہیں آئی ہوں بلکہ میں آپ کی خوشی کے لئے یہ سب کرنے کو تیار تھی۔۔ لیکن میں غلط تھی۔  
آپ کی خوشی اس میں نہیں مجھ میں ہے، یہی سمجھنے میں میں نے دیر کر دی۔۔!!" وہ آنکھوں میں  
آنسو لیے بھرائی آواز میں پہلے اس پر الزام لگایا تھا اور پھر اپنے آپ کو ہی غلط ٹھہرانے لگی  
تھی۔۔

"کس نے کہا کہ میری خوشی تم میں ہے۔۔؟ میری خوشی اور خواہش دونوں شازمہ میں ہے۔۔!!"  
جاذب کا تیر منہا کے دل کے آر پار ہوا تھا۔۔ وہ بلبلا اٹھی تھی اس وار پر۔۔ اس لیے آؤ دیکھا نہ تاؤ  
بس پلک جھپکتے جھپٹا مار کر جاذب کی ریوالتور اپنے ہاتھوں میں لیتے اس سے چار قدم دور ہوتے نظریں  
جاذب پر مرکوز کیے ہی ریوالتور اپنے کپٹی پر رکھا تھا۔۔  
جاذب کا دل ساکت ہوا تھا اسے ایسا کرتے دیکھ کر۔۔

"منہا ریوالور واپس کرو۔۔!!" وہ لڑکھڑایا تھا۔

"نہیں۔۔ جب تک آپ مجھ سے یہ نہیں کہتے کہ میں ہی آپ کی خوشی اور خواہش ہوں تب تک میں ریوالور نہیں ہٹاؤنگی۔۔!!" وہ بے تہاشا روتے ہوئے جزباتی ہوئی تھی۔

جاذب کا دل اسے روتے ہوئے دیکھ کر ہی تڑپا تھا۔

"منہا واپس کرو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔!!" وہ اسے دھمکی دیتے ہوئے خود آنکھوں میں آنسو لیے گھٹنوں کے بل گرا تھا۔

"آپ کہہ رہے ہیں یا نہیں۔۔ اگر آپ میرے نہیں تو پھر اس دنیا میں میرا کوئی بھی نہیں، میں جی کر کرونگی ہی کیا۔۔؟" وہ اس وقت حوش و حواس میں نہیں تھی اس کے سر پر ایک جنون سوار تھا۔ گن پر اس کی گرفت سخت ہوتے دیکھ جاذب چلایا تھا۔

"تم میری خوشی اور خواہش ہی نہیں منہا میری محبت ہو، میری جان ہو، میرے دل کی دھڑکن ہو۔۔!!" وہ منہا کا روتا چہرہ دیکھ کر اپنی بانہیں پھیلا گیا تھا۔

منہا اس کے اظہار کو سن کر سرشار ہوئی تھی اور ریوالور وہیں پھینکتے اس کے بازوؤں میں سما گئی تھی۔

"تم میرے لئے کیا ہو یہ تمہیں میں اپنے عمل سے بتاتے آیا ہو اور آگے بھی بتاؤنگا۔۔!!" وہ اسے خود میں بھینچنے اس کی پیشانی پر مہر محبت ثبت کی تھی۔

"آپ میرے سب کچھ ہیں جاذب، آپ کے بغیر منہا ادھوری ہے، آپ کے بغیر اس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔۔!!" وہ اس کے سینے میں منہ دیے بے تہاشا رو رہی تھی۔

جاذب اس کے اظہار پر اندر تک شاد ہوا تھا کیونکہ جب اپنے محرم رشتے محبت کا اظہار کرتے ہیں تو دل اسی طرح شاد ہوتے ہیں۔۔

"اور یہ کیا حرکت تھی۔۔؟ پہلے جو حرکت کی تھی میرے اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلنے والی کیا وہ کافی نہیں تھی جو یہ کرنے چلی تھی۔۔ ہم۔۔!!" وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے ایک چھوٹی سی شرارت کر گیا تھا جس سے منہا کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔

"آپ نے جو کہا ابھی وہ کس خاٹے میں جائے گا۔۔؟ بس میری ہی غلطی دیے جا رہے ہیں آپ۔۔!!" وہ شرمائی لجائی سی اس کے دل میں اتری تھی۔۔

"ہاہا۔۔!!" وہ اس کے انداز پر قہقہہ لگایا تھا۔۔

"منہا اس دن تم نے کہا تھا کہ دوسری شادی کر لو۔۔ کر لوں کیا۔۔؟" وہ شرارت سے پر لہجے میں اپنے نچلے ہونٹوں کو دباتے ہوئے اسے چڑھا رہا تھا۔۔

"خبردار جو پھر کبھی اس شازمہ کا نام لیا آپ نے۔۔؟ اس کی گردن تو میں پہلے اپنے ہاتھوں سے مروڑوگی۔۔ اور ایسا سوچا تو چھوڑوگی آپ کو بھی نہیں۔۔!!" وہ غصے سے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو مروڑ رہی تھی جیسے سچ میں اس میں شازمہ کی گردن ہو۔۔

جاذب اب کی بار بے تہاشا ہنستے ہوئے اس کے گالوں پر اپنے عنابی ہونٹ رکھ گیا تھا۔۔ منہا اس کی حرکت پر ساکت ہوئی تھی۔۔

"میری دھاکڑوائی اٹھو یہاں میڈیا کورٹج دے رہی ہے اس لیے تمہیں ابھی نکلنا ہوگا۔۔!!" وہ اس کے وجود کو اپنے ہاتھوں میں سمیٹے باہر نکلا تھا۔۔



منہا کو باہر کے ہوتے شور پر حواس لوٹے تھے اس نے فوراً اپنے چہرے کو جاذب کے سینے میں اس طرح چھپایا تھا کہ کوئی اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔

ساری ٹیم اپنے ہاتھوں سے انہیں گھیرے ہوئے وہاں سے نکلنے میں مدد دے رہی تھی۔۔  
جاذب اپنی زندگی کو خود میں چھپے دیکھ کر ایک بار پھر مسکرایا تھا۔۔

وہاں سے نکلتے ہی میڈیا ساری رپورٹ پوری دنیا کو پہنچا رہی تھی جس میں ایم جے اور اس کے ساتھیوں کا گھناؤنا چہرہ بے نقاب کیا جا رہا تھا۔

دو دن بعد جازب کو اور اس کے ابو ایس پی عرفان ندیم کو آنر پیش کیا گیا تھا۔  
جمال ملک کو کورٹ نے باعزت بری کر دیا تھا۔



ایک ماہ بعد۔۔

"جاذب اتنا تیار شیر ہو کر کہاں جارہے ہیں آپ۔۔؟ امی نے آپ سے کہا کہ ہمیں شاپنگ کروانے لے جائیں۔۔؟" وہ روم میں جیسے ہی داخل ہوئی تو نظر جاذب پر پڑی جو اپنی دمکتی گوری رنگت پر بلیک شرٹ، بلیک پینٹ پہنے اب بیڈ پر بیٹھ کر براؤن کلر کی سینڈل پہن رہا تھا۔۔

وہ اتنا خوب رو لگ رہا تھا کہ منہا کے ہونٹ ایک پل کے لئے مسکراہٹ کے انداز میں ڈھلے تھے۔۔

"یار میں کل کروا دوں گا شاپنگ، اس وقت میں اور زین کسی کام سے جا رہے ہیں۔!!" وہ اسے جواب دیتے ایک سینڈل پہن چکا تھا۔

"یہ سینڈل نکالیں اور یہ والی پہنیں۔!!" منہا اس کے پاس جھکتے ہوئے ایک بلیک کلر کی بے حد خوبصورت سینڈل رکھی تھی۔

جاذب کو اس سینڈل کے دیکھتے بہت کچھ یاد آیا تھا۔

"یہ تو وہی سینڈل ہے جو میں نے ایک ہی لی تھی۔!!" وہ سینڈل پر نظریں مرکوز کیے اس سے پوچھ نہیں بتا رہا تھا۔

"ہاں اور ایک میں نے لی تھی۔ ایک آپ کی اور ایک میری مل کر جوڑی بن گئی۔!!" وہ دل کھول کر مسکرانے لگی تھی۔

وہ اسے مسکراتے دیکھ کر اپنے پاس کھینچ کر بیٹھایا تھا۔

"کہاں سے ملی۔؟" وہ اب براؤن سینڈل نکال رہا تھا۔

"ایک آپ کی الماری سے اور ایک میرے سوٹ کیس سے جو آپ نے لا کر دوسرے روم میں رکھا تھا۔ جو مجھے اب ملا۔!!" وہ منہ بسورے اس سے شکوہ کر رہی تھی۔

جاذب اب اس کی دی ہوئی بلیک سینڈل پہن کر سیدھا ہوا تھا۔

"کیا دیکھ رہی ہو۔؟" وہ اسے اپنے پیروں پر محویت سے دیکھتے پا کر حیران ہوا تھا۔

"جاذب آپ کے پیر کتنے خوبصورت ہیں۔!!" وہ تعریف کرتے ہوئے ایک بار اپنے سانولے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی اور پھر جاذب کے گورے ہاتھوں سے خود کو ملا رہی تھی۔

جاذب نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا جہاں اس وقت وہ اپنے سانولے ہونے کا ملال کر رہی تھی۔۔  
جاذب کو یہ دیکھ کر بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔۔

"میری گولڈن پری۔۔! ادھر دیکھو میری طرف۔۔!!" وہ اس کی تھوڑی پکڑے اس کا رخ خود کی طرف موڑا تھا۔۔

"آج کے بعد خود کو مجھ سے یا کسی سے بھی کمپیئر نہیں کرنا۔۔ تم خاص ہو میرے لئے۔۔ اور کبھی خود کو دیکھنا چاہو تو میرے دل کی نظر سے دیکھو، تب تمہیں معلوم ہوگا کہ تم مجھے دنیا کی سب سے خوبصورت بیوی لگتی ہو۔۔ تمہارا یہ سنہرا رنگ ہی مجھے اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔۔!!" وہ اس کے دونوں گالوں پر باری باری محبت سے اور چاہ میں اپنے عنابی ہونٹ رکھے تھے۔۔  
منہا کا دل ایک بارگی زور سے دھڑکا تھا۔۔

"اور تمہاری یہ پرکشش آنکھوں نے میرے دل کے قرار کو لوٹ لیا ہے۔۔!!" وہ اب باری باری اس کی خوبصورت خمدار پلکوں پر محبت بھرا بوسہ دیا تھا۔۔  
منہا کا دل اس اظہار پر پاگل ہوا تھا۔۔

"تم بہت خوبصورت ہو میری گولڈن پری۔۔!!" وہ اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔  
کچھ پل وہ ایک دوسرے میں کھوئے تھے جب اس لمحے کے اثر کو زائل کرنے کے لئے منہا نے اپنے کالج کے دنوں کی بات چھیڑی تھی۔۔

"دھاکڑ وائفی کیا تمہیں اپنے وہ ٹیچر یاد ہیں جنہیں تم عقاب کہتی تھی اور وہ جس نے تمہارے ہاتھوں کو کوریڈور میں باندھا تھا جسے تم ڈائنا سور کہتی تھی اور وہ گیٹ کے باہر والے بابا۔۔ ہا ہا ہا۔۔!!" وہ ان پرانے دنوں کو یاد کرتے ہوئے زور سے ہنسا تھا۔

منہا ہونقوں کی طرح کتنی دیر تک جازب کا چہرہ دیکھتی رہی تھی۔

"یہ میرے گناہگار کان کیا سن رہے ہیں۔۔ جازب وہ سب آپ تھے۔۔؟؟" وہ بے یقین سی اسے دیکھ رہی تھی اور جازب اسے ایسے دیکھ کر ایک بار پھر فلک شگاف قہقہہ لگایا تھا۔

"ہاں وہ میں ہی تھا جسے آپ اتنے پیارے پیارے ناموں سے مشہور کر رہی تھیں۔۔!!" وہ اس کے گالوں پر چٹکی کاٹتے ہوئے باہر نکل گیا تھا۔

اور وہ یقین اور بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا کتنے لمحے کھڑی رہ گئی تھی۔

جب حرا بیگم روم میں داخل ہوئی تھیں۔

"بیٹا آج تو نہیں لیکن کل آپ لوگ شاپنگ پر چلی جانا۔۔ وقت کم رہ گیا ہے۔۔!!" وہ اسے کریڈٹ کارڈ دیتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کریڈٹ کارڈ لیے کھڑی تھی جو کہ جازب کا تھا۔

زین کے ٹھیک ہوتے ہی جازب کی امی نے احسن علی کے سامنے اپنی خواہش رکھی تھی۔

"بھائی صاحب میں نے اپنے بیٹے کا پورا بچپن بھی نہیں دیکھا ہے لیکن میں اس کی شادی دیکھنا چاہتی ہوں۔۔!!" وہ سب کے سامنے اپنے دل کی بات رکھ رہی تھیں۔



"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔ دونوں بچیوں کی اسی ہفتے دھوم دھام سے شادی کریں گے، ہمارے بھی ارمان تھے، کیوں سالک۔۔؟" وہ ان کی بات پر متفق ہو کر سالک صاحب کو بھی گھسیٹ لیے تھے۔۔

"ہاں بالکل سہی طہ رہا کہ اسی ہفتے مہندی اور ہلدی، شادی رکھیں گے اور اگلے ہفتے ولیمہ ہوگا۔!!"

سارا پلان انہوں نے ترتیب دیا تھا جسے سن کر سب سے زیادہ روشنی خوش ہوئی تھی۔۔

"پاپا آئی لو یو سو مچ۔۔ آپ نے میرے بنا کہے میری خواہش پوری کر دی۔!!" روشنی خوشی سے چمکتے ہوئے احسن علی کے گلے میں بازو ڈالے ان سے محبت کا اظہار کر رہی تھی۔۔

"لو یو ٹو بیٹا۔!!" وہ بھی اس کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے مسکرانے لگے تھے باقی سب کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تھی۔۔

اب اسی شادی کی تیاری چل رہی تھی۔۔



اگلے دن وہ تینوں جازب کی گاڑی لیے نکلیں تھیں۔ منہا کو ڈرائیونگ آتی تھی اس لیے وہ ڈرائیو کر رہی تھی جب کہ آمنہ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اور روشنی پیچھلی سیٹ پر براجمان تھی۔۔

وہ ہنستی مسکراتی ہوئی روڈ پر گاڑی دوڑا رہی تھی جب آگے چیکینگ ہوتے دیکھ کر بریک لگائے سامنے دیکھنے لگی تھی۔۔

"بھابھی چلیں واپس جلدی۔۔ سامنے دیکھیں بھائی بھی ہیں اور بہت سخت چیکنگ چل رہی ہے ہمارے پاس خود کی گاڑی تو دور کی بات لائسنس بھی نہیں ہے۔۔ پکڑے جانے کا ڈر کم اور بھائی کی ڈانٹ پڑنے کے چانسز زیادہ ہیں۔۔!!" آمنہ سامنے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی جہاں جازب انہیں گاڑی میں دیکھتے آگے آرہا تھا۔۔

وہ اس وقت آن ڈیوٹی تھا۔۔

"آمنہ تم چپ کرو۔۔ ایس پی کی بہن ہو کر ایک ڈانٹ اور چیکنگ سے ڈر رہی ہو۔۔؟" منہا اسے جھڑکتے چپ کروا چکی تھی اور اب بڑی شان سے بیٹھی اپنے یونانی دیوتا جیسے آن بان والے شوہر نامدار کو دیکھ رہی تھی جو اب اس کے شیشے پر انگلیاں مار رہا تھا۔۔

منہا اپنی امڑتی مسکراہٹ کو روکتے ہوئے شیشہ نیچے کیا تھا۔۔

"کیا ہے۔۔!!" لہجے میں معصومیت جھلک رہی تھی لیکن سامنے اثر زیرو ہوا تھا۔۔

"لائسنس دکھائیے میم، اور گاڑی کے کاغذات بھی۔۔؟" وہ لہجے میں اجنبیت پن سمو کر ہاتھ آگے بڑھا رہا تھا۔۔

دونوں بہنیں اپنے بھائی اور بھابھی کی جنگ کو ملاحظہ فرما رہی تھیں۔۔

"دیکھیں یہ گاڑی میری شوہر کی ہے، تو کاغذات بھی انہیں کے پاس ہونگے۔۔ وہ کافی شریف ہیں میں انہیں کاغذات لانے کا کہہ دیتی سر، لیکن وہ اس وقت آن ڈیوٹی ہیں۔۔!!" وہ اس کی وردی پر تفصیلی نگاہ ڈالتے ہوئے اپنے شوہر کی ساتھ ہی تعریف بھی کی تھی۔۔

جاذب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جسے اس نے نچلے لب کو دباتے ہوئے روکنے کی کوشش کی تھی۔۔

"لائسنس لازم ہے میم، وہ تو دیکھا سکتی ہیں۔۔؟" وہ سنجیدگی برقرار رکھنے میں کچھ حد تک کامیاب ہوا تھا۔۔

"سر وہ تو نہیں ہے لیکن یہ لیں۔۔!!" وہ اسے دھیرے سے سوکانوٹ پکڑاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔ جاذب اپنے ہاتھوں میں سوکانوٹ دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔ مطلب اس کی بیوی اسے رشوت دے رہی تھی۔۔

"یہ لے دے کر معاملہ رفع دفع کریں۔۔!!" وہ معصومیت کے رکارڈ توڑتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"آپ آن ڈیوٹی ایماندار ایس پی کو رشوت دے رہی ہیں اس سے آپ کو میں جیل میں بھی ڈال سکتا ہوں۔۔!!" وہ اب سوکانوٹ اسے پکڑاتے ہوئے اسے ڈرا رہا تھا۔۔

"اگر کسی نے مجھے ہاتھ تو دور انگلی بھی لگایا ناں میرے ظالم علی نے اس کے بازو اکھاڑ دینے ہیں، اس لیے سوچ لیجیے۔۔!!" وہ زیر لب مسکراتے ہوئے اس کی دھمکی ملاحظہ فرما رہا تھا۔۔

اس کا اپنے شوہر کے لئے مان، محبت کیا کچھ نہیں نظر آیا تھا۔۔

جاذب نے اس کی شرارت کو نظر انداز کرتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا تھا۔۔ آمنہ فوراً بیک سیٹ پر گئی تھی اور منہا آمنہ والی جگہ جا کر بیٹھی تھی۔۔

ایک بار پھر وہ سب گھر کی طرف رواں دواں تھے بس فرق اتنا تھا کہ اب ڈرائیو جاذب کر رہا تھا۔۔

وہ خوشی خوشی باتیں کرتے گھر آئے تھے۔۔

"جاذب کیا تم انہیں لے کر باہر گئے تھے کیونکہ ڈرائیور چھٹی پر ہے پھر یہ تینوں گئیں کیسے تھی۔۔؟"

وہ جیسے گھر میں داخل ہوئے ان پر فوراً چھاپہ پڑا تھا۔۔

جاذب مسکراہٹ روکتے ہوئے اپنی گولڈن پری کو دیکھ رہا تھا جو آنکھوں سے ہی خود کو بچانے کا کہہ رہی تھی۔۔

وہ جانتا تھا کہ بنا ڈرائیور کے باہر نکلنے کی کارستانی اس کی بیوی کی ہی ہو سکتی ہے کیونکہ اس کی بہنیں اتنی شرارتی نہیں تھیں۔۔

"امی میری پیاری امی۔۔! آپ کو ڈانٹنا ہے تو مجھے ڈانٹیں کیونکہ ان کو لے کر میں گیا تھا۔۔!!" جاذب اپنی امی کے گلے میں بازو ڈالے ان کو صوفے پر بیٹھایا تھا۔ وہ انہیں بچاتے ہوئے سب کچھ اپنے سر لے چکا تھا۔۔

تینوں نے سکون کی سانس لی تھی ورنہ کلاس پکی تھی۔۔

منہا روم میں داخل ہو کر اب جاذب کے کپڑے نکال رہی تھی جب پیچھے سے جاذب نے اسے اپنے حصار میں قید کیا تھا۔۔

"مجھے رشوت دے کر میری بیوی کیا چیک کر رہی تھی۔۔؟" وہ اس کے کندھے پر اپنی تھوڑی ٹکا کر محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"اپنے شوہر کی ایمانداری چیک کر رہی تھی۔۔!!" وہ بے اختیار ہنسی تھی۔۔



وہ اسے اس طرح کھل کر ہنستے دیکھ کر اندر تک شاد ہوا تھا اور بے اختیار اس کے نرم گالوں پر اپنا لمس چھوڑا تھا۔

منہا اس کی حرکت پر سرخ ہوئی تھی۔

"اوہ سو کے نوٹ پکڑا کر۔۔؟" وہ اب اسے گھور رہا تھا۔

وہ اس کی گھوری کو نظر انداز کرتے ہوئے بے ساختہ اس کا بازو اپنے گرد سے ہٹا کر اس کے سینے سے لگی تھی۔

وہ اس کی ادا پر مسکراتے خود میں بھینچ گیا تھا۔

ہاں ان کی زندگی مکمل تھی اور بہت خوبصورت بھی۔ زندگی میں اتار چڑھاؤ تو آتے رہتے ہیں بس ہمیں اس کو ہمت اور صبر کے ساتھ مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔

منہا کی زندگی میں بھی جب سب در بند ہو گئے تو اللہ نے جازب کی صورت میں اس کی زندگی روشنیوں سے بھر دی۔

آمنہ کو بھی اللہ نے زین کی صورت میں ایک ایسا ہمسفر دیا تھا جس کی اس نے کبھی چاہ ہی نہیں کی تھی۔ لیکن وہ بن مانگی دعا کی طرح اس کی زندگی میں آکر اس کی زندگی بدل دی تھی۔

ایم جے جیسے برے لوگوں کا انجام بھی برا ہی ہوتا ہے۔ اللہ برائی کرنے والوں کی رسیوں کو دراز کر دیتا ہے کہ جا جتنا اڑنا ہے اڑ لے لیکن آنا تو میرے پاس ہی ہے۔۔۔

آؤ سناؤں ساگر سے بھی گہری ایک داستان

## خوشخبری راکٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

**Prime Urdu Novels Publications**

**Whatsapp : 03335586927**

**Email : aatish2kx@gmail.com**

دل کی دنیا بدل دے جو وہی ہے یہ داستان  
سر اٹھا کر چلتا تھا جو وہیں کا تھا شہزادہ  
پیاری سی نٹ کھٹ سی وہیں کی تھی شہزادی  
کبھی تھی دونوں میں بنتی نہیں  
چنتے تھے دو راستے الگ

کہاں پتہ تھا شہزادی کو  
ایک دن بھی ایسا آئے گا  
پتھر کے جیسے زندگی ہوگی  
ٹھوکر سے سب ٹھکرائیگا

آن بان اور شان والا شہزادہ اسے بچائیگا  
خود میں سمیٹے وہ دنیا سے دور لے جائے گا  
کہاں پتہ تھا اس ظالم دنیا کو  
ایک محافظ بھی آئے گا  
بھائی کی دل کی ٹکڑا کو  
ٹھوکر لگاتی دنیا سے

وہ شہزادہ اسے بچائے گا۔۔ (بقلم ثنا سفیان خان)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شد

السلام علیکم۔۔!

اللہ کا شکر کی یہ ناول میں مکمل کر پائی۔۔ اس کو لکھتے ہوئے بہت مشکلیں پیش آئی۔۔ پھر بھی الحمد للہ  
یہ مکمل ہوا۔۔۔

میری سب سے پیاری دوست ثانیہ مغل۔۔۔ جن سے میں ہر موڑ پر رائے لیتی ہوں اور وہ بہت خوشی اور پیار کے ساتھ۔ ساتھ مجھے صحیح راستہ دکھاتی ہیں۔۔۔ وہ مجھے ہمیشہ موٹیوٹ کرتی ہیں، میری ہر غلطی بتا کر اسے ٹھیک کرواتے ہیں، میرے اس ناول کو پروف ریڈ کر کے وہی دے رہی ہیں، حالانکہ اس کو خود ہزاروں کام ہوتے ہیں پھر بھی وہ میرے لیے اپنا قیمتی وقت نکالتی ہیں۔۔۔ (یہ تمہاری محبت ہے ثانی۔۔۔ تمہارا بہت۔ بہت شکریہ۔۔۔ جزاک اللہ خیراً کثیراً۔۔۔) اچھا اب زیادہ دانت نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں تمہارا پیچھا کبھی انشاء اللہ نہیں چھوڑنے والی۔۔۔) میری اتنی پیاری دوست کو اللہ دونوں جہاں کی کامیابی اور خوشی عطا کرے، ہمیشہ ہنستی مسکراتی رہو۔۔۔ آمین۔۔۔

جزاک اللہ۔۔۔ ثانیہ مغل۔۔۔

اور میری پیاری بہن جس کے سپورٹ کی وجہ سے آج میں یہاں کھڑی ہوں۔۔ اللہ اس کو شاد و آباد رکھیں۔۔ آمین۔۔

میرے پیارے ریڈرز۔۔۔ جن کی محبت ہی ہمیں لکھنے کا حوصلہ دیتی ہے۔۔۔۔۔ آپ سبھی لوگ ہمیشہ خوش رہیں۔۔ اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔۔۔۔ میں پھر انشا اللہ جلد ہی حاضر ہوں گی، ایک نئے ناول کے ساتھ۔۔۔۔

\_\_\_\_\_ ☐  الله حافظ ☐ 